800

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

جمیل احمد شرقپوری نقشبندی
ذخیرہ
لاہور پاکستان

تذکرہ

اولیائے چشت

المعروف

"غریب نوازؒ"

سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ

اور دیگر اولیائے چشتیہ عالیہ

مؤلف

ناچیز حقیر محمد امین شرقپوری

ناشر: پیکو لمیٹڈ۔ لاہور

بار اوّل ـــــ مطبوعہ اشرف پریس بیک بڈو لاہور۔ قیمت اڑھائی روپے

Marfat.com

الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولاھم یحزنون

تذکرہ

اولیائے چشت

المعروف

"غریب نواز"

سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

اور دیگر اولیائے چشتیہ عالیہ

مؤلف

ناچیز حقیر محمد امین شرقپوری

ناشر: بیکو لمیٹڈ۔ لاہور

بار اوّل — مطبوعہ اشرف پریس بیک روڈ لاہور — قیمت اڑھائی روپے

Marfat.com

53544

عرض حال ۶
محبوب سبحانی حضرت غوث الاعظم محی الدین رح ۔۔۔ ۹
خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی رح ۔۔۔ ۲۳
خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی رح ۔۔۔ ۳۹
شیخ عالم بابا فرید الدین گنج شکر رح ۔۔۔ ۵۳
محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رح ۔۔۔ ۶۹
عاشق الٰہی حضرت بو علی شاہ قلندر رح ۔۔۔ ۸۳
مرد قلندر حضرت علی صابر رح ۔۔۔ ۹۳
چراغ ولایت نصیر الدین روشن چراغ دہلی رح ۔۔۔ ۱۰۳
بندہ نواز حضرت خواجہ محمد گیسو دراز رح ۔۔۔ ۱۱۵
شاہ ولایت حضرت خواجہ شمس الدین ترک رح ۔۔۔ ۱۲۶
کبیر الاولیا حضرت شیخ جلال الدین رح ۔۔۔ ۱۳۳
قطب عالم حضرت خواجہ عبد القدوس گنگوہی رح ۔۔۔ ۱۴۳
شیخ الہند حضرت شیخ سلیم چشتی رح ۔۔۔ ۱۵۱
امام الاولیا حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رح ۔۔۔ ۱۶۱
شیخ المشائخ حضرت شیخ نظام الدین ولی اورنگ آبادی ۔۔۔ ۱۷۳
فخر الاولیا حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں رح ۔۔۔ ۱۸۱
قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رح ۔۔۔ ۱۹۵
شہباز سلیمانی حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رح ۔۔۔ ۲۱۵
اختتامیہ ۔۔۔ ۲۲۴

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

حمد باری تعالیٰ

میرے جسم و جاں پہ یارب جو ہے فیضِ عام تیرا
لاؤں نہ شکر کیونکر میں بجا مدام تیرا

آتا ہے جب زباں پہ ہوتی ہے دل کو راحت
محبوب کس قدر ہے اللہ نام تیرا

دورِ مہ و کواکب ارض و سما کی گردش
کس درجہ ہے منظم یارب نظام تیرا

تیرے معاملے میں دخلِ دوئی ہو کیونکہ
جو کائنات میں ہے وہ ہے تمام تیرا

سب سے بڑا ہے احساں جو ہم کو مل گیا ہے
اعلیٰ رسولِ اکرم خیر الانام تیرا

پیارے نبیؐ کے صدقے جو اولیا ہوئے ہیں
دائم رہیگا جاری یہ فیضِ عام تیرا

ہم اولیا کی نسبت اخلاص کیوں نہ رکھیں
اِنکے ذریعے ہم تک پہنچا پیام تیرا

مرتے نہیں وہ ہرگز جنکو طلب ہے تیری
پیغامِ زندگی ہے عشقِ دوام تیرا

ان اولیا کے صدقے ہو سہل میری مشکل
دشواریوں کو آساں کرنا ہے کام تیرا

شمسِ سخن سرا سے تعریف اور کیا ہو
روشن ہی اولیا کے دم سے ہے نام تیرا

(ابو المعانی شمس مینائی)

Marfat.com

سرورِ دو جہاںؐ

جسمِ عالم ہیں جاں محمدؐ ہیں — رازدارِ جہاں محمدؐ ہیں
گلستاں ہے اگر بہشتِ بریں — وارثِ گلستاں محمدؐ ہیں
خلق و خالق میں واسطہ دیکھو — دونوں کے درمیاں محمدؐ ہیں
جان و دل کیوں نہ میں کروں صدقے — جب میرے مہرباں محمدؐ ہیں
دل مرا لے گیا ہے کون؟ نہ پوچھ! — ہمنشینِ دلستاں محمدؐ ہیں
غیر کا ذکر کس طرح آئے — میرے وردِ زباں محمدؐ ہیں
میری پستی کو فوق حاصل ہے — میں زمیں، آسماں محمدؐ ہیں
خواجہ ہر چند ہیں "غریب نواز" — خواجۂ خواجگان محمدؐ ہیں
ہے اگر خلق پیکرِ ہستی! — اس میں روحِ رواں محمدؐ ہیں
کارواں جا رہے ہیں سوئے حجاز — رہبرِ کارواں محمدؐ ہیں

دین و دنیا میں شمس کے حامی
سرورِ دو جہاں محمدؐ ہیں

(شمس مینائی)

Marfat.com

خواجۂ خواجگان

خواجۂ خواجگاں معین الدینؒ
فخرِ کون و مکاں معین الدینؒ

سرِ حق را بیاں معین الدینؒ
بے نشاں را نشاں معین الدینؒ

مظہرِ جلوہ گاہِ نور قدم
آفتابِ جہاں معین الدینؒ

مرشد و رہنمائے اہلِ صفا
ہادیٔ انس و جاں معین الدینؒ

عاشقاں را دلیل راہ یقیں
سدِ راہ گماں معین الدینؒ

خواجۂ لامکاں و قدس مقام
آسماں آستاں معین الدینؒ

قربِ حق اے نیازؔ اگر خواہی
ساز وردِ زباں معین الدینؒ

(شاہ نیاز احمد بریلویؒ)

Marfat.com

عرض حال

خواجہ خواجگان حضرت خواجہ غریب نواز سلطان الہند معین الدین چشتی اجمیریؒ اُن منقندر اولیائے کرام میں سے ہیں جن کی سعی بلیغ سے اسلام کی نورانی شمع کفرستان میں اس وقت جھلملائی جبکہ وہاں بادِ مخالف کے جھونکے شدت سے چل رہے تھے اگرچہ اُن کی آمد سے پہلے پنجاب کی سرزمین سلطان الاولیا حضرت داتا گنج بخش لاہوریؒ کے قدموں کی برکت سے اسلام سے ہم آغوش ہو چکی تھی، چنانچہ حضرت سلطان الہندؒ بھی جب بلاد ہند میں داخل ہوئے۔ تو حضرت ممدوحؒ کے مزار پر حاضری دی اور اس بڑے پیش رو کی خدمت میں ان الفاظ میں ہدیہ عقیدت پیش کیا ؎

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا

ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

حضرت سلطان الہندؒ نے اپنی سرگرمیوں کے لئے ایسی جگہ منتخب کی جہاں سے شمع ہدیٰ کی روشنی اس سنگلاخ سرزمین سے آر پار ہوتی ہوئی ہندوستان کے کونہ کونہ میں کچھ اس انداز سے پھیلی کہ اسلام کا نیّر تاباں اس بڑے برِّ اعظم پر پوری آب و تاب سے چمکنے لگا۔ لوگ نہ صرف اسلام کی نعمتوں سے مالامال ہوئے بلکہ اس ملک میں ایک مستحکم اسلامی حکومت کی داغ بیل بھی پڑ گئی۔ جس نے صدیوں حکمرانی کی ــــ لوگ بادشاہوں کے نام یاد رکھتے ہیں مورخین ان کے کارناموں کو قلمبند کرتے ہیں ــــ اولیائے کرام کے ہاں ظاہری شان بان

Marfat.com

کے مظاہرے نہیں ہوتے ۔ نہ ان کے دروازوں پہ ہاتھی جھومتے ہیں۔ ہندوستان میں سینکڑوں ذی جاہ بادشاہ تخت نشین ہوئے اور خاک میں مل گئے۔ مگر روحانی سلطنت کے یہ حکمران مخلوق کے دلوں پہ حکومت کرنے کے لئے دنیا میں پیدا ہوتے ہیں یہ درست ہے کہ بادشاہوں کی طرح مورخین ان حضرات کے کارناموں کو قلمبند نہیں کرتے اس کے باوجود اس گروہ کے خدام ان مبارک لوگوں کے حالات کے بعض ایسے نوشتے چھوڑ گئے ہیں جن کے مطالعہ سے ان کے عظیم الشان کارناموں کا پتہ چلتا ہے ۔ اہل دل حضرات تو اب بھی ان بڑی ہستیوں کے تصرفات کو تسلیم کرتے ہیں — آنکھوں والے اب بھی ان کے جوبن کی بہار لوٹتے ہیں — اور ہم لوگ جو ان کے مبارک حالات کے مطالعہ ہی سے گھڑی دو گھڑی کے لئے جی بہلا لیتے ہیں۔ مجھ ایسے ناچیز اور حقیر نے یہ کتاب ایسے ہی لوگوں کے لئے لکھی ہے۔ شاید ان مبارک اور برگزیدہ ہستیوں کے حالات پڑھنے سے ہمیں اللہ تعالیٰ اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے پیارے دین سے محبت ہو جائے۔ اور ہم بھی اللہ کے نیک بندوں کی طرح اس کے احکام پہ چل کر اپنی دنیا اور دین کو سنوار سکیں!

احقر نے اس کتاب کی ابتدا آفتاب بغداد حضرت غوث الاعظمؓ کے مبارک حالات سے کی ہے۔

کیونکہ حضرت ممدوحؒ بلاشبہ تصوف کے ہر سلسلہ کیا چشتیہ کیا قادریہ سب کے پیش رو ہیں — ! حضرت خواجہ غریب نواز کے علاوہ

Marfat.com

سلسلہ عالیہ چشتیہ کے بیشتر اولیا کرام کے حالات مبارکہ بھی آپ کو اس کتاب میں ملیں گے — میری انتہائی خواہش تھی کہ کتاب میں حضرت مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے حالات بھی درج کئے جائیں، متعدد حضرات سے درخواست کی گئی کہ وہ اس ربع صدی کے مشہور بزرگ کے حالات قلمبند فرمائیں مگر اس کا کیا علاج کہ انسان کی ہر خواہش پوری نہیں ہوتی۔ شاید آئندہ ایڈیشن میں یہ سعادت حاصل کر سکیں۔

اس کتاب کی تیاری میں میرے دوست حکیم محمود علی صاحب (جو حضرت خواجہ غریب نواز کے عاشق صادق ہیں) نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ اس ضمن میں عبداللطیف شاہ چشتی (مدیر سلطان المشائخ) نے بھی احقر کی اعانت فرمائی ہے — منشی حبیب اللہ خوشنویس نے اس مرتبہ کتابت میں کافی احتیاط سے کام لیا ہے — اور برادرم ماسٹر محمد احسان صاحب مینجنگ ڈائرکٹر پیکو لمیٹڈ نے اس کتاب کو شایانِ شان پیش کرنے میں روایتی فراخدلی کا ثبوت دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر دے۔

لاہور
جمعتہ المبارک
۲۳ جنوری ۶۵ء

حقیر ناچیز —!
محمد امین شرقپوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محبوبِ سبحانی

Marfat.com

آغاز

حضرت کا نام نامی اسم گرامی عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ والد بزرگوار کا اسم شریف سید ابی صالحؒ ہے۔ رمضان المبارک کی یکم کو اول شب ۴۷۱ھ میں جیلان (یا گیلان) میں پیدا ہوئے۔ حضرت کا سلسلہ نسب والد کی طرف سے سیدنا حضرت امام حسن علیہ السلام تک پہنچتا ہے اور والدہ ماجدہ کی جانب سے سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام سے وابستہ ہے، گویا حضرت حسنی بھی ہیں اور حسینی بھی ہیں۔ کنیت آپؒ کی ابو محمد و لقب محی الدین ہے۔ حضرت کو غوث الثقلین بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ آپ کا جنات پر بھی تصرف تھا۔ عوام میں غوث الاعظم اور بڑے

Marfat.com

پیر کے نام سے مشہور ہیں۔ محبوب سبحانی بھی حضرت کا لقب ہے۔
کہتے ہیں جس روز پیدا ہوئے اُس رات گیارہ سو لڑکے تولد ہوئے اور کوئی لڑکی پیدا نہیں ہوئی اور وہ سب لڑکے بڑے ہو کر ولی ہوئے پیدائش کے وقت حضرت کی والدہ ماجدہ کی عمر ساٹھ برس کی تھی۔ مناقب غوثیہ میں لکھا ہے۔ کہ حضور سرورِ کائنات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم معراج شریف کی رات جب عرشِ معلےٰ پر تشریف لے گئے۔ تو راستے میں روحِ پاک حضرت غوث الاعظم کو صاحب لولاک نے بہر زیارت کھڑے پایا۔ اور ازراہ شفقت حضورؐ نے اپنا قدم مبارک غوث الثقلین کے شانے پر رکھا اور ارشاد فرمایا کہ " میرا قدم تیرے کاندھے پر ہے اور تیرا پاؤں میری اُمت کے ہر ولی کے کاندھے پر ہو گا چنانچہ ذیل کے مشہور عام مصرع کا اشارہ بھی اسی واقعہ کی طرف ہے۔ خاک پائے غوث اعظم زیب سایہ ہر ولی۔
کہتے ہیں حضور پُر نورؐ کے قدم مبارک کا نشان حضرت غوث الاعظمؓ کے دوشِ مبارک پر موجود تھا۔ اور یہ اُس پائے مبارک کے نشان کی برکت تھی کہ حضرت میں پیدائش ہی سے تمام صفات اولیاء کی موجود تھیں رمضان المبارک میں دن کے وقت حضرت اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نہیں پیتے تھے۔ حضرت کے جسم مبارک پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔
ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت کی ولادت باسعادت کے مبارک

Marfat.com

موقع پر فخر دو عالم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عالم واقعہ میں حضرت کے والد ماجدؒ کے پاس تشریف لائے اور اُنہیں مبارک باد دی کہ اللہ پاک نے تمہیں جو فرزند عطا کیا ہے۔ وہ میرا اور اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے"۔

حضرت نے کم سن ہی میں قرآنِ پاک حفظ کر لیا تھا اور دیگر علوم بھی بہت تھوڑے عرصہ میں حاصل کئے تھے اور بہت عبادت گذار تھے۔ آپ کی درسگاہ میں سینکڑوں طالب علم تھے جنہیں حضرت خود درس دیتے تھے۔ لباس فاخرہ پہنتے تھے۔ جوانی میں بھی زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ جب کبھی آنکھ لگتی تو بے اختیار کان میں آوازیں گونجنے لگتیں اور یہ سنتے کہ "اے عبدالقادر ہم نے تم کو سونے کے لئے پیدا نہیں کیا"۔ فرماتے ہیں اکثر بعد نماز عشاء ایک پیر پر کھڑے ہو کر رات بھر عبادت کرتا"

بیعت

سلسلہ نسبت و ارادت و تربیت حضرت کا بلا واسطہ حضورؐ صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہے اور حضرت کے پیر خرقہ شیخ الاسلام شیخ ابوسعید مخزومی تھے۔ لقب "محی الدین" کی وجہ حضرت خود بیان فرماتے ہیں کہ "ایک روز میں بروز جمعہ بغداد سے باہر آیا۔ راستے میں ایکِ لاغر اور کمزور بیمار کو دیکھا۔ اُس نے

Marfat.com

مجھے دیکھ کر کہا "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عبد القادر" میں نے مطابق سنت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سلام کا جواب دیا۔ وہ بولا۔"میرے پاس آؤ۔ چنانچہ جونہی میں اس کے قریب پہنچا اس کی وہ حالت لاغری جاتی رہی اور چہرہ نکھر گیا۔ مجھ سے بولا ———— "مجھ کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا "نہیں"۔ وہ بولا "تمہارے دادا کا دین ہوں۔ کہ تمہاری آمد سے پھر تازہ ہو گیا ہوں۔ تم محی الدین ہو۔"

بوجہ کثرت ریاضت ابتداء میں حضرت پر جلالت غالب رہتی تھی۔ جو حضرت کے دشمنوں کے لئے تیغ برّان اور تیر صائب کا حکم رکھتی تھی۔ چنانچہ جو لوگ حضرت کا نام نامی بے ادبی سے اور بے وضو لیتے۔ اُن کا سر تن سے جُدا ہو جاتا ——" جس پر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کو مکاشفہ میں تشریف لاکر فرمایا کہ حرز یمانی (جس کی تاثیر سے حضرت میں جلالی صفت پیدا ہو گئی تھی)، کا ورد ترک کر دیجئے ——کیونکہ اس سے تم میں تیغ کا خاصہ پیدا ہو گیا ہے۔ پس حضرت نے یہ ورد چھوڑ دیا۔ جس سے مزاج مبارک میں نرمی پیدا ہو گئی۔

خوارق وعادات

بچپن ہی میں حضرت سے کرامات ظہور میں آنے لگیں تھیں۔ گھر

Marfat.com

سے حصولِ تعلیم کے لئے چلے تھے کہ والدہ مکرمہ نے اخراجات کے لئے قمیض میں چند اشرفیاں ٹانک دیں۔ راستے میں قافلہ کو اچانک ڈاکوؤں نے آلیا۔ سب کا اثاثہ لوٹنے کے بعد ڈاکو حضرت کی طرف متوجہ ہوئے اور دریافت کیا کہ صاحبزادے آپ کے پاس کیا مال ہے۔ حضرت بولے۔ مال تو کچھ نہیں۔ ہاں چند اشرفیاں میرے پاس ضرور ہیں۔ یہ عمر اور صاف گوئی کا یہ عالم، ڈاکو متحیر رہ گئے، کہنے کو تو انہوں نے وہ اشرفیاں حضرت سے چھین لیں مگر درحقیقت خود حضرت نے ان کے قلوب ہتھیا لئے تھے۔

کہتے ہیں ڈاکوؤں کا سردار اور اس کا ساتھی اسی وقت حضرت کے ہاتھ پر تائب ہوئے۔ اور اہلِ قافلہ کو نہ صرف سامان لوٹا دیا۔ بلکہ انہیں ہر طرح کی آسائش بہم پہنچائی۔

ایک مرتبہ ایک نصرانی ایک مسلمان سے جھگڑ رہا تھا۔ حضرت کا اِدھر گذر ہوا اور جھگڑے کا سبب دریافت فرمایا۔ مسلمان نے کہا کہ حضرت یہ نصرانی کہتا ہے کہ ہمارے نبیؑ تمہارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہیں اور میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ میرے نبی اعلیٰ اور برتر ہیں۔"

حضرت نے نصرانی سے سوال کیا کہ تم کس دلیل سے اپنے نبیؑ

Marfat.com

کو افضل و بہتر بتاتے ہو۔" اُس نے جواب دیا کہ ہمارے نبی مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ حضرت نے جواب دیا۔ کہ میں تو کوئی نبی نہیں ہوں بلکہ اپنے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنیٰ غلام ہوں اگر میں کسی مردہ کو زندہ کر دوں تو کیا تم میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ گے؟" نصرانی بولا۔" بیشک میں ایمان لے آؤں گا" چنانچہ حضرت اسے قبرستان میں لے گئے۔ اور ایک پرانی بوسیدہ قبر کی طرف اشارہ فرما کر نصرانی سے بولے کہ تمہارے نبی علیہ السلام مردہ زندہ کرتے وقت کیا پڑھتے تھے۔" وہ بولا" ہمارے نبی قُمْ بِاِذْنِ اللہ کہتے تھے۔ حضرت نے کہا کہ اس قبر میں جو مردہ دفن ہے وہ ذات کا گویا ہے اگر کہو تو وہ قبر سے گاتا ہوا نکلے؟ نصرانی اثبات میں سر ہلا کر بولا" اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہو گی؟"

حضرت قبر کی طرف متوجہ ہو کر بولے" قُمْ بِاِذْنِیْ" اتنا کہنا تھا کہ قبر پھٹ گئی اور مردہ گاتا ہوا قبر سے باہر نکل آیا۔ نصرانی حضرت کی یہ کرامت دیکھ کر فوراً مشرف باسلام ہوا۔

رسالہ حقیقت الحقائق میں لکھا ہے کہ ایک عورت کا لڑکا دریا میں ڈوب گیا تھا وہ حاضر ہو کر بولی۔ حضرت دعا فرمائیں کہ وہ صحیح سالم گھر آجائے۔ حضرت بولے تو اپنے گھر جا۔ انشاء اللہ اپنے لڑکے کو زندہ پائیگی" وہ

Marfat.com

مکان پر آئی مگر لڑکے کو نہ پاکر پھر حضرت کے پاس پہنچی اور گریہ زاری کرنے لگی۔ حضرت نے پھر اُسے لوٹنے کو فرمایا اور لڑکے کی سلامتی کی خوشخبری دی، مگر بڑھیا پھر مایوس ہو کر حضرت کے پاس چلی آئی۔ حضرت نے جو تیسری بار اُسے اپنے دروازے پر دیکھا تو فوراً مراقبہ میں گئے۔ اور اُس عورت سے فرمایا کہ اب گھر جاؤ تمہارا لڑکا ضرور وہاں موجود ہوگا۔ جب وہ گھر پہنچی تو اس مرتبہ واقعی اس کا لڑکا گھر پر موجود تھا۔

کہتے ہیں حضرت نے تاثیر دعا میں اس قدر تاخیر پر حضرت رب العزت سے عاجزانہ استفسار کیا اور معروض ہوئے کہ اے پروردگار عالم تُو نے صرف ایک لفظ کُن سے تمام عالم کو پیدا کیا ہے۔ جبکہ اس کا کہیں نام ونشان نہ تھا اور قیامت کے دن بھی تمام لوگوں کو (جبکہ ان کا نشان تک نہ ہوگا) ایک آن میں پیدا کر دے گا۔ ایک لڑکے کے اجزائے متفرقہ جمع کرنے میں اس قدر تاخیر؟ ندا آئی کہ تمہاری پہلی دعا پر ہم نے فرشتوں کو متوفی کو تلاش کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ دوسری دعا پر لڑکے کے اجزائے متفرقہ باہم مل چکے تھے۔ تمہاری تیسری اور آخری دعا پر ہم نے اُس کو نئی زندگی عطا کر دی اور اس کے گھر پہنچا دیا۔ اور اس کام میں پل کی بھی تاخیر نہیں ہوئی۔ غوثِ اعظمؒ اس خاص

Marfat.com

عنایت ربّی پر سجدے میں چلے گئے ـــــ !

ایک روز حضرت اپنے مدرسہ میں تشریف فرما تھے کہ خلیفہ ابوالمظفر یوسف عباسی حاضر خدمت ہُوا۔ اور دس تھیلیاں اشرفیوں کی پیش کیں۔ حضرت نے قبولیّت سے انکار فرمایا۔ خلیفہ نے بہت اصرار کیا تو دونوں ہاتھوں میں دو تھیلیاں لیں۔ اُنہیں نچوڑا تو خون ٹپکنے لگا۔ فرمایا "اے بادشاہ تُو خدا سے نہیں ڈرتا کہ میرے سامنے خلقت کا خون لے کر حاضر ہُوا ہے ـــــ" بادشاہ پر غشی طاری ہوگئی۔ جب ہوش میں آیا تو بولا "حضرت اپنی کوئی کرامت دکھائیں!" فرمایا "کیا چاہتا ہے؟" ـــ بولا "آج کل سیب کا موسم نہیں ہے مگر دل سیب کھانے کو بہت چاہتا ہے!" حضرت نے اُسی وقت دونوں ہاتھ فضا میں بلند کیئے۔ دو سیب ہاتھ میں آگئے۔ ایک بادشاہ کو دیا اور ایک کو خود تراشنے لگے۔ حضرت کے سیب میں سے کستوری کی خوشبو نکل رہی تھی۔ اور جب بادشاہ نے ٹکڑے کیئے تو سیب کے اندر سے کیڑے نکلے۔ حضرت کی طرف دیکھا۔ ارشاد فرمایا "ظالم کا ہاتھ لگنے سے اچھی چیز میں بھی کیڑے پڑ جاتے ہیں۔"

ایک روز ایک بڑھیا جس کا لڑکا حضرت کی خدمت میں رہتا

Marfat.com

تھا۔ حاضر ہوئی۔ حضرت کے رُو برو مرغ کا عمدہ سالن رکھا تھا جب
اُس نے اپنے لڑکے کو دیکھا تو وہ جَو کی سُوکھی روٹی کھا رہا تھا۔
حضرت سے رجوع ہو کر بولی "یہ کیا آپ خود تو مرغ کھاتے ہیں
اور میرا لڑکا جَو کی سُوکھی روٹی کھا رہا ہے۔ حضرت نے سالن کے
برتن پر ہاتھ رکھا اور فرمایا "اے مرغ اللہ کے حکم سے اُٹھ —"
کہتے ہیں سالن فوراً جاندار مرغ بن گیا۔ بڑھیا حیرانی سے دیکھنے لگی۔
ارشاد فرمایا "جب تیرا لڑکا اس لائق ہو جائیگا تب وہ بھی اچھے
کھانے کھائیگا۔"

احمد بن صالح بن شافع جیلیؒ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت
کے مدرسہ میں حاضر تھا۔ علماء بھی حاضر تھے۔ کہ حضرت قضاء و قدر
کے مسئلہ پر اظہار خیال فرماتے تھے۔ اِس اثناء میں ایک بڑا سا
سانپ چھت پر سے حضرت پر گر پڑا۔ لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے اور
اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے۔ مگر حضرت چُپ چاپ بیٹھے تھے۔ وہ سانپ
کبھی حضرت کی گود میں بیٹھتا اور کبھی شانوں پر سے ہوتا ہُوا سارے
جسم کے چکر لگاتا اور چند لمحوں کے بعد واپس چھت پر چلا گیا —
لوگ حضرت کے قریب آئے اور بولے "حضرت کیا بات تھی؟"
فرمایا "ہم قضا و قدر پر بحث کر رہے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے میری

Marfat.com

تصدیق کے لئے اس سانپ کو بھیج دیا۔ یہ ادنیٰ سا کیڑا بھی اُس کے حکم کے تابع ہے ۔"

مرتبہ غوثیت

بلا شبہ حضرت تمام اولیاء کے سردار ہیں۔ حضرت عبد اللہ بلخی کتاب خوارق الاحباب میں لکھتے ہیں۔ کہ امام سلسلہ عالیہ نقشبندیہ حضرت بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو اُن کے اُستاد حضرت خواجہ کلالؒ نے اسم ذات کی تلقین فرمائی تھی مگر یہ اسم اعظم حضرت کے دل پر منقش نہ ہوتا تھا کہ حضرت ممدوح دیوانہ وار جنگلوں میں پھرتے تھے۔ چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام کی بشارت پر حضرت نے غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کیا اور دیکھا کہ عالم خواب میں اعلیٰ حضرت داہنے ہاتھ کی انگلیوں سے حضرت خواجہ کے قلب پر یہ اسم اعظم منقش فرما رہے ہیں۔ چنانچہ جب حضرت خواجہ کی آنکھ کھلی تو جس چیز کو دیکھتے اُس میں اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم (اللہ) نظر آتا۔ اسی وجہ سے حضرت خواجہ بہاؤ الدینؒ نقشبندی مشہور ہوئے اور ایک مرتبہ جب حضرت خواجہ سے یارانِ طریقت نے پوچھا کہ غوث الاعظمؒ کے اس قول میں کہ" میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے"۔ کہاں تک صداقت ہے"۔ حضرت خواجہ بولے کہ" میری آنکھ

Marfat.com

پر ہے" مصنف لطائف الغرائب سلسلہ عالیہ چشتیہ کے سرتاج سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ رحمۃ کے بارے میں حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ ابھی نوجوان تھے۔ اور خراسان کے پہاڑوں میں ریاضت کرتے تھے کہ حضرت خواجہ نے بحکم الٰہی غوثِ اعظم کا یہ فرمان سُنا کہ تمام اولیاء اللہ کی گردن پر میرا قدم ہے اور ابھی اولیاء اللہ نے گردنیں جُھکانے کا ارادہ کیا ہی تھا۔ کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً گردن جُھکا دی۔ اور بولے۔ "غوث الاعظم کا قدم میرے سر پر ہے" جب یہ کیفیت حضرت غوثِ اعظم کو مکاشفہ سے معلوم ہوئی تو بولے "غیاث الدین کا لڑکا (حضرت خواجہ غریب نوازؒ) تمام اولیاء پر بازی لے گیا ہے۔ وہ تواضع اور حُسنِ ادب سے اللہ اور اُس کے رسولؐ کے محبوب ہو گئے۔ بلادِ ہند کی باگ ڈور اُنہیں دی جائیگی۔

سلسلہ سہروردیہ کے پیشوا حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ تو حضرت غوث الاعظمؒ کی دعا سے ہی پیدا ہوئے تھے۔ کہتے ہیں حضرت شیخ کے والد لاولد تھے کہ ان کی اہلیہ محترمہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر لڑکے کے لئے معروض ہوئیں۔ حضرت دعا فرما

Marfat.com

کر بولے۔ "جاؤ اللہ تعالیٰ فرزند دے گا۔"

جب اُن کے گھر اولاد ہوئی تو مولود "لڑکی" نکلا۔ حضرت کو خبر دی گئی۔ حضرت نے فرمایا "نہیں لڑکا ہے۔ ہم نے اس کا نام ــ شہاب الدین سہروردیؒ رکھا ہے۔ اس کی عمر درازہو گی انشاءاللہ تعالیٰ!" کہتے ہیں حضرت شیخ اسی وقت لڑکی سے لڑکے ہو گئے البتہ جب جوان ہوئے تو ابروؤں کے بال پلکوں پہ پڑتے تھے اور پستان (چھاتیاں) بھی بڑی تھیں۔ جب ذرا سیانے ہُوئے تو حضرت غوث الاعظمؒ کی خدمت میں لائے گئے۔ حضرت نے ان کے سینہ پر ایک ہاتھ مارا اور فرمایا۔ "ہم نے بحکم الٰہی تیرے سینے میں علمِ معرفت بھر دیا ہے۔"

حضرت غوث الاعظمؒ ربیع الآخر کی گیارہ کو (بوقت شب) ۵۶۱ھ میں دارالفنا سے دارالبقا کو تشریف لے گئے۔ بغداد شریف میں حضور کا مزارِ پاک آج بھی فیوض اور انوارِ تجلیات ربانی کا مظہر ہے۔ جہاں ہر وقت زائرین کا جمگھٹا رہتا ہے۔ حضرت نے تصوف پر متعدد کتابیں بھی تصنیف فرمائی ہیں۔ غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب، فتح الربانی بہت مشہور ہیں۔ ان کا پایہ آج بھی بلند ہے۔ اور اسلامی لٹریچر میں گراں بہا سمجھی جاتی ہیں۔

Marfat.com

حضرت زبردست واعظ بھی تھے۔ بلکہ ان کی تصانیف کا بیشتر حصہ حضرت کی معرکۃ الآراء تقاریر دلپذیر سے لبریز ہے۔ فرماتے ہیں ہر مومن کے لئے ہر حال میں تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا امر جس کو وہ بجا لائے۔ اور اُس کی نہی جس سے وہ پرہیز کرے اور اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر سے راضی ہو۔ فرمایا۔ جو شخص خدا تعالیٰ سے معاملہ کرتا ہے وہ اُس کے سوا ہر چیز سے پہلو تہی برتتا ہے۔ فرمایا "خلقت سے وہ شخص رجوع اور سوال کرتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کو نہ جانتا ہو اور اُس کا ایمان کمزور ہو۔ اُس کی معرفت اور یقین کم ہو ___ اور خلقت سے سوال کرنے سے وہ شخص رُکتا ہے۔ جس کا علم اور ایمان قوی ہو اُسے حق تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو اور اس سے شرماتا ہو۔ فرمایا کہ جس شخص کا دل اپنے رب کے ساتھ ہوتا ہے اس سے ماسوا حق تعالیٰ ہر چیز دُور ہو جاتی ہے۔ فرمایا کسی کی چغلی کرنا ایسا ہے جیسے اس شخص کا گوشت کھانا۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے مدد نہ مانگو ___ اور اس کی "رسی" کو کسی حالت میں نہ چھوڑو ___"

53544

Marfat.com

غریب نوازؒ

Marfat.com

آغاز

سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے سرتاج سلطان الہند، غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب سولہ واسطوں سے سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے۔ کوئی نو سو سال ہوئے۔ کہ حضرت سنجرستان ۵۳۷ھ میں پیدا ہوئے حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی خواجہ غیاث الدین حسن سنجری تھا۔ جو اپنے دور کے نہایت متقی اور نیک مرد تھے۔ جب اِن کا انتقال ہُوا تو حضرت خواجہ کی عمر شریف پندرہ سولہ برس تھی۔ باپ سے ورثہ میں انگوروں کا ایک باغ پایا۔

Marfat.com

تھا جس کی آمدنی سے گذر اوقات کرتے تھے۔ باغ کے آس پاس ہی ایک مجذوب رہتے تھے۔ ایک روز حضرت خواجہ درختوں کو پانی دے رہے تھے۔ کہ وہ مجذوب اِدھر آنکلے۔ حضرت نے دوڑ کر ان کے ہاتھ کو چوما، عزت و تعظیم سے بٹھایا، محبت سے انگوروں کا خوشہ پیش کیا اور روبرو مؤدب بیٹھ گئے، مجذوب حضرت خواجہ کی اس تواضع سے بہت مسرور ہوئے۔ جھولی سے ایک خشک ٹکڑا نکالا۔ دانتوں سے چبا کر حضرت کے مُنہ میں ڈال دیا۔ ٹکڑے کا حلق سے اُترنا تھا کہ اس کے نُور سے حضرت کا باطن جگمگا اُٹھا۔ نگاہوں کے سامنے سے ظاہر کے پردے ہٹ گئے۔ دُنیا کی حقیقت کھُل گئی۔ مال و اسباب بیچ باچ کر رقم درویشوں میں بانٹ دی اور گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ سمرقند اور بخارا میں رہے۔ جہاں قرآن پاک حفظ کیا اور دین کے دوسرے علوم بھی حاصل کیے۔

پیرو مرشد

وہاں سے عراق پہنچے تو "بوئے مرشد" نے بیچین کر دیا۔ نیشاپور کے قریب قصبہ ہارون میں وارد ہوئے۔ شیخ المشائخ عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اڑھائی

Marfat.com

برس اُن کی صحبت میں رہے ریاضت اور مجاہدے کئے۔ جب رنگ جم گیا تو وہاں سے مرشد بن کر نکلے۔ یہاں سے بغداد شریف کا عزم کیا۔ راستے میں قصبہ سنجار پڑتا تھا۔ شیخ نجم الدین کبریٰ کا شہرہ تھا۔ کچھ دن اُن کی صحبت میں رہ کر تاک ہوئے۔

اُدھر حضرت خواجہ ہارونیؒ حضرت کی جُدائی میں بیتاب ہو کر ہارون سے چل کھڑے ہوئے۔ سفر کے دوران میں ایک جگہ تشریف فرما ہوئے۔ خادم کو کھانا پکانے کا حکم دیا۔ وہ شہر سے ضروری سامان لینے کے لئے گیا۔ اہل شہر آتش پرست تھے۔ ایک جگہ سے خادم نے آگ لینی چاہی۔ مگر آتش پرستوں نے آگ دینے سے انکار کر دیا۔ خادم نے واقعہ حضرت قبلہ کی خدمت میں گوش گذار کیا۔ حضرت آتش کدہ پر تشریف لے گئے۔ وہاں ایک آتش پرست مختار نامی بچہ گود میں لئے کھڑا تھا۔ اُسے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ یہ آگ تو چُلّو بھر پانی سے بجھ سکتی ہے۔ خُدا نے اِسے پیدا کیا ہے۔ اُسے چھوڑ کر تم لوگ اس کی عبادت کیوں کرتے ہو؟"

وہ بولا۔ "کیا کریں ہمارے مذہب میں اس کی پرستش لکھی ہے"

فرمایا ـــــ "ذرا مجھے اس میں اپنا ہاتھ یا پاؤں تو ڈال کر دکھاؤ" ـــــ

بولا ـــــ "حضرت آگ کا کام تو جلانا ہے بھلا کون اُس کے قریب

جا سکتا ہے۔"

حضرت نے اُس کی گود سے بچے کو لیا۔ اور اللہ کا نام لے کر آگ میں کود پڑے ـــــ اس پر تمام آتش پرست شور مچانے لگے مگر تھوڑی دیر کے بعد جب حضرت باہر نکلے تو مع بچہ صحیح و سالم تھے۔ آتش پرست حضرت کی یہ کرامت دیکھ کر فوراً مسلمان ہو گئے ـــــ حضرت نے مختارا اور اُس کے بچہ کو خصوصی توجہ سے نوازا ـــــ باپ بیٹا دونوں اولیائے کرام کے زمرہ میں شمار ہوئے۔

حضرت محبوب سبحانی غوث الاعظم رحمہ اللہ دونوں بغداد سے متصل ہیں جو کہ قصبہ چپال میں تشریف رکھتے تھے یہ اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بعض دوسرے مشائخ عصر سے بھی استفادہ کیا۔ اسی طرح بغداد سے ہمدان اور تبریز و اصفہان بھی گئے۔ جہاں جاتے لوگ آنکھیں بچھاتے اور ان سے فیض پاتے۔ دوران مسافرت میں حضرت کئی کئی روز فاقے سے رہتے اور پیوند لگے کپڑے پہنتے اور بالعموم قبرستان میں رہائش رکھتے شب و روز قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول رہتے، نام اور شہرت سے بھاگتے تھے۔ ایک جگہ بہت کم ٹھہرتے تھے، تاہم جو رُو برو آتا ہدایت پاتا اور حضرت کا گرویدہ ہو جاتا۔ عام طور پر ہفتہ بھر کا روزہ رکھتے۔ پانچ مثقال (دو تولہ) کے وزن کی روٹی سے افطار کرتے

Marfat.com

اور کپڑے ہاتھ سے سی کر زیب تن فرماتے ۔

ورودِ ہند

حضرت گھومتے پھرتے سرزمینِ پاک و ہند میں بھی آئے ۔ سلطان الاولیا شیخ المشائخ ———— حضرت داتا گنج بخش علی مخدوم ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے آستانۂ مبارک پر حاضری دی ۔ اور چند روز اس مرقدِ پاک پر معتکف ہوئے ۔ اور خوب خوب فیض یاب ہوئے کہ بوقت روانگی حضرت نے فرمایا ۔ گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

آج بھی حضرت کا یہ تاریخی شعر حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی چوکھٹ پر کندہ ہے ۔ اور اُن کی بزرگی کا معترف ہے حضرت لاہور سے سے دہلی تشریف لائے ۔ اور وہاں سے خطۂ اجمیر کی طرف روانہ ہو گئے ۔

کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ کو اس مقام پر اقامت کرنے کے لئے سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر مامور فرمایا تھا ۔ اجمیر میں پرتھوی راج کی حکومت تھی ۔ اور یہ خطہ اسلام کی پاکیزگیوں سے خالی تھا ۔

روایت ہے کہ پرتھوی راج کی ماں جو علمِ جوتش کی ماہر تھی اس نے حضرت کی آمد کا حال بہت پہلے رائے پتھورا کو بتا دیا تھا ۔ اور یہ بھی کہا تھا کہ اس بزرگ کے ہاتھوں تیری سلطنت تباہ ہو گی ۔ چنانچہ حضرت کی آمد پر

Marfat.com

حکومت کی طرف سے کافی شور بپا ہوا حضرت کا قیام تالاب "اناساگر" پر تھا۔

ایک مرتبہ حضرت نے راجہ کے مظالم سے تنگ آکر تالاب کا پانی ایک "مشکیزہ" میں بند کر دیا شروع میں جب اس مقام پر اُترے تو وہاں راجہ کے ہاتھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اِن لوگوں نے وہاں حضرت کی رہائش پر جب اعتراض کیا تو ہاتھی زمین کے ساتھ جم کر رہ گئے۔ آخر حضرت کی دعا سے وہ چلنے پھرنے کے قابل ہُوئے۔ حضرت سے تصادم کے لئے راجہ کبھی مشہور جادوگروں کو بھیجتا مگر حضرت ایمانی قوتوں سے ہر شر کا مقابلہ کرتے۔ اکثر جادوگر حضرت کے ہاتھ پر ایمان لے آئے۔ چنانچہ سب سے بڑا جوگی راجپال نامی مشرف بہ اسلام ہوا۔ اور حضرت کی دعا سے اس نے جاودانی عمر پائی۔ شادی دیو کے نام سے اب بھی مشہور ہے اگرچہ مخلوق کی نظروں سے اوجھل ہے لوگ اسے "خضر بیابانی" بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ بھولے بھٹکوں کی راہنمائی کرتا ہے۔

بادشاہ شہاب الدین محمد غوری حضرت ہی کے اشارے سے ہندوستان پر حملہ آور ہوا تھا۔ اور فتح یاب ہوا۔ گویا اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کے کرم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ پاک سے حضرت خواجہ نے اجمیر کی سنگلاخ زمین پر "اسلام" کے جھنڈے نصب کر دیئے۔ اور ہندوستان میں ایک ایسی مضبوط اسلامی سلطنت کی داغ بیل ڈال دی جس نے صدیوں اس خطے پر حکمرانی کی۔

کرامات

اگرچہ خوارق و کرامات کے ذکر کو اولیائے کرام کے مبارک حالات میں بہت اہمیت دی جاتی ہے —— تاہم حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ حضرت کا وجود بابرکات استحکام دین کے لئے بہت ہی مبارک ثابت ہوا۔ اور "کفر و اسلام" کے تصادم میں بحکم حق سبحانہٗ تعالیٰ حضرت سے جو کرامات ظہور میں آئیں وہ اُن کی بزرگی کی شہادت کے لئے بہت کافی ہیں۔ بلکہ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ حضرت سے پہلے اور بعد میں بھی ایسی کرامات کا ظہور کسی دوسرے بزرگ سے دیکھنے اور سننے میں نہیں آیا۔ کہتے ہیں جن ایّام میں حضرت خواجہ سیر و سیاحت فرماتے تھے۔ اور کچھ عرصہ ہرات میں بھی قیام فرمایا ہے اُن دنوں وہاں کا حاکم "یادگار محمد" نامی تھا۔ جو بہت بدمزاج اور فاسق تھا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین کرتا تھا۔ یہاں تک کہ جس

Marfat.com

کا نام صحابہ کرام رضؓ کے نام پر ہوتا اُس کو ایذا دیتا۔ یادگار محمد نے شہر کے گرد ایک باغ بنوایا تھا۔ جس کے درمیان میں ایک حوض تھا۔ ایک روز حضرت رحؒ نے وہاں غسل فرمایا اور بعد نماز تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہو گئے۔ اتفاقاً یہ شور بلند ہوا کہ یادگار محمد باغ میں آرہا ہے۔ ایک درویش جو کہ حضرت خواجہ رحؒ کا خادم تھا۔ شور سُن کر بہت ڈرا اور حضرت سے عرض کیا۔ کہ آیئے باغ سے باہر چلے چلیں" حضرت نے اُس کو پریشان دیکھ کر تبسّم فرمایا۔ اور کہا کہ اگر تجھے کچھ ڈر ہے تو فلاں پیڑ کے نیچے جا کر بیٹھ جاؤ۔ درویش وہاں جا کر بیٹھ گیا۔ اسی اثنا میں حاکم کے نوکر بھی پہنچ گئے۔ اور فرش بچھانے لگے اور حضرت سے کہا کہ یہاں سے اُٹھ جایئے۔ مگر حضرت چُپ چاپ تلاوت میں مشغول رہے۔ یادگار محمد باغ میں داخل ہوتے ہی بولا۔ کہ یہ درویش کس لئے یہاں بیٹھے ہیں" حضرت خواجہ نے سر اُٹھا کر اُسے ایک نگاہ دیکھا۔ یادگار محمد کانپ اُٹھا۔ اور فوراً حضرت کے قدموں میں بیہوش ہو کر گر پڑا۔

حضرت خواجہ رحؒ نے اپنے درویش کو جو درخت کے نیچے ڈر کر بیٹھا ہوا تھا۔ بلوایا کہ تھوڑا سا پانی اس حوض میں سے لے کر اور

Marfat.com

"بسم اللہ" پڑھ کر حاکم کے منہ پر چھینٹے مار دو۔ یادگار محمد ہوش میں آیا اور دست بستہ قصور کی معافی چاہی۔ حضرت خواجہ نے اس کا سر اُوپر اُٹھایا۔ اور فرمایا کہ محبت کا دعویٰ تو خاندانِ رسالت سے کرتے ہو۔ مگر اُن کے صحابہ کرامؓ کی پیروی نہیں کرتے۔ تمہارا یہ دعویٰ کوئی معنی نہیں رکھتا۔ نیز اُسے بتایا کہ حضورؐ کے صحابہ کرام کی بڑی شان ہے۔ یادگار محمد اور اُس کے ساتھی زار زار رونے لگے۔ اور صدق دل سے تائب ہُوئے اور جمع شدہ مال حضرت خواجہؒ کی نذر کیا۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ ہمیں اس مال کی ضرورت نہیں ——— جس جس کا یہ ہے اور تم نے ظلم وستم سے لیا ہے اُن کو پہنچا دو۔ تاکہ قیامت کے روز وہ تمہارا دامن نہ پکڑیں ——— یادگار محمد نے حضرت کے فرمان پر عمل کیا۔ اور اپنا سارا مال وزر مسکینوں میں تقسیم کر دیا۔ اور بقیہ عمر حضرت خواجہؒ کی غلامی میں گذار دی۔

'سماع' جس کی محفلیں آج بھی دیکھنے میں آتی ہیں۔ اسے ہندوستان میں مصلحتاً حضرت خواجہ نے ہی رواج دیا تھا تاکہ غیر مسلم جو سازنگی اور ڈھولکی پر گانے بجانے کے عادی ہیں اور اُسے عبادت کا جزو سمجھتے ہیں۔ اسی بہانے "صوفیانہ" کلام سُنیں اور دائرہ اسلام

Marfat.com

میں داخل ہوں۔

بلاشبہ حضرت خواجہؒ کی یہ تدبیر بہت کارگر ثابت ہوئی۔ اور لوگ بھاری تعداد میں ان کی طرف کھچے چلے آئے۔ حضرت خواجہؒ اور دیگر بزرگان سلسلہ چشتیہ نے اس "شغل" کو ہمیشہ عشق الٰہی کی آگ تیز تر کرنے کے لئے استعمال فرمایا ہے۔ اسی لئے بعض پابندیاں بھی اس سے وابستہ کر دی ہیں۔ تاکہ لوگ لہو و لعب میں نہ پڑ جائیں۔ ہندوستان میں حضرت خواجہ غریب نوازؒ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے "بانی" ہیں۔ حضرت کی کاملیت اور ولایت کی ایک ادنیٰ مثال یہ ہے۔ کہ حضرت کے تصرف اور توجہ سے — قطب الاقطاب اور شیخ الشیوخ عالم ایسے نامور ولی پیدا ہوئے۔ جن کی توجہات و عنایات سے بلادِ ہند کا چپہ چپہ اسلام کے نور سے روشن ہوا۔ اور جن کے فیضان کی لپٹیں آج بھی مردہ دلوں میں ایمان کی تازہ روح پھونک رہی ہیں۔ اور جن کے نورانی مرقد آج بھی شکستہ دلوں کے ملجا و ماویٰ سمجھے جاتے ہیں۔ اور لوگ ان کے توسل سے حق سبحانہٗ تعالیٰ سے مرادیں حاصل کرتے ہیں۔

وصال و اقوال

Marfat.com

۶۳۳ھ میں سلطان شمس الدین التمش کے عہد میں حضرت خواجہ نے وصال فرمایا۔ اور اجمیر شریف میں مدفون ہوئے۔

حضرت خواجہ کے فرمودات آبِ زر سے لکھنے اور حرزِ جان بنانے کے قابل ہیں —— فرماتے ہیں۔ اہلِ عشق وہ لوگ ہیں جو ایک صبح کی نماز ادا کریں تو اگلی صبح کی نماز تک خیالِ دوست میں محو رہیں۔ اور کوئی غیر خیال قریب نہ آنے دیں۔ فرمایا عارف وہ ہے۔ جو کونین سے بھی دل برداشتہ ہو۔ فرمایا خدا تعالےٰ کے دوستوں میں یہ چار خصلتیں نمایاں ہونگی۔ اول، تواضع دوم شفقت۔ سوم سخاوت اور چہارم صحبت صالحین۔ فرمایا مرید باصفا وہ ہے جس سے متواتر بیس برس تک کوئی گناہ صادر نہ ہو۔ اور صوفی (مرشد) وہ ہے جسے مقام فنا حاصل ہو —— فرمایا کسی مسلمان بھائی کو ذلیل نہ جانو اور حقیر نہ سمجھو، فرمایا جب تک ذاکر اپنے دل کی صفائی ذکرِ حق سے نہیں کریگا۔ وہ حق سے ہرگز دانا نہیں ہوگا۔ فرمایا جو شخص فقر، فاقہ، بیماری اور موت کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے دوست رکھتے ہیں۔ فرمایا انسان کو چاہیئے۔ کہ درود شریف بکثرت پڑھے۔

Marfat.com

اکثر بڑے بڑے اولیائے کرام نے حضرت خواجہؒ کے آستانِ پُرانوار پر حاضر ہوکر "ولایت" کے مدارج طے کئے ہیں۔ حضرت کے آستانِ عالی مقام کا غیر مسلموں کے دل میں بھی بہت بڑا احترام ہے۔ یہ لوگ بھی وہاں اکثر حاضر ہوتے ہیں اور عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ حضرت خواجہ کی زبان زد خلائق غریب نوازی سے متعلق ذیل میں صرف ایک واقعہ (تازہ) نقل کرتا ہوں۔

لاہور کے مشہور کاغذ والے حاجی محمد حسین صاحب بٹ بیان کرتے ہیں کہ تقسیم ملک سے پندرہ بیس سال پہلے وہ لاہور میں بسلسلہ روزگار بہت پریشان تھے۔ آستانہ عالیہ حضرت مخدوم علی ہجویریؒ پر بلاناغہ حاضر ہوتے۔ ایک روز اچانک ایک آشنا بازار میں مل گئے جن کا حال ہی میں اجمیر شریف کسی سرکاری عہدے پر تقرر ہوا تھا۔ باتوں باتوں میں اُنہوں نے بٹ صاحب کو اجمیر شریف جانے اور وہاں ہوٹل کھولنے کا مشورہ دیا۔ بٹ صاحب پریشان تھے ہی، بات سمجھ میں آگئی، بیکاری کے ہاتھوں جو تھوڑا بہت اثاثہ بچ رہا تھا۔ بیچ ڈالا۔ اور بچوں کو ساتھ لے کر اجمیر شریف پہنچ گئے۔ حسنِ اتفاق سے جو دکان ہوٹل کے لئے ان کے مہربان نے منتخب کی تھی۔ وہاں کبھی پہلے بھی ہوٹل تھا۔ جو مالکان کی بدچلنی کی وجہ سے کافی رسوا ہوکر بند

Marfat.com

ہو چکا تھا۔ شرفا نے تو وہاں آنا جانا پہلے ہی چھوڑ دیا تھا۔ سرکاری ملازموں کو محکمہ کی طرف سے بندش تھی۔

چنانچہ جب اُنہوں نے ہوٹل شروع کیا تو لوگ سابقہ بدنامی اور بندشوں کے سبب وہاں آتے ہوئے ہچکچاتے تھے۔ بٹ صاحب کے جو پلے تھا ہوٹل کے ابتدائی انتظامات میں صرف کر چکے تھے۔ دو ایک مہینے جو مندے کا سامنا ہُوا تو مقروض ہو گئے۔ میاں بیوی صبح و شام حضرت خواجہ کی چوکھٹ پر جاتے۔ اور گڑگڑا کر باری تعالیٰ سے دعاگو ہوتے۔ ایک روز بہت ہی پریشان درگاہ حضرت خواجہ کی مسجد میں ادائیگی نماز کی تیاری کر رہے تھے کہ ایک بزرگ صُورت آئے۔ اور اُن سے مخاطب ہوئے۔ احوال پُرسی کے بعد اُنہوں نے اُن کے لئے کشائش کی دُعا فرمائی۔ اور تاکید کی کہ یہ پہلے ہوٹل والے کی طرح بدعنوانیوں کا شکار نہ ہوں۔ نیز وہاں پہ روزانہ قرآنِ پاک کی تلاوت جاری رکھیں۔ بٹ صاحب کی ڈھارس بندھ گئی، دوسرے روز ایک انگریز افسر ہوٹل پہ آیا۔ اور اُن سے ہوٹل کے انتظام اور گنجائش کے متعلق بات چیت کی۔ جب مطمئن ہو چکا تو اُن سے آج کل میں آنے والی میچ کی ایک ٹیم کی رہائش و خوراک کی بات پکّی کر لی اور اگلے روز ابتدائی اخراجات کے لئے محکمہ سے انہیں کچھ رقم بطور پیشگی بھی مل گئی۔ ٹیم وہاں پہ آکر کیا ٹھہری کہ

Marfat.com

ان کے لئے آمدنی کی شاہراہ کھل گئی، ہوٹل میں اب ملکی غیر ملکی ٹیم پہ ٹیم چلی آ رہی تھی۔ ان لوگوں سے یافت الگ اور پھر شہریوں کی بڑی تعداد جو دن پھر ان لوگوں سے ملنے کے لئے جمع ہوتی اور ہوٹل سے کھاتی پیتی الگ آمدنی تھی —— غرض تھوڑے ہی عرصہ میں بٹ صاحب متمول آدمی بن گئے۔ تقسیم ملک کے بعد یہ پاکستان چلے آئے ہیں اور یہاں کاروبار کرتے ہیں۔ ہاں اپنی اہلیہ محترمہ کو مستقل طور پر حضرت خواجہؒ کے پائین میں چھوڑ آئے ہیں۔ مرحومہ کی مرمریں تربت بٹ صاحب کی خوشحالی اور حضرت خواجہ کی غربا پروری کی ہمیشہ گواہی دیتی رہے گی۔ بٹ صاحب سے جب دریافت کیا گیا کہ اُنہوں نے پھر کبھی اُس خضر صورت بزرگ کو احاطہ خواجہ علیہ الرحمۃ اللہ یا شہر میں کسی جگہ دیکھا ہے۔ تو بولے اس دن کے بعد متعدد بار اُنہوں نے یہ خواہش کی مگر پھر ان کی زیارت نہیں ہوئی ہ

Marfat.com

Marfat.com

قطب الاقطاب رح

Marfat.com

بچپن

حضرت قطب الاقطاب خواجہ سیّد قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ ۵۳۰ھ
میں قصبہ اُوش میں پیدا ہوئے۔ حضرت کے والد بزرگوار کا نام سید کمال الدین
تھا۔ حضرت سیّدنا امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ کہتے
ہیں حضرت جس روز پیدا ہوئے۔ آدھی رات کا وقت تھا۔ ان کی
والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ نے دیکھا کہ سارا گھر بُقعہ نور بن گیا ہے۔ اور جب حضرت
تولد ہوئے تو زبان مبارک سے کلمہ شہادت پڑھا۔ ستر ڈھانکنے اور
غسل دینے کا حکم فرمایا اور چپ ہو گئے، چونکہ حضرت کا یوں باتیں
کرنا خلافِ معمول تھا۔ لوگ بہت متعجب ہوئے۔ اِن کلمات کے
بعد حضرت کی زبان سے پھر کبھی بحالتِ شیر خوارگی کوئی بات نہیں

Marfat.com

نکلی۔ جب اڑھائی سال کے ہوئے تو والد بزرگوار کا انتقال ہوگیا۔ پانچ برس کے تھے کہ والدہ ماجدہ نے اُنہیں تحصیلِ علوم کے لئے مولانا ابُوحفص کے سپرد کیا۔ ایک روایت ہے کہ مکتب میں داخل ہونے سے پہلے حضرت خواجہ حمید الدین ناگوری رح کو الہام ہوا۔ کہ ابھی اُوش میں جائیے اور خواجہ قطب الدینؒ کو تعلیم دیجئیے ـــــــ چنانچہ یہ روحانی تصرف سے فی الفور ناگور سے اُوش میں پہنچے۔ اور حضرت خواجہ سے لکھنے کی تختی لی اور فرمایا۔ کیا لکھوں۔ حضرت "سبحان الذی اسریٰ" والی آیت شریف پڑھ کر بولے یہ لکھ دیجئیے، حضرت قاضی بولے، یہ تو پندرہویں پارے میں ہے۔ آپ ابھی سے وہاں کیونکر پہنچ گئے" حضرت بولے۔" قاضی صاحب میری والدہ ماجدہ پندرہ پارے کی حافظ ہیں۔ مَیں جب پیٹ میں تھا۔ اور وہ روز کلام مجید پڑھتی تھیں۔ میں بھی ساتھ ساتھ حفظ کرتا جاتا تھا" سبحان اللہ! حضرت قاضی دنگ رہ گئے۔

حضرت خواجہ ابھی بچے ہی تھے۔ کہ قصبہ اُوش کے باہر اُجاڑ میں ایک مینار تھا۔ مشہور تھا کہ وہاں رات کو خواجہ خضر علیہ السلام تشریف لاتے ہیں۔ چنانچہ جو وہاں جاکر رات بھر جاگتا ہے۔ وہ اس سے ملتے ہیں۔ حضرت خواجہ کمسنی کے باوجود ایک روز بعد مغرب وہاں پہنچ گئے

Marfat.com

اور لگے حضرت خواجہ کا انتظار کرنے! جب آنکھیں نیند سے بند ہوتیں تو فوراً سنبھل کر بیٹھ جاتے اور جب کالی رات میں درندوں کی خوفناک آوازیں سنتے تو کانپ اُٹھتے۔ حضرت خواجہ علیہ السلام سے ملاقات کا شوق سب باتوں پر حاوی تھا۔ خیر جُوں توں رات کٹی، مشرق سے صبح کا نور ہویدا ہُوا۔ یہ آنکھیں ملتے اور جمائیاں لیتے ٹوٹے دل سے اُٹھ کھڑے ہُوئے جی میں سوچتے تھے کہ سب ڈھکوسلا ہے حضرت خواجہ علیہ السلام کا بھلا یہاں کیا کام؟" سر جھکائے آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتے چلے آتے تھے۔ آبادی کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ ایک "بڑے میاں" لکڑی ٹیکتے سامنے سے آرہے ہیں — ان کے پاس آئے تو بولے "السلام علیکم"۔ حضرت نے گھٹی گھٹی آواز سے کہا۔ "وعلیکم السلام" آنے والے محبت بھری آواز سے بولے۔ "صاحبزادے کہاں سے آرہے ہو؟" یہ تھکے ہارے تھے ہی۔ کسی قدر افسردگی سے بولے۔ "مینار پر گیا تھا۔ وہاں رات بھر جاگتا رہا۔ سنا تھا کہ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام وہاں ملتے ہیں"

آنے والے بزرگ۔ "پھر وہ ملے آپ سے؟"

یہ "ابھی کہاں — رات بھر ان کی راہ دیکھی ہے۔"

بزرگ۔ "اگر وہ ملتے تو کیا کہتے اُن سے؟"

Marfat.com

یہ۔"اُن سے اللہ تعالیٰ کی محبت مانگتا!"
بزرگ نے محبت سے اُن کا ہاتھ تھام لیا۔ اور متبسّم ہو کر فرمایا۔
"اچھا تو آؤ ہمارے ساتھ"۔ چند قدم پر ایک مکان تھا۔ بزرگ سیرت نے کیواڑ تھپکایا، اندر سے کیواڑ کھول کر ایک صاحب نکلے، یہ بولے۔" یہ بچہ خواجہ خضر علیہ السلام سے ملنے کا آرزو مند ہے۔ اور حق سبحانہٗ کی محبت چاہتا ہے۔"

بیعت

اہل مکان روشن ضمیر تھے۔ تاڑ گئے۔ کہ حضرت تو خود خواجہ خضرؑ ہیں مسکرا کر بولے۔ اِن کا ایک ہاتھ آپ پکڑیئے۔ اور ایک میں تھامتا ہوں اور اُنہیں "خدا" سے ملا دیں۔ پھر کیا تھا حضرت خواجہ قطب باباؒ بچپن ہی میں خدا رسیدہ ہو گئے۔

ذرا سیانے ہوئے تو حضرت کے دل میں مرشد کامل کی تلاش کا شوق پیدا ہوا۔ شہر شہر پھرتے پھراتے ارض پاک بغداد شریف میں وارد ہوئے۔ حضرت خواجہ غریب نواز اجمیریؒ اِن دنوں بغداد شریف میں متمکن تھے۔ حضرت ان کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ میں داخل ہوئے اور خلافت

Marfat.com

سے بھی مشرف ہوئے۔ اور جب حضرت خواجہ غریب نوازؒ اجمیر شریف میں تشریف لے آئے۔ تو کچھ عرصہ بعد یہ بھی اِن کی ملاقات کے لئے ہندوستان میں چلے آئے۔ حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے انہیں دہلی میں رہنے کا حکم فرمایا۔ سلطان شمس الدین التمش تخت پر جلوہ فگن تھے۔ حضرت کی آمد پر بہت خوش ہوئے اور کمال محبت سے انہیں اپنے پاس شہر میں (مہرولی) لاکر ٹھہرایا اور شیخ الاسلام کا اعزاز پیش کیا۔ مگر حضرت نے انکار کیا سلطان نے یہ عہدہ شیخ نجم الدین صغریٰ کو سونپ دیا۔ مگر وہ حضرت سے جلتا تھا۔ حضرت خواجہ غریب نوازؒ ایک مرتبہ اُن سے ملنے کے لئے دہلی تشریف لائے۔ شیخ الاسلام کے حسد سے آگاہ ہوئے تو حضرت کو اپنی ہمراہی میں چلنے کا حکم دیا۔ مگر بادشاہ اور لوگوں نے بڑی منت سماجت کی۔ آخر حضرت غریب نوازؒ نے ازراہِ غریب نوازی انہیں دہلی میں ٹھہرنے کا ارشاد فرمایا۔ اور خود اجمیر شریف کو واپس چلے گئے۔ اور حضرت خواجہ ہدایت خلق میں مصروف ہوئے۔

رشد و ہدایت

حضرت جس کو مرید کرتے اُسے کامل بنا دیتے تھے۔ اور ارشاد فرماتے کہ فقراء کی خدمت کو بادشاہوں کی مصاحبت پر

Marfat.com

ترجیح دو۔ بلکہ اُن سے دُور رہنے کی کوشش کرو۔ حضرت خواجہ نے سب سے پہلے حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کو بیعت فرمایا۔ چنانچہ خواجہ غریب نواز نے جب حضرت بابا صاحب کو حضرت خواجہ کی خدمت میں دیکھا۔ تو فرمایا بختیار تم نے بڑے شہباز کو پھانسا ہے۔ یہ "فرید شمع" ہے۔ حضرت خواجہ کو بچپن میں لوگ بختیار کے نام سے پکارتے تھے۔ قطب[1] الدین نام تھا۔ ابھی نوجوان تھے۔ اور ڈاڑھی نہیں آئی تھی کہ حضرت کو ملتان تشریف جانے کا اتفاق ہُوا۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین ذکریاؒ نے نورِ باطن سے حضرت کی آمد کی اطلاع پائی، حضرت کو خانقاہ میں لائے اور ضیافت فرمائی حضرت نے فرمایا حضرت شیخ کی ضیافت پھیکی رہی۔ حضرت شیخ اشارہ سمجھ گئے۔ ہر چند وہ سلسلہ سہروردیہ کے پیرو تھے۔ اور "سماع" کے پابند نہ تھے۔ تاہم معزز مہمان کی خاطر سماع کی محفل منعقد فرمائی۔ ایک بزرگ معترض ہوئے۔ کہ ان کے ڈاڑھی نہیں ہے۔ اور نوجوان کو سماع سننا منع ہے۔ حضرت نے دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرے۔ اسی وقت ڈاڑھی نکل آئی۔

[1] ایک روایت ہے کہ حضرت کا یہ نام نہیں تھا بلکہ لقب تھا۔

Marfat.com

ایک دفعہ بادشاہ نے حضرت کی خدمت میں اشرفیوں اور جواہرات کے خوان گذارے۔ حضرت نے اپنا بوریا اوپر اُٹھایا۔ اور فرمایا کہ اس کے نیچے جھانک کر دیکھو۔ بادشاہ نے دیکھا۔ کہ دریا بہہ رہا ہے۔ جس میں بیشمار سونا چاندی بہا جاتا ہے۔ بہت شرمندہ ہوا۔ اور معذرت خواہ ہوا۔

حضرت کے توکل کا یہ عالم تھا۔ کہ حضرت کے گھر میں جب کسی چیز کی ضرورت ہوتی تو حضرت کی اہلیہ صاحبہ ہمسایہ سے لے لیتیں ایک مرتبہ بی ہمسائی نے سوچا کہ اگر ہم لوگ ان کی امداد نہ کریں۔ تو حال پتلا ہو جائے۔ حضرت کو معلوم ہوا۔ تو اہلیہ صاحبہ کو منع فرمادیا اور فرمایا خرچ کی ضرورت ہو تو طاق میں سے ایک درم لے لیا کرو۔ چند دنوں کے بعد بی ہمسائی جب اس کرامت سے آگاہ ہوئی اور حضرت کی اہلیہ صاحبہ نے بھولپن میں اسے بتا دیا تو درم کی برآمدگی رک گئی۔ اہلیہ صاحبہ نے حضرت سے شکایت کی۔ فرمایا اب طاق میں سے ہر روز کاک لے لیا کرو۔ ایک روایت ہے کہ کاک حضرت کے مصلے سے برآمد ہوتے تھے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت ایک روز یاروں کے ساتھ تالاب کے کنارے بیٹھے تھے۔ احباب نے اشتہا کی۔

Marfat.com

شکایت اور کھانے کی رغبت ظاہر کی۔ حضرت نے تالاب میں ہاتھ ڈالا اور گرم گرم کاک نکال لئے۔ یہ روایت بھی سننے میں آئی ہے کہ کاک کا طباق آسمان سے اُترتا تھا۔ چنانچہ اسی مناسبت سے حضرت کو "کاکی" بھی کہتے ہیں۔

حضرت کے استغنا کا ایک اور واقعہ مشہور ہے کہ حضرت کے ایک فرزند کہیں اونچائی سے گر کر فوت ہو گئے۔ حضرت یاد الٰہی میں مشغول رہے۔ دوست صاحبزادے کی لاش کو دفنا کر جب لوٹے اور اہلیہ صاحبہ نے روتے پیٹتے جب اُنہیں اس حادثہ جانکاہ سے باخبر کیا تو یہ سادگی سے بولے۔ اب کیا ہو سکتا ہے۔ ذرا پہلے خبر کرتیں تو شاید اللہ تعالیٰ اس فقیر کی دعا سے اُسے زندگی بخش دیتا۔" اہلیہ صاحبہ چُپ ہو کر رہ گئیں۔

کہتے ہیں حضرت ہر روز سونے سے پہلے تین ہزار بار درود شریف پڑھتے تھے۔ جب شادی کی تو وظیفہ میں ناغہ ہو گیا۔ تیسری ہی شب ایک شخص رئیس نام نے خواب میں جناب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ کہ حضورؐ فرماتے ہیں۔ فلاں شخص حضرت خواجہ) کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ وہ ہر شب جو تحفہ مجھے بھیجتے تھے اب تین روز سے نہیں پہنچتا"۔ علی الصبح وہ صاحب حضرت خواجہ

Marfat.com

کے پاس تشریف لائے۔ اور خواب کا واقعہ گوش گذار کیا۔ حضرت اُسی وقت علیحدہ ہو گئے۔ اور یادِ حق میں لگ گئے۔ اللہ اللہ اطاعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہو تو ایسی ہو، کہتے ہیں حضرت نے اِس ورد میں پھر کبھی ناغہ نہیں کیا۔

عبادت و ریاضت

ریاضت و عبادت کا یہ حال تھا۔ کہ شروع شروع میں تو بہت ہی کم سوتے تھے۔ اور جوں جوں عمر بڑھتی حضرت نے آرام و راحت بالکل چھوڑ دیا تھا۔ شب و روز مراقبہ میں رہتے تھے۔ جب نماز کا وقت ہوتا تجدید وضو فرماتے اور بعد فراغت نماز مراقبہ میں مشغول ہو جاتے۔ اور ہر شب میں ایک قرآن پاک ختم کرتے، ایک مرتبہ دوستوں کے ساتھ تہیہ کیا۔ کہ اگر آج کی رات زندہ رہے تو ایک پیر پر کھڑے ہو کر دو رکعت میں قرآنِ پاک ختم کریں گے۔" مگر علی الصبح بارگاہِ رب العزت میں معروض ہوئے۔ کہ "اے باری تعالےٰ ہم تیری وہ عبادت نہیں کر سکتے۔ جس کا تو مستحق ہے۔ ہم کو محض اپنے فضل اور رحم و کرم سے بخش دے۔" مسجد کے گوشہ سے آواز آئی، "دوستو ہم نے تمہیں بخشا اور تمہاری عبادت قبول کی۔" یہ اس بندہ نوازی پر سجدہ شکر بجا لائے۔

Marfat.com

مدفن

ایک روز ماہ ربیع الاول ۶۳۴ھ ہجری میں خانقاہ شیخ علی سنجری میں مجلس سماع منعقد تھی۔ حضرت بھی مدعو تھے۔ قوال شیخ احمد جامؒ کا قصیدہ نہایت سوز سے گا رہے تھے۔ اور جب اس شعر پر پہنچے کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ۔۔۔ تو حضرت بیہوش ہو گئے۔ اور نزع کی کیفیت طاری ہو گئی۔ اس شعر کو بار بار سنتے اور بیہوش ہو ہو جاتے اور بسمل کی طرح تڑپتے۔ حتّٰے کہ تین روز کے بعد روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

قصبہ مہرولی میں جہاں حضرت کی آخری آرام گاہ ہے۔ اور بوجہ حسن و ندرت تعمیر تاریخی عمارات میں شمار ہوتی ہے۔ کہتے ہیں ہزاروں سال پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام کا جب ادھر گزر ہوا۔ تو پیغمبر علیہ السلام نے دیکھا کہ فرشتے اس مقام پر نور کے طباق لئے اترتے ہیں۔ حضرت پیغمبر علیہ السلام بہت متعجب ہوئے۔ باری تعالٰے نے ارشاد فرمایا۔ کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں میرے محبوب نبی آخر الزمان کی اُمت میں سے ایک قطب ہو گا۔ اور یہ مقام اُس کا مدفن ہے۔"

راقم الحروف کے ایک "دوست" بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت

Marfat.com

قطب الاقطاب کی طرح اِس بندۂ ناچیز کو بھی ایک مرتبہ یہ شوق
چرایا۔ کہ اس حوض پر چلیں اور حضرت خواجہ خضرؑ کی زیارت کا
شرف حاصل کریں۔ چنانچہ وہ ایک روز نو دس بجے کے قریب حوض
والی مسجد (جسے مسجدِ اولیاء بھی کہتے ہیں) پہنچے اور دو نفل ادا کر
کے کچھ ایسے محو ہوئے کہ مسجد شریف سے باہر چلے آئے۔ چند قدم
پر ایک سفید پوش دیہاتی وضع کے معمر صاحب اُنہیں ملے۔
بعد سلام فرمایا کہ راہ مولا کچھ دیجئے۔ یہ اپنی دُھن میں چلے جا
تھے تاہم رک گئے۔ اور کوٹ کی جیب سے ایک دونّی نکال کر
اُن کے ہاتھ پر رکھ دی۔ اُنہوں نے فرمایا کچھ اور دیجئے یہ بہت
کم ہے۔ اُنہوں نے دونّی اُٹھا کر واپس جیب میں رکھ لی۔ و
ایک چونّی اُن کی ہتھیلی پر ٹکا دی۔ وہ مسکرائے۔ اور فرمایا۔
"خدا تمہیں خوش رکھے۔" یہ آگے بڑھ گئے اور وہ بھی چلے گئے
مگر چند قدم چلنے کے بعد اِنہیں کچھ خیال ہوا — محویت سے چونک
پڑے۔ اور پلٹ کر دیکھا۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ بولے "کیا
وہ حضرت خضر ہی ہوں کیونکہ اُن کے لباس کی عمدگی، وضع
کی دلکشی اور گفتگو کی نفاست سے صاف پتہ چلتا تھا۔ کہ وہ
بھک منگے نہیں تھے۔ بلکہ ان سے بات چیت کرنے کے

Marfat.com

اُنہوں نے یہ ڈھنگ نکالا تھا ــــ تاہم وہ خوش ہیں کہ حضرت نے اُن کے لئے "ہمیشہ خوش رہنے" کی دعا فرمائی ــــ وہ اس واقعہ کے بعد بھی اکثر اس جگہ پر گئے ہیں۔ مگر پھر وہ بات کہاں؟

گذشتہ تقسیم ملک اور فرقہ دارانہ فسادات کے موقعہ پر حضرت کے مزار شریف کی جالی کو کچھ نقصان پہنچا تھا۔ مگر بعد ازاں گاندھی جی ایسے سمجھدار لیڈروں نے اس کی مرمّت کرا دی ــــ حضرت کا آستانہ عالیہ پر مدت دراز تک گنبد شریف تعمیر نہیں کیا گیا۔ بلکہ یہ گذشتہ دس پندرہ سال سے تعمیر ہوا ہے۔ مزار شریف کے برابر ہی غربی دیوار میں حضرت بابا صاحب فرید الدین گنج شکرؒ کی چلہ گاہ ہے۔

حضرت کے مدفن کے پاس ہی حوض شمسی ہے، جسے فقیر دوست سلطان التمش نے بحکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تعمیر کیا تھا حضور صاحب لولاکؐ نے بنفس نفیس تشریف لا کر اس مقام پر برائے تعمیر حوض سلطان کو نشان دہی فرمائی تھی۔ اور حضور کے گھوڑے کے "سُم" سے یہ چشمہ پھوٹا تھا۔ جسے سلطان نے حوض میں تبدیل کیا۔ اور "سُم" مبارک کے نشان پر چبوترہ اور گنبد تعمیر کیا۔ جو اب تک کھڑا ہے۔ حوض کے کنارے ایک چھوٹی سی مسجد بھی ایستادہ ہے

Marfat.com

جہاں حضرت خواجہ غریب نوازؒ حضرت قطب الاقطابؒ اور حضرت بابا فریدشکر گنجؒ اور دیگر مشائخ ذکر حق اور فریضہ نماز ادا کرتے تھے۔ یہ جگہ بھی بہت بابرکت ہے۔ پہلے یہ جگہ صاف تھی، ان بزرگان عظام کے مصلّوں کے نشان وہاں اب تک موجود ہیں۔ بہر حال وہاں مسجد بعد ازاں تعمیر کی گئی ہے۔

Marfat.com

شیخ عالمؒ

Marfat.com

پیدائش

شیخ الشیوخ عالم حضرت خواجہ بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ ۵۷۱ھ میں قصبہ کوٹھی نزد ملتان شریف پیدا ہوئے، حضرت کے والد بزرگوار کا نام شیخ جلال الدین سلیمان تھا۔ سلطان محمود غزنویؒ کے قریبی عزیزوں میں سے تھے۔ حضرت کا سلسلہ عالیہ نسبی سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسلک ہے۔ کہتے ہیں چنگیز خاں نے جب سلطنت غزنی کو تاخت و تاراج کیا تو حضرت کے اجداد و عظام ہجرت کر کے لاہور تشریف لائے، قصور میں بھی رہے، آخر قصبہ کوٹھی (ملتان) میں مستقل قیام فرمایا، ان کے مزارات بھی اسی قصبہ میں ہیں، سرکاری طور پر عہدہ قضاۃ ان کے سپرد تھا۔ حضرت

Marfat.com

شیخ سلیمانؒ کے منجھلے فرزند تھے حضرت کی والدہ ماجدہ بھی بہت نیک دل خاتون تھیں، کہتے ہیں ان کی پیدائش سے چند ماہ پہلے ایک مرتبہ انہیں بیر کھانے کی خواہش ہوئی تو ہمسائیگی میں بیری کا ایک پیڑ لدا پھدا کھڑا تھا۔ جب یہ بی ہمسائی کی اجازت کے بغیر بیر توڑنے کے لئے اٹھیں تو پیٹ میں شدید درد اُٹھا جس سے اس ارادہ سے باز آئیں۔ چنانچہ وہ فخریہ کہتی تھیں کہ میں نے کبھی مشکوک مال نہیں کھایا مگر ایک روز جب حضرتؒ نے بیری کا واقعہ یاد دلایا تو بہت متحیر ہوئیں، حضرت مادر زاد ولی تھے، جس شب پیدا ہوئے لوگوں کو رمضان المبارک کا انتظار تھا۔ سب کی نظریں آسمان پر لگی ہوئی تھیں مگر مطلع ابر آلود تھا۔ آخر ایک بزرگ نے لوگوں سے فرمایا کہ آج رات کو قاضی صاحب کے گھر ایک صاحبزادہ پیدا ہوگا جو اپنے زمانے کا قطب ہوگا۔ اگر اس نے صبح دودھ نہ پیا تو سمجھ لینا آج روزہ ہے ورنہ اگلے دن کا روزہ ہوگا۔ چنانچہ حضرت نے بعد پیدائش دن بھر دودھ نہ پیا، اور بوقت افطار رجوع فرمایا۔

بیعت

صاحب سیر العارفین لکھتے ہیں کہ حضرت ابھی کمسن تھے کہ مکتب میں بیٹھ گئے، تھوڑے ہی عرصہ میں کلام پاک حفظ کیا، بعد ازاں دیگر دینی علوم کی تحصیل میں مصروف ہو گئے، ایک روز ملتان شریف کی

Marfat.com

ایک مسجد میں کتاب نافع پڑھتے تھے کہ حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ وہاں تشریف لائے اور ان سے پوچھا، صاحبزادے کیا پڑھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا "نافع" حضرت قطب الاقطاب بولے "انشاء اللہ نفع ہوگا۔"

حضرت خواجہ کو یہ بات بھا گئی، حضرت کے ہاتھ پہ بیعت کی اور پیرو مرشد کے ساتھ دہلی جانے کی خواہش فرمائی، حضرت قطب الاقطاب نے فرمایا کہ ابھی آپ علم دین ہی سیکھیں اس لئے کہ جاہل اور بے علم زاہد شیطان کے پھندے میں آجاتا ہے۔ حضرت پیرو مرشد کے حکم پہ ملتان سے قندھار پہنچے اور وہاں سے بخارا اور بغداد تشریف بھی گئے۔ اور علوم حاصل کئے۔ شیخ شہاب الدین صاحب سہروردیؒ اور دوسرے مشائخ عالیہ کی صحبت سے بھی فیضیاب ہوئے، جب زیور تعلیم سے آراستہ و پیراستہ ہو گئے —— تو حضرت پیرو مرشد کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے، حضرت قطب الاقطاب نے ان کی عبادت کے لئے ایک حجرہ مقرر فرمایا۔ اور چند یوم کی تربیت کے بعد جب یہ کامل ہو گئے تو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ مجلس میں اور بزرگ بھی تھے حضرت قبلہ نے فرمایا کہ شیخ کی ذاتی قوت اور تصحیح ایسی ہونی چاہیئے، کہ جو کوئی اس کے پاس مرید ہونے کے لئے آئے تو

Marfat.com

قوتِ باطنی سے پہلے اس کے سینے کا زنگ اور کدورت صاف کرے پھر اس کا ہاتھ پکڑے اور خدا رسیدہ کر دے گویا یہ حضرت خواجہ کی طرف اشارہ تھا کہ انہیں کن خصوصیات کا حامل ہونا چاہیئے۔

گنج شکر

حضرت خواجہ ہفتے میں سات روز عبادت و ریاضت میں رہتے اور آٹھویں روز پیر و مرشد کی زیارت کے لئے حجرہ سے باہر نکلتے، ایک مرتبہ انہوں نے چاہا کہ مجاہدہ زیادہ کریں، پیر و مرشد نے فرمایا کہ پہلے روزے رکھو، جب غیب سے پہنچے تو افطار کرو، چنانچہ یہ صائم رہنے لگے، تیسرے روز غیب سے روزی آئی اور روزہ افطار کیا، مگر تھوڑی دیر کے بعد قے ہو گئی، کئی روز یہی صورت پیش آئی، آخر پیر و مرشد کو حالات سے مطلع کیا انہوں نے فرمایا، یہ عنایت حق سبحانہ و تعالیٰ ہے، اب چھ روز کے بعد افطار کریں" چنانچہ چھ یوم کے بعد شدت کی بھوک لگی زمین پر ہاتھ مارنے لگے۔ ایک سنگریزہ ہاتھ میں آیا، منہ میں رکھا تو شکر ہو گیا۔ اسی وقت منہ سے نکال دیا، اور مرشد کا فرمان یاد آ گیا کہ جو غیب سے ملے اس سے روزہ افطار کرنا ـــــ تھوڑی دیر بعد سنگریزے اٹھا کر پھر منہ میں رکھ لئے وہ شکر ہو گئے۔ حضرت پیر و مرشد کے پاس حاضر ہوئے اور حال گوش گذار کیا، وہ بولے جو غیب سے ہے نیک ہے آپ کا حال مانند شکر کے شیریں رہے گا۔

Marfat.com

اس روز سے گنج شکر کا خطاب ہوا۔

حضرت کے گنج شکر مشہور ہونے کی ایک یہ روایت بھی ہے کہ چند سوداگر شکر کے تھیلے لئے جا رہے تھے کہ حضرت نے ان سے تھوڑی سی شکر طلب کی، انہوں نے جواب دیا یہ نمک ہے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا نمک ہی ہوگا۔ جب منڈی میں جا کر انہوں نے بوریاں کھولیں تو اندر سے نمک نکلا۔ سوداگر بہت پچھتائے اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہوئے، حضرت کی توجہ سے نمک پھر شکر ہو گیا۔

کان نمک جہاں شکر شیخ بود بحر
آن کند و شکر نمک کند و از نمک شکر

اس ضمن میں یہ روایت بھی بہت مشہور رہی ہے کہ حضرت کو ایام طفولیت ہی سے شیرینی سے بہت رغبت تھی۔ ان کی والدہ ماجدہ مصلے کے نیچے شکر پڑیا میں باندھ کر رکھ دیتی اور بعد فراغت نماز انہیں اٹھانے کو کہتی، ایک روز انہوں نے دیکھا کہ وہاں پڑیا کے بدلے مصری کی ڈلیاں رکھی ہیں۔ والدہ ماجدہ سے بولے آج آپ شکر رکھنا بھول گئیں تو اللہ پاک نے ہمیں بہت سی مصری دی ہے۔ الغرض حضرت کی یہ مشہور کرامت تھی کہ مٹی کی ڈلی یا پتھر کا ٹکڑا جب منہ میں رکھتے تو وہ شکر ہو جاتا۔ ؎

سنگ در دست تو گہر گردد زہر در دہن تو شکر گردد

Marfat.com

خلافت

روایت ہے کہ جن ایام میں حضرت خواجہ ہانسی میں مقیم تھے، حضرت قطب الاقطاب نے بوقتِ رحلت وصیت فرمائی کہ خواجگانِ چشت کے مخصوص تبرکات حضرت گنج شکر رح کے سپرد کئے جائیں، گویا حضرت کی خلافت کی تکمیل تبرکات خصوصی کے حصول پہ ہوئی۔ اور یہ وہی تبرکات عالیہ ہیں جو حضرت سلطان الہند خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قطب الاقطاب کو سونپے تھے۔ کہتے ہیں یہ تبرکات خرقہ، عصا، مصلّی اور چوبی نعلین پر مشتمل تھے۔ حضرت ان نعمہائے عظمیٰ کو لے کر ہانسی چلے آئے، وہاں سے لاہور اور ملتان پہنچے ـــ اور قصبہ اجودھن کو اقامت گاہ مقرر فرمایا

ریاضت

حضرت کا معمول تھا کہ ریاضت وعبادت کے لئے جنگلوں اور پہاڑوں کی طرف نکل جاتے۔ کہتے ہیں ایک روز پیاس کی شدت سے مجبور ہو کر ایک کنوئیں پہ پہنچے تو وہاں رسی اور ڈول ندارد تھا۔ بہت گھبرائے، ابھی سوچ ہی میں کھڑے تھے کہ بہت سے ہرن وہاں آئے اور پانی پینے کے لئے مینڈھ پر گھٹنے ٹیک کر گردنیں کوئیں میں ڈال دیں۔ پانی سطح پر آگیا، اور ہرن پانی پی کر چلے گئے یہ بہت متعجب ہوئے اور

Marfat.com

پانی پینے کے لئے آگے بڑھے تو پانی بدستور نیچے اتر گیا، حضرت نے بارگاہ باری تعالیٰ میں بہ گریہ زاری عرض کیا کہ اے پروردگار عالم تو نے کمال حکمت سے جانوروں کو تو پانی پلوا دیا مگر میں پیاسا ہوں۔"

آواز آئی "اے فرید تیری نظر رسی اور ڈول پہ تھی۔ اور ہرنوں کی نظر صرف ہماری طرف تھی۔" کہتے ہیں نفس کی اس طلب کی پاداش میں حضرت چالیس روز تک لٹکے رہے، اور پانی نہ پیا۔

حضرت کو سخت ریاضتوں اور مجاہدوں میں کمال حظ محسوس ہوتا تھا کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت پیر و مرشد کی خواہش پہ ہانسی کی ایک مسجد میں کئی روز الٹے لٹکے رہے اور کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں حضرت نے مجاہدہ اور چلہ کشی نہ کی ہو۔ اور جائے چلہ کشی حضرت بابا فرید رح کے نام سے مشہور نہ ہو۔

حضرت خواجہؒ نے نفس پہ قابو پانے کے لئے کبھی خالی پتوں پر گذران کی اور کبھی گل کریر پکا کر کھاتے۔ فرماتے ہیں وہ روز ہمارے لئے مثل عید ہوتا تھا۔ لکڑی کی ایک روٹی بھی حضرت کے پاس تھی جسے انتہائی بھوک کے عالم میں دانتوں سے چباتے۔ جس سے پیٹ کی آگ تو کیا بجھتی ہوگی ہاں نفس کو گھڑی بھر کے لئے زیر کر لیتے تھے۔ سوکھ کر کانٹا بن گئے تھے، فرماتے اگر رضائے حق درکار ہے تو دنیا کو ترک کر کے لباس

Marfat.com

درویشی پہننا چاہیئے۔ اور عبادت کی خوراک سے نن کی پرورش کرنی چاہیئے، جو ہاتھ آتا راہ مولا لٹا دیتے، حضرت بال بچے دار تھے، مگر اپنی ذات یا گھر بار پر کوڑی خرچ نہ کرتے، سب کی سب فتوحات غربا و مساکین کو دے ڈالتے۔

ایک روز پھٹے کپڑے پہنے تھے، ایک شخص نیا جوڑا لے کر حاضر ہوا، حضرت نے پہنا اور اتار دیا، شیخ نجیب الدین متوکل پاس بیٹھے تھے انہیں دے دیا اور فرمایا جو مزہ ان پھٹے کپڑوں میں ہے اس نئے جوڑے میں نہیں۔

ایک مرتبہ حضرت کو اطلاع ملی کہ حضرت کے فلاں صاحبزادے کی جان بھوک کے سبب خطرے میں ہے۔ فرمایا اللہ کی مرضی، بندہ مجبور کیا کر سکتا ہے۔

کرامات

اجودھن میں ایک جوگی شمبو ناتھ رہتا تھا، لوگ اس کی شعبدہ بازیوں پر فریفتہ تھے، وہ ہفتہ بھر بھوکا رہتا تھا، آٹھویں روز دودھ لے کر جاتے اور وہ سب دودھ چڑھا جاتا، جب اسے حضرت کی آمد کا علم ہوا تو سینکڑوں چیلوں کو لے کر حضرت کی طرف چلا اور راستہ میں سوچنے لگا کہ اگر کوئی کامل فقیر ہے تو میرے کانوں کے دونوں مندرے خود بخود نکل کر اس کے

Marfat.com

رُوبرُو جا پڑیں گے۔ حضرت نور باطن سے اس کے خیالات سے آگاہ ہوئے
قریب آیا تو ایک نظر مندروں پر ڈالی، کان سے نکل کر حضرت کے سامنے جا
پڑے۔ اسی دم جوگی کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ چونکہ مندرے سرسبز ہوں
تو جانوں، حضرت نے اٹھا کر مٹی میں دبائے، فی الفور اُگ آئے، جوگی نے
کہا ایک شرط اور رہ گئی ہے۔ وہ یہ کہ میں غائب ہوتا ہوں حضرت مجھے
ڈھونڈھ لائیں تو حضرت کو با عذر مان لوں گا۔ چادر اوڑھ کر زمین پر لیٹ
گیا، اس کی روح پرواز کر گئی، خالی مردہ جسم زمین پر پڑا تھا، حضرت مراقبہ
میں گئے اور دیکھا کہ روح جوگی کی عالم ملکوت سے آگے نکل گئی تھی۔
حضرت نے آواز دی کہ خبردار اس سے آگے مت جائیو، روح فوراً
لوٹ آئی اور جوگی پھر زندہ ہو گیا۔ اٹھا اور حضرت کے قدموں پر گر
پڑا۔ اور مع چیلوں کے ایمان لے آیا۔ اور صدق دل سے مسلمان
ہوا۔ بعد تکمیل یہ سب کے سب ولی ہوئے، کہتے ہیں کہ وہ مندروں کے
پیڑ عرصہ دراز تک وہاں کھڑے رہے اور ممکن ہے اب تک موجود ہوں
حضرت سے بے شمار کرامات ظہور میں آئیں۔ چند ایک درج ذیل
ہیں۔

ایک مرتبہ حسن قوال نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ لڑکی کی
شادی ہے کچھ عنایت کیجئے۔ فرمایا میرے پاس کیا ہے جو تجھے دوں؟

Marfat.com

بولا حکم دیجیئے کہ سامنے جو اینٹ رکھی ہے اسے اٹھالوں، فرمایا "بہتر" چھوتے ہی وہ اینٹ سونے کی ہو گئی۔ اسی طرح اس نے یکے بعد دیگرے تین اینٹیں اٹھائیں اور تینوں سونے کی ہو گئیں۔

ایک مرتبہ آبادی سے گزر رہے تھے کہ بوجہ بارش حضرت کا پَیر پھسل گیا۔ برابر سے ایک طوائف معہ آشنا جانی تھی۔ چھینٹے اڑ کر عورت کے کپڑوں پر پڑے۔ آشنا نے طیش میں آکر حضرت کے طمانچہ جڑ دیا، مگر جب عورت مذکور کے مکان پر پہنچا تو نیچے گر پڑا۔ اور وہیں ڈھیر ہو گیا، عورت روتی پیٹتی حضرت کے رُوبرُو آئی، بولے جو ہوا ہے مجھے اس کا کچھ علم نہیں" جب اس نے اصرار کیا تو فرمایا "میرے گرنے سے تیرا یار طیش میں آگیا تھا، اور اس کے طمانچہ مارنے پر میرے دوست کو رنج پہنچا اور اس نے گردن مروڑ دی، حساب برابر، پھر شکوہ کیسا؟"

ایک روز حضرت کی ریش مبارک سے ایک بال جُدا ہوا حضرت سلطان المشائخؒ (جو حضرت کے مشہور خلیفہ ہوئے ہیں) فرماتے ہیں کہ میں نے وہ بال مبارک اٹھا لیا، جو لاعلاج مریض ان کے پاس آتا، وہ اُسے موئے مبارک کا تعویذ دے دیتے۔ اور وہ مریض شفایاب ہو جاتا۔

Marfat.com

کہتے ہیں ایک مرتبہ سات درویش حضرت کے روبرو حاضر ہوئے اور کہا کہ ہم نے دنیا کا چپہ چپہ چھان مارا ہے۔ مگر کوئی فقیر نہیں دیکھا، چند مدعی ضرور دیکھے ہیں۔ حضرت نے فرمایا بیٹھو ہم تمہیں دکھا دیں گے ـــــ انہوں نے بات سنی ان سنی کر دی اور بگڑ کر چل دئے۔ جب قصبہ سے باہر نکلے تو لوٹ نے گھیر لیا اور وہیں ٹھنڈے ہو گئے۔

ارشادات

حضرت سلطان المشائخ نظام الدینؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بارہا حضرت قبلہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے۔ کہ جو آنکھ بغیر خدا تعالیٰ کے دیکھے (خدا تعالیٰ کے سوا کسی غیر کو دیکھے) اندھی بہتر ہے۔ اور جو زبان اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتی وہ گونگی بہتر ہے ـــــ اور جو تن اللہ تعالیٰ کی راہ میں مصروف نہیں ہے وہ مردہ بہتر ہے۔ فرمایا منہ سے جو بات کہے اللہ تعالیٰ ہی کے لئے کہے ورنہ خاموشی بہتر ہے۔

فرمایا عقلمند وہ ہے جو گناہ کو چھوڑ دے۔ اور غنی وہ ہے جو قانع ہو ـــ

فرمایا اللہ تعالیٰ اس بندہ کو محروم نہیں رکھتا جو اس کی طرف ہاتھ بڑھائے

Marfat.com

فرمایا پلّے کچھ ہو تو غم نہیں نہ ہو تب ملال نہیں۔

فرمایا نامرادی مردوں کی معراج ہے۔

فرمایا فقیر کے تن پر کپڑے ایسے ہیں جیسے کفن۔

فرمایا وہ شخص بہتر ہے جو کسی کے بجائے اپنے عیب دیکھے۔

فرمایا صوفی سے ہر شے صاف ہوتی ہے۔ صوفی کسی چیز سے مکدّر نہیں ہوتا۔

فرمایا اگر بلند درجہ چاہتے ہو تو صاحب حال کی طرف نہ دیکھو

ایک مرتبہ ایک دعوت کے موقع پر خود سے فرمایا "اے فرید" تو اپنا شکم شیرینی اور طرح طرح کی نعمتوں سے موٹا کرتا ہے۔ خدا کو کیونکر پہنچے گا۔ اور دعوت میں شریک نہ ہوئے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے عرض کیا کہ سلطان غیاث الدین بلبن (بادشاہ دہلی) کے لئے ایک سفارشی رقعہ لکھ دیجئے۔

فرمایا میرے کام تو خدا کے سپرد ہیں۔ کسی دوسرے سے تمہاری سفارش کیونکر کر سکتا ہوں۔ اگر وہ بادشاہ تمہیں کچھ دے گا تو دینے والا تو خدا تعالیٰ ہے اور تم بندے کے مشکور ہو گے۔ اور اگر وہ کچھ نہ دے سکا تو یہ بھی اللہ کی طرف سے ہو گا۔ اس وقت تم معذور ہو گے پس اپنا کام خدا تعالیٰ پر چھوڑ دو ـــــــــ

Marfat.com

ایک دفعہ رمضان شریف کے بارے میں فرمایا کہ روزہ اللہ اور بندے کے درمیان ایک بھید ہے۔ جس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرا نہیں جانتا۔

فرمایا رمضان المبارک کی ستائیسویں شب شبقدر رہے مرد وہ ہے۔ جو اس رات غافل نہ ہو۔

فرمایا مردان خدا کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

وصال

حضرت ماہ محرم الحرام ہجری ۶۶۴ھ میں واصل حق ہوئے۔ اور اجودھن (موجودہ پاک پٹن شریف) میں دفن ہوئے۔ حضرت کا مزار پاک اب بھی منبع فیض اور مرجع خلائق ہے۔ پاکستان میں سب سے بڑا عرس حضرت ہی کا منایا جاتا ہے۔ حضرت کے خلفائے عظام میں سے سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاءؒ اور حضرت علی احمد صابرؒ بہت مشہور ہیں۔

راقم الحروف کے ایک دوست جو حضرت شیخ الشیوخ عالم کے عقیدتمندوں میں ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ایک روز انہوں نے عالم خواب میں دیکھا کہ وہ حضرت کی درگاہ سے باہر نکل کر آئے ہیں۔ سرراہ ایک بڑھیا تازہ پاؤ کا تھال لئے بیٹھی ہے اور سامنے سے حضرت قبلہ

Marfat.com

تشریف لا رہے ہیں۔ اس بڑھیا کے پاس جا کر وہ اور حضرت دونوں رک گئے۔ باہم علیک سلیک ہوئی، حضرت نے انہیں بڑھیا کے تھال میں سے ایک بوٹی (جس کے ساتھ ہڈی بھی تھی) اٹھا کر دی۔ اور آگے بڑھ گئے۔ انہوں نے حضرت کی عنایت کو مزے لے کر کھایا۔ حضرت کا جسم نیم برہنہ تھا بسبب ریاضت اور مجاہدہ بدن مبارک کمزور اور رنگ کالا تھا۔ حضرت کے ہاتھ میں سہارے کی لکڑی تھی۔ تعبیر لینے سے عقدہ کھلا کہ وہ بڑھیا دنیا تھی اور عطائے نعمت دنیوی و اخروی کامیابی پہ دلالت کرتی تھی۔ جیسے اس بوٹی کے حجم کے مطابق حضرت نے انہیں عطا فرمائی تھی۔

Marfat.com

Marfat.com

محبوبِ الٰہیؒ

Marfat.com

ابتدا

حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاؒ زریں بخش دہلوی رحمتہ اللہ علیہ بروز آخری چہار شنبہ ۲۷ ماہِ صفر ۶۳۶ھ ہجری کو قصبہ بدایوں میں پیدا ہوئے، حضرت سیّد حسینی نسب [illegible] والد بزرگوار کا نام سیّد خواجہ احمدؒ ہے، حضرت کے جدِ امجد عرب شریف سے ہجرت فرما کر ہندوستان میں وارد ہوئے تھے۔ حضرت جب پانچ سال کے ہوئے تو والدِ بزرگوار کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ مالی حالت پہلے ہی تپلی تھی اور اب فقر و فاقہ سے گزر ہونے لگی، حضرت کی والدہ ماجدہ بی بی زلیخا رابعہ عصر تھیں، ان کی پرورش میں کمال احتیاط سے کام لیتیں انہیں اپنے ہاتھ سے کما کر کھلاتیں۔

Marfat.com

اور جب کبھی گھر میں کچھ نہ ہوتا تو ان سے فرماتیں کہ میاں نظام آج ہم اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، حضرت اس مژدہ سے بہت خوش ہوتے، گویا حضرت کی والدہ ماجدہ نے انہیں بچپن سے ہی زہد و تقویٰ میں یکتا کر دیا تھا، اس روحانی تربیت کے ساتھ حضرت کی والدہ ان کی تعلیم سے بھی غافل نہ تھیں، بلکہ مکتب میں انہیں بٹھا دیا جہاں انہوں نے ابتدائی علوم حاصل کئے۔

اور جب حضرت پچیس سال کے ہوئے تو والدہ ماجدہ کے ساتھ دہلی تشریف لے آئے، کہتے ہیں شروع شروع میں حضرت پرانے قلعہ کے قریب ایک شخص کی ڈیوڑھی میں رہتے تھے، چند سے ایک مکان کی چھت پر چھپر تلے بھی رہے۔ دہلی میں مولانا شمس خوارزمی کے علم و فضل کا چرچا تھا، حضرت نے ان کی خدمت میں رہ کر علوم دین کی تکمیل کی، حضرت ممدوح مولانا کی بہت عزت کرتے تھے مولانا بھی ان کی ذہانت کے قائل تھے اور سند فضیلت عطا کی۔

بیعت

صاحب اخبار الاخیار تحریر کرتے ہیں کہ حضرت ابھی بارہ برس کے تھے کہ ایک قوال ابوبکر نامی ان کے استاد کے پاس آیا، اس نے چند شعر اور یک قصیدہ شیخ بہاؤالدینؒ کا پڑھا اور حضرت شیخ کی

Marfat.com

بزرگی کی بہت تعریف کی اور کہا کہ وہ قصبہ اجودھن میں حضرت بابا صاحبؒ شیخ الشیوخ العالمؒ کے دربار میں بھی حاضری دے چکا ہے حضرت بابا صاحبؒ فرید عصر ہیں۔ قوال تو یہ باتیں کہہ کر چلا گیا، مگر حضرت ممدوح کے دل میں حضرت بابا صاحبؒ کی عظمت بیٹھ گئی، اٹھتے بیٹھتے بابا صاحبؒ کی طرف دھیان لگا رہتا، چنانچہ جب دہلی میں قیام فرمایا اور تحصیل علوم دین سے فارغ ہوئے تو اجودھن میں آئے۔ اور حضرت بابا صاحبؒ کی خدمت قدس میں حاضر ہوئے اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمائی۔ نیز ان کی خدمت میں عرض کیا کہ خادم ترک تعلیم کر کے اب نوافل میں مشغول ہونا چاہتا ہے اجازت مرحمت فرمائی جائے، حضرت بابا صاحب بولے "میں کسی کو تعلیم سے منع نہیں کرتا۔ کیونکہ کم علم درویش شیطان کے دھوکہ میں آجاتا ہے" تاہم یہ کچھ عرصہ حضرت بابا صاحبؒ کی خدمت میں رہے، حضرت بابا صاحبؒ نے ان کی پیشانی سے آثار بزرگی دیکھ کر انہیں خرقہ خلافت بھی عطا کیا اور فرمایا کہ آپ دہلی چلے جائیں۔

حضرت بابا صاحبؒ کے حضور میں اس مختصر قیام کا حضرت ان الفاظ میں نقشہ کھینچتے ہیں کہ جب میں اجودھن میں تھا حضرت شیخ پر بہت تنگی تھی، ایک خادم پانی لاتا اور ایک ایندھن اکٹھا کرتا۔

Marfat.com

ایک جنگل سے پھل کریہ لاتا اور ہیں اس پھل کو ابال کر حضرت شیخ کے روبرو لے جاتا، حضرت قبلہ اس طعام میں سے تھوڑا کھاتے اور باقی خادموں میں تقسیم فرما دیتے، حضرت لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے پھل کر میں نمک قرض لے کر ڈالا اور ایک پیالے میں نکال کر حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت شیخ رح نے دیکھتے ہی فرمایا اس میں شبہ ہے میں نہیں کھاؤں گا، یہ بہت متعجب ہوئے کیونکہ مولانا بدرالدین اسحاق رح اور شیخ جمال ہانسوی ایسے حضرت شیخ کے بزرگ خادم بازار سے سودا لاتے تھے اور یہ کھانا پکاتے تھے، ان کو حیرت میں گم پا کر حضرت شیخ رح نے فرمایا، درویش فاقہ سے مر جائیں گے مگر لذت نفس کے واسطے قرض نہیں لیں گے، اس لئے کہ قرض اور توکل میں زمین آسمان کا فاصلہ ہے۔

حضرت فرماتے ہیں کہ حضرت بابا صاحب رح اس وقت کمبل پر تشریف رکھتے تھے وہ انہیں عنایت کیا۔ اور دعا کی کہ تم ہرگز کسی کے محتاج نہ ہوگے۔ نیز نصیحت فرمائی، کہ دشمنوں کو خوش رکھنا، اور جس سے قرض لو اسے فوراً ادا کرنا۔ چنانچہ یہ دہلی چلے آئے اور شہر سے جنگل کے پاس آکر بس گئے، لوگوں نے حضرت کی آمد کا حال سنا تو حاضر ہو کر ہدایت پانے لگے، اور تھوڑے ہی عرصہ میں

Marfat.com

حضرت کی جائے قیام غیاث پورہ میں خاص آبادی اور رونق ہوگئی حضرت بھی اپنے پیر و مرشد حضرت باباصاحبؒ کی طرح اکثر صائم رہتے تھے۔ حضرت چونکہ سماع سنتے تھے، مگر بادشاہ غیاث الدین تغلق کو حضرت کا یہ فعل پسند نہ تھا، چنانچہ وہ حضرت کا دشمن ہو گیا اور چاہتا تھا کہ انہیں تنگ کرے کہ ایک خادم نے ملتان پہنچ کر حضرت شیخ رکن دین (جو نبیرہ شیخ بہاوالدین ذکریا کے تھے) کو حالات سے آگاہ کیا، وہ فوراً دہلی کے لئے روانہ ہو گئے، اور یہاں پہنچ کر حضرت کے ہاں قیام کیا۔ قوال جمع کئے، چنانچہ جب سماع شروع ہؤا حضرت کی حالت متغیر تھی، باربار محفل سے اٹھتے تھے اور حضرت شیخ رکن الدین انہیں آستین سے پکڑ کر بٹھاتے تھے، بعد اٹھنے محفل لوگوں نے حضرت شیخ رکن الدین صاحب سے استفسار کیا کہ آخر یوں حضرت کے بٹھانے میں کیا حکمت پوشیدہ تھی۔

فرمایا کہ جب حالت وجد میں پہلی بار کھڑے ہوئے تو ان کا قدم ساتویں آسمان پر تھا، میرا ہاتھ ان کی آستین تک نہ پہنچ سکا۔ جب یہ دوبارہ کھڑے ہوئے تو میں انہیں ہرگز نہ دیکھ سکا کہ حضرت کہاں گئے ہیں۔ یہ واقعہ بادشاہ نے سنا تو چپ ہو کر رہ گیا۔

Marfat.com

استغناء

شروع شروع میں جب حضرت غیاث پورہ میں تشریف فرما ہوئے تو حضرت کے ہاں بہت تنگی رہتی تھی اکثر فقراء اور طلباء کی فاقہ سے گزر ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت کی ایک ہمسائی نے جب ان کے فاقوں کا حال سُنا تو دن بھر کی مزدوری سے جو اس نے کمایا تھا اس کا آٹا لے کر حضرت کے پاس چلی آئی۔ حضرت نے خادم سے فرمایا کہ اس آٹے کو ہنڈیا میں ڈال کر پکاؤ شاید کسی مسافر کے کام آجائے۔ کہتے ہیں تھوڑی دیر کے بعد ایک درویش مسافر حضرت کے پاس آیا۔ اور بولا۔ کہ بھوکا ہوں کچھ کھانا ہو تو لائیے حضرت بولے "ذرا ٹھہرو کھانا ابھی تیار ہوتا ہے" درویش نے کہا ہنڈیا جیسی ہے میرے روبرو لے آؤ۔ حضرت اٹھے اور چولھے سے ہنڈیا اٹھا لائے۔ درویش نے کھولتی ہوئی ہنڈیا میں ہاتھ ڈال کر گرم گرم کھانا شروع کر دیا اور جب کھا چکا تو ہنڈیا کو اٹھا کر زمین پر دے مارا کہ وہ ٹوٹ گئی۔ بولا "نعمت باطنی تم نے بابا فریدؒ سے پائی تھی اور فاقہ ظاہری تمہارا ہم نے توڑ دیا" یہ کہہ کر وہ درویش غائب ہو گیا۔

کہتے ہیں کہ اس روز سے حضرت پر فتوحات کا دروازہ کھل گیا

Marfat.com

مگر حضرت اپنے پاس کوڑی نہ رکھتے تھے۔ جو آتا درویشوں میں بانٹ دیتے۔

ولایت

حضرت کے ہاں شاہی مصارف اور شاہانہ اہتمام تھا۔ بادشاہ نے جو حضرت سے حسد رکھتا تھا ایک روز اپنے مشیر قاضی محمد غزنوی سے پوچھا کہ حضرت کے ہاں آخر اتنا روپیہ کہاں سے آتا ہے "قاضی بھی جانتا تھا۔ بولا "آتا کہاں سے ہے یہی امرائے شاہی دیتے ہیں"۔ سلطان نے کہا اعلان کر دو کہ جو امیر حضرت کو کچھ دے گا اس کا وظیفہ بند کر دیا جائے گا۔ نیز خبردار ان کی محفل میں بھی آئندہ یہ لوگ شرکت نہ کرنے پائیں"۔ حضرت نے جب یہ سنا تو اقبالؒ سے فرمایا کہ آج سے دوگنا خرچ کیا جائے اور جو درکار ہو فلاں طاق سے بسم اللہ کہہ کر پڑھ کر نکال لیا کرو۔ چنانچہ جب شاہانہ اخراجات بدستور دیکھے اور سُنے گئے تو بادشاہ نے نوکروں سے کہا کہ وہ خفیہ طور پر اس بھید کا پتہ چلائیں۔ کچھ دنوں کے بعد جب انہوں نے حضرت کی کرامت سے بادشاہ کو آگاہ کیا تو بادشاہ بہت شرمندہ ہوا۔

بادشاہ نے ایک روز حضرت کو کہلوا بھیجا کہ شیخ رکن الدین ہر سال ملتان سے میری ملاقات کو آتے ہیں، اور آپ دہلی میں رہتے

Marfat.com

ہوئے کبھی حاضر نہیں ہوئے" حضرت نے قاصد کو فرمایا کہ فقروں کی یہ عادت نہیں کہ امراء کے ہاں جائیں، لہذا وہ مجھے معاف رکھیں"، بادشاہ نے یہ جواب سنا تو غصہ سے جل بھن گیا، خادم کو دوبارہ بھیجا کہ اُن سے کہو بادشاہ کے حکم کی تعمیل کریں"

حضرت نے شیخ علی منجری شاہ کو بادشاہ کے مرشد ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بھیجا کہ وہ بادشاہ کو سمجھائیں کہ فقیروں کے ستانے میں اس کا ہی نقصان ہوگا، لیکن شیخ ضیاء الدین صاحب کا اگلے روز انتقال ہوگیا۔ بادشاہ بھی تقریب فاتحہ میں شریک ہوئے۔ ادھر حضرت بھی وہاں موجود تھے۔ مگر انہوں نے بادشاہ کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ آخر اس نے کہلوا کر بھیجا کہ حضرت میرے ہاں کبھی کبھار ہی آجایا کریں، حضرت نے سن کر فرمایا "انشاءاللہ" جس سے بادشاہ کو یہ غلط فہمی ہو گئی کہ اب حضرت اس کے پاس ضرور آئیں گے۔ آخر ایک روز بعد انتظار بادشاہ بوکھلا کر بولا:۔ ان سے کہو کہ آج شام کو میرے ہاں آئیں ورنہ ٹھیک نہ ہوگا" لوگوں نے حضرت کی خدمت میں بادشاہ کی خفگی کا ذکر کیا، مگر حضرت اپنے فیصلہ پر قائم رہے۔ اور بادشاہ اسی رات قتل ہوا۔ خس کم جہاں پاک۔

کہتے ہیں جب بادشاہ حضرت کو دربار میں نہ بلا سکا تو اس نے

Marfat.com

خود حضرت کے دولتکدہ پہ حاضر ہونے کے لئے اجازت طلب کی مگر حضرت نے اُسے یہ کہلوا کر بھیج دیا کہ میرے گھر کے دو دروازے ہیں اگر بادشاہ میرے ہاں ایک دروازہ سے داخل ہو گا تو میں دوسرے دروازے سے باہر نکل جاؤں گا ——!

دریا دلی

حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ حضرت کے بہت چہیتے خادم اور مصاحب تھے۔ کہتے ہیں ان کے سوا کسی کو حضرت کے حجرہ میں رات کے وقت جانے کی اجازت نہ تھی، یہ وہاں جاتے اور دن بھر کے حالات حضرت کے گوش گزار کرتے، دن بھر بادشاہ کی مصاحبت یا کاروبار سوداگری میں مصروف رہتے، اور رات کو حضرت کے ہاں شب باش ہوتے۔

حضرت کی دریا دلی کا یہ عالم تھا کہ کوئی بھی حاجتمند حضرت کے دروازہ سے خالی نہ جاتا تھا، اسی سبب حضرت کو زری بخش کے لقب سے بھی پکارا جاتا ہے۔

کہتے ہیں ایک مرتبہ ایک ضرورت مند حاضر خدمت ہو کر سوالی ہوا، حضرت کے پاس اس وقت دینے لائق کوئی چیز موجود نہ تھی۔ فرمایا میرے جوتے لے جاؤ۔ حاجتمند نے جوتا اٹھا لیا۔ راستے

Marfat.com

میں ایک سرائے میں ٹھہرا۔ وہیں کہیں حضرت امیر خسروؒ بھی تشریف رکھتے تھے، دوست کی خوشبو پا کر کوٹھڑی سے نکلے اور سرائے میں تلاش کرنے لگے، آخر اس شخص کے پاس آئے اور فرمایا تمہارے پاس کیا چیز ہے۔ وہ بولا۔ "یہ جوتے کا جوڑا ہے" امیر خسروؒ بولے۔ یہ مجھے دے دو اور میری کوٹھڑی میں جس قدر سامان تجارت بھرا ہے سب لے جاؤ" حاجتمند کی باچھیں کھل گئیں۔ جوتے حضرت امیر صاحب کے سپرد کئے اور ان کا اسباب و سامان لے کر خوشی خوشی وطن کو چلا گیا۔ حضرت امیر خسروؒ حضرت قبلہ کے جوتے سر پہ رکھے خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے، اور قدم بوس ہو کر جوتے حضرت کے قدموں میں رکھ دئیے۔

محبوبِ الٰہی

حضرت بو علی قلندرؒ پانی پتی حضرت کے ہم عصر تھے۔ کہتے ہیں ایک مرتبہ ایک شخص حضرت قبلہ کے ہاں حاضر ہؤا۔ رات کا وقت تھا اس نے دیکھا کہ حضرت کے مکان کی چھت کھلی ہے، اور اس میں سے نور کی لپٹیں آسمان سے آ اور جا رہی ہیں۔ وہ مکان کے اندر داخل ہؤا تو اس نے دیکھا کہ پر تکلف فرش پہ ایک دلہن اپنے دولہا کے پاس بیٹھی ہے۔ وہ شخص ڈر کر فوراً باہر نکل آیا کہ شاید غلطی

Marfat.com

سے کسی مالدار کے گھر میں گھس گیا ہے۔ وہ اس نظارہ سے اس قدر خائف ہوا کہ اس نے سیدھا پانی پت میں عاشق الہٰی حضرت بو علی قلندرؒ کی بارگاہ میں پہنچ کر دم لیا۔ فرمایا کہاں سے اور کیسے آئے ہو؟ مسافر نے رات کا واقعہ گوش گزار کیا۔ حضرت قلندر بہت مسرور ہوئے۔ اور فرمایا "پھر کہو وہاں تم نے کیا دیکھا؟" چنانچہ وہ کہتا تھا اور حضرت دوبارہ سہ بارہ اس سے کہلواتے تھے۔ اور حاضرین سے فرمایا کہ اس کی آنکھیں چوم لو۔ اس نے حضرت محبوب الہٰیؒ کی محبوبیت کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ سبحان اللہ حضرت قلندرؒ حضرت کی محبوبیّت کی تصدیق فرما رہے ہیں۔"

وصال شریف

حضرت کا وصال شریف نوّے یا اکانوے سال کے بعد ۱۸ ربیع الاول ۷۲۵ھ ہجری میں ہوا۔ کہتے ہیں جب حضرت کا جنازہ جا رہا تھا تو سر راہ ایک عورت بیٹھی حضرت امیر خسرو کی غزل گا رہی تھی اور یہ شعر نوکِ زبان تھا۔

اے تماشہ گاہ عالم روئے تُست
تو کجا بہر تماشا میروی

وہ سوز سے گا رہی تھی ادھر حضرت قبلہ کا ہاتھ مبارک کفن سے

Marfat.com

باہر نکل آیا اور جب میّت شریف جائے فرار کے قریب پہنچی تو وہ ہاتھ کفن کے اندر رہ گیا۔

کہتے ہیں کہ حضرت امیر خسرو حضرت محبوب الٰہی کی رحلت کے وقت دہلی میں موجود نہ تھے اور جب لوٹ کر آئے تو جدائی محبوب کی روح فرسا خبر سن کر دروازے میں گر پڑے اور یہ شعر فرمایا ؎

گوری سوئے سیج پر مکھ پر ڈالے کیس
چل خسرو گھر اپنے سانجھ بھی چہوند یس

حضرت کے مزار شریف کے احاطے کی چوکھٹ پر یہ مصرعہ کندہ ہے۔

ع - شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

اور اندر کے دروازے پر علامہ اقبال رح کے اشعار ایک لوح پر درج ہیں جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

فرشتے پڑھتے ہیں جس کو وہ نام ہے تیرا
بڑی جناب ہے تیری فیض عام ہے تیرا

حضرت ممدوح کے احاطے میں ایک بہت بڑی باؤلی بھی ہے جسے حضرت قبلہ نے اپنی نگرانی میں تعمیر کرایا تھا۔ کہتے ہیں اس کا پانی اب بھی کئی امراض کا دفعیہ ہے؛ سبحان اللہ!

حضرت مخلوق پر بے حد مہربان تھے، اس لئے سلطان جی کے محبت

Marfat.com

بھرے نام سے بھی یاد کیئے جاتے ہیں۔ دہلی والے تو خاص طور پہ حضرت کو اسی نام سے خطاب کرتے ہیں، فقراء اور مساکین کا ہجوم جس قدر حضرت محبوب الٰہیؒ کے دروازے پہ دیکھا ہے، اس کی مثال حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمتہ کے دروازے کے سوا اور کہیں دیکھنے میں نہیں آتی۔ اب بھی ہر جمعرات کو وہاں زائرین کا میلہ لگا رہتا ہے۔ تقسیم ملک سے پہلے تو وہاں بڑی رونق ہوتی تھی۔ شاید اب کچھ کم ہو کیونکہ حضرت کے شیدائی دہلی والوں کی بڑی تعداد پاکستان میں چلی آئی ہے۔

Marfat.com

عاشقِ الٰہیؒ

Marfat.com

بچپن

عاشق الہٰی حضرت مخدوم سید علاوالدین علی احمد صابر رح غوث الاعظم
حضرت خواجہ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رح کی اولاد میں سے
ہیں۔ ۵۹۲ھ ہجری میں پیدا ہوئے حضرت کے والد بزرگوار کا نام
سید شاہ عبدالرحیم تھا۔ حضرت کی والدہ ماجدہ فرید الملت والدین
شیخ الشیوخ عالم حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رح کی ہمشیرہ تھیں۔
حضرت علی احمد صابر رح مادر زاد ولی تھے۔ خاموشی اور صبر و قناعت کے
آثار ان سے بچپنے ہی سے ظاہر ہوتے تھے۔ ایک روز دودھ پیتے اور
ایک روز صائم رہتے۔ کہتے ہیں جب یہ چار سال کے ہوئے تو ان کی
زبان سے پہلے پہل جو کلمہ نکلا۔ وہ "لاموجود الا اللہ" تھا۔ پانچ برس کی

Marfat.com

عمر میں یتیم ہو گئے۔ سات برس کی عمر میں حضرت کی والدہ ماجدہ انہیں حضرت بابا صاحبؒ کے پاس پاکپتن شریف لے آئیں۔ حضرت بابا صاحبؒ ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ جب ذرا سیانے ہوئے تو تحصیل علم میں لگ گئے۔ ظاہری علوم کی تحصیل کے ساتھ ساتھ حضرت قبلہ رحؒ سے باطنی تربیت بھی لے رہے تھے اور مجاہدہ، مشاغلہ، ترک طعام اور رات کے قیام میں بہت جلد مشاق ہو گئے۔ حضرت بابا صاحب قبلہ کے لنگر کی تقسیم کا کام حضرت کے سپرد تھا کہتے ہیں یہ تقسیم طعام کے وقت حجرہ سے باہر نکلتے اور فارغ ہو کر پھر حجرے میں جا بیٹھتے۔

بیعت

جب ہر طرح طاق ہو گئے تو حضرت بابا صاحب قبلہؒ نے بیعت سے مشرف فرمایا۔ روایت ہے کہ بیعت کے بعد حضرت دو سال حجرہ میں معتکف رہے۔ اور حجرہ سے باہر قدم نہ رکھا۔ کثرت عبادت و ریاضت کی وجہ سے اکثر جذب و سکر میں رہتے۔ دنیا سے کنارہ کش ہو کر گوشہ تنہائی کو محبوب رکھتے۔ حضرت کی والدہ ماجدہ نے انہیں بصد مشکل شادی پر آمادہ کیا۔ مگر دلہن کو پہلی ہی شب نگاہ شعلہ بار سے جلا کر راکھ کر دیا ـــــ اور کئی روز حجرہ سے باہر نہ نکلے۔

Marfat.com

کلیر شریف

۱۸۲۵ھ ہجری میں حضرت بابا صاحب قبلہؒ نے انہیں خلافت کی سند دے کر کلیر شریف بھیج دیا۔ طبیعت میں اس قدر استغراق تھا کہ ہر وقت ذات وحدت کے تصور میں محو رہتے تھے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ حضرت نگاہوں سے بجلیاں گراتے رہتے تھے۔ اور زبان سے جو فرماتے تھے۔ وہ ہو جاتا تھا کیونکہ یہ عشق الٰہی کا خاصہ ہے کہ جس کسی کے دل میں اس کی آگ سلگتی ہے۔ اس کے دل سے اللہ کے سوا ہر چیز کو جلا ڈالتی ہے۔ اور سالک کی زبان میں صفاتِ الٰہیہ کی سی تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔ کہتے ہیں حضرت جب کلیر شریف میں پہنچے۔ تو ایک بڑھیا کے جھونپڑے میں قیام فرمایا۔ جامع مسجد میں نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ جب امامت کے مصلّے پہ قدم رکھا تو علما ظاہری نے حضرت کے لباس پر اعتراض کیا۔ حضرت مصلے سے ہٹ کر صف میں ہو گئے۔ جب معترضین نے وہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا تو یہ اور پیچھے ہٹ گئے۔ حتّٰی کہ مسجد سے باہر تشریف لے آئے۔ اور جب لوگ رکوع میں گئے تو حضرت جو اس وقت بوجہ جلال و غصہ بے تاب ہو رہے تھے مسجد سے مخاطب ہو کر بولے۔ "اے مسجد تو بھی رکوع میں جا۔" یہ کہنا تھا کہ مسجد کی چھت بیٹھ گئی۔ ایک روایت ہے کہ اس شہر کے لوگ ان کی ولایت کے

Marfat.com

انکاری تھے اور درپے اذیت تھے۔ کہ حضرت کی برق چشم کا شکار ہو گئے اور نہ صرف مسجد تلے دب کر مرگئے۔ بلکہ حضرت کے "جلال و غضب" نے پورے شہر کو جلا ڈالا۔ اس قیامت میں صرف وہ جھونپڑا سلامت رہا۔ جس میں حضرت بڑھیا کے ساتھ رہتے تھے۔ اس واقعہ کے بعد شہر سے نکل کر دور ایک گولر کے پیڑ کے نیچے جا کر بیٹھ گئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ حضرت گولر کی ٹہنی پکڑ کر چودہ سال بغیر کھائے پیئے جلوۂ شہود میں مستغرق کھڑے رہے۔ آخر کار حضرت بابا صاحب قبلہؒ نے ایک خادم خواجہ شمس الدین ترکؒ کو ان کے پاس بھیجا۔ جب حضرت ترکؒ تشریف لائے تو انہیں حضرت کے کارناموں سے آگاہ ہو کر ان کے قریب جانے کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ تاہم اللہ کا نام لے کر "عاشق الٰہی" سے متصل ہوئے۔ ممدوح نے استغراق سے چونک کر فرمایا۔ "کون ہے؟"

"شمس الدین ترک جناب کا خادم"

فرمایا — "آئے ہو تو ہمارے روبرو نہ آنا۔ جو کام کرنا ہو عقب سے انجام دینا" چنانچہ کہتے ہیں کہ حضرت خواجہؒ کا جب تک وہاں قیام رہا وہ حضرت کے روبرو نہ ہوتے تھے۔ پہلے روز افطار کے وقت خواجہؒ نے کچھ گولر دھو کر پیالہ میں رکھے۔ اور عقب سے ہاتھ

Marfat.com

بڑھا کر بولے۔ افطار کا وقت ہو گیا ہے کچھ کھا لیجئے۔" حضرت علی احمد صابرؒ نے فرمایا۔ "اللہ کھانے پینے سے پاک ہے۔"

حضرت خواجہ بولے۔ "بیشک ــــ مگر بندے کو یہ بات کب زیب دیتی ہے کہ وہ اپنے مالک کی ریس کرے ــــ اللہ اللہ ہے اور بندہ بندہ۔"

حضرت علی احمد صابر رح استغراق سے سر اٹھا کر بولے۔ "تم درست کہتے ہو۔ واقعی بندہ بندہ ہے اور اللہ اللہ ــــ اللہ کھانے پینے سے آزاد ہے۔" حضرت نے چند دانے گولہ کے نوش فرمائے۔ اس روز کے بعد ہمیشہ افطار کے وقت کچھ کھا پی لیتے ــــ مگر طبیعت بدستور مائل بہ جلال تھی۔ حضرت خواجہ کو جب کبھی پکارتے اور وہ کسی کام میں مشغول ہوتے اور تعمیل ارشاد میں لمحہ بھر کی بھی تاخیر ہو جاتی تو بجوش غضب سے فرماتے۔ "شمس الدین کیا اندھے ہو گئے ہو۔" کہتے ہیں اسی ساعت حضرت خواجہ کی آنکھیں چلی جاتیں اور وہ راستہ ہاتھوں سے ٹٹولنے لگتے۔ اور زبان سے کہتے "حضرت کیا کہوں میری تو آنکھیں چلی گئیں۔" حضرت کا جوش قدرے ٹھنڈا ہوتا اور باری تعالیٰ سے فرماتے۔ "یا اللہ میرا تو ایک ہی شمس ہے۔ اسے آنکھیں دیدے۔ روایت ہے وہ فی الفور بینا ہو جاتے، اور دن بھر میں یہ

Marfat.com

"کھیل" کئی مرتبہ ہوتا حضرت جس قدر جلال میں جلد آجاتے تھے، رحم و کرم کی طرف بھی فوراً پلٹ آتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت باباصاحب قبلہ رح کے قوال حسن نامی حضرت کے پاس آئے اور انعام کے خواہاں ہوئے۔ حضرت نے ہنڈیا میں سے چند گولے لئے۔ اور ان کے حوالے کئے۔ حسن بہت بھنبھنائے اور جی ہی جی میں بولے کہ میں تو کچھ اور سمجھ کر آیا تھا۔ خیر یہ گولے حضرت باباصاحب قبلہ رح کو جا کر دکھاؤں گا۔ اور کہوں گا کہ آپ کے صابر رح نے یہ انعام دیا ہے۔ چنانچہ جب وہ لوٹ کر آئے تو گولے حضرت قبلہ رح کی خدمت میں گذارے۔ نیز احوال سے آگاہ کیا۔ اور کہا کہ جب حضور کا نام ان سے لیا تو کہا تھا "میرے شیخ اچھے ہیں"۔ حضرت باباصاحب قبلہ رح مسکرائے۔ گولے خود بھی کھائے اور حاضرین کو بھی تقسیم کئے۔ اور زبان مبارک سے فرمایا "الحمد للہ کہ آج سے میں شیخ ہوا" حاضرین میں سے ایک نے کہا حضرت پہلے کیا شیخ نہیں تھے آپ" حضرت نے فرمایا۔ "وہ کہنے والا صابر نہ تھا" گویا حضرت علی احمد صابر رح کی بزرگی کے شیخ الشیوخ بھی قائل تھے

حضرت محبوب الٰہی سلطان نظام الدین رح کے ہم عصر تھے۔ ممدوح بھی حضرت کے جلیل القدر خلیفہ تھے اور دہلی میں اقامت پذیر

Marfat.com

تھے۔ اور کلیر کی سرزمین میں حضرت علی احمد صابرؒ کی روحانیت کا سکہ چلتا تھا۔ یہ تصوف میں عشق الٰہی کا بلند مقام رکھتے تھے۔ حضرت نے اپنی زندگی میں کسی کو بیعت نہیں کیا۔ آخر عمر میں خادم خاص شمس الدین ترک کو خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ اور پانی پت بھیج دیا۔ گویا حضرت نے ایک خواجہ ہی کو بیعت فرمایا تھا اور خلافت کی نعمت بھی انہیں عطا کی۔

وصال شریف

حضرت علی احمد صابرؒ کا وصال شریف ۱۳ ربیع الاول ۶۹۰ھ ہجری میں ہوا۔ ایک روایت سے تاریخ وفات جانِ گنج شکر ہے۔ حضرت کلیر شریف ہی کی زمین میں دفن ہوئے۔ کہتے ہیں شروع میں چند غیر مسلموں نے حضرت کے مزار شریف کے پاس مندر بنانا چاہا۔ مگر ابھی تعمیر جاری تھی کہ ایک "شیر" آن پہنچا اور بہتوں کو ہلاک کیا۔ جو زندہ رہے وہ بھاگ گئے۔ اس طرح مندر کی تجویز خاک میں مل گئی۔ اسی طرح ایک سادھو نے حضرت کی قبر کو مسمار کرنا چاہا کہ غضب میں گرفتار ہوا اور جہنم واصل ہوا ——

ابتداء میں عرس کے موقع پر لوگ حضرت کے مزار پر قیام کرتے ہوئے گھبراتے تھے۔ کیونکہ حضرت کے مزار پاک سے گاہے گاہے

Marfat.com

غضب کے شرارے اب بھی نکلتے تھے ——— کہتے ہیں یہ کیفیت ایک عرصہ تک رہی کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ عبدالقدوس گنگوہیؒ مزار پاک پر حاضر ہوئے۔ ابھی دور ہی تھے کہ مزار پاک سے بجلی کی چمک نے پیشوائی کی ——— عاجزانہ درخواست کی کہ غلام زیارت کا مشتاق ہے آگے جیسے حضور کی مرضی" اس روز سے بجلی کا لپکنا بند ہو گیا۔

حضرت کا حجرہ شریف (واقعہ پاکپٹن) جہاں حضرت نے زندگی کے ابتدائی ایام بسر فرمائے تھے۔ کہتے ہیں حضرت کی "جلالیت" کی تاثیر اس میں اب تک پائی جاتی ہے کہ اب بھی لوگ اس کے اندر قیام کرتے ہوئے گھبراتے ہیں۔

حضرت کی بزرگی اور انوار تجلیات کے مظاہرے موصوف کے وصال کے بعد سے اب تک ممدوح کے مزار شریف سے باربار ظہور میں آتے رہتے ہیں۔ اور اکثر زائرین حضرت کے فیضان کے معترف ہیں۔ اور ان کا بیان ہے کہ حضرت کا آستانہ پر فیضان سرمدی کا دریا بہہ رہا ہے۔ کہ معمولی سے معمولی زائر بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ آخر کیوں نہ ہو۔ حضرت علی احمد صابرؒ معرفت کے سمندر کے غواص تھے اور عشق الٰہی میں

Marfat.com

فنا فی الذات کا بلند مقام رکھتے تھے۔ اب حضرتؒ کا مدفن پاک ان برکات کا مرکز ہے۔ وہ جنگل میں واقع ہے۔ مگر شاید ہی کوئی شخص وہاں تنہائی محسوس کرتا ہو۔ لوگ ہر سال آپ کا عرس بڑی دھوم دھام سے مناتے ہیں۔

Marfat.com

مردِ قلندرؒ

Marfat.com

پیدائش

حضرت شیخ شرف الدین بُو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ ۶۰۵ھ ہجری میں مقام پانی پت تولد ہوئے۔ حضرت قلندرؒ کا سلسلہ نسب سولہ واسطوں سے حضرت امام عالم امام اعظمؒ سے ملتا ہے۔ بُو علی کُنیت کی وجہ تسمیہ یہ بتائی جاتی ہے کہ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک مرتبہ ان کے منہ میں لعاب دہن ڈالا تھا۔ اسی روز سے ممدوح اوصافِ ولایت سے متصف ہوئے۔ حضرت کو بچپنے ہی سے علم دین سیکھنے کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ حضرت نے متواتر چالیس سال دہلی اور اس کے گرد و نواح کے علماء کی صحبت میں رہ کر اسے حاصل کیا اور قصبہ مہرولی (قطب صاحب) کی مشہور تاریخی مسجد "قوت الاسلامؒ" (جس کے

اب چند ستون کھڑے ہیں وہاں کئی سال لوگوں کو درس و تدریس دیتے رہے۔

ریاضت

ایک روز منبر پہ کھڑے وعظ فرماتے تھے کہ ایک فقیر قریب آکر بولا "شرف الدین کب تک قیل و قال میں پھنسے رہو گے۔ تمہیں خدا نے کس کام کے لئے پیدا کیا ہے" فقیر تو یہ کہہ کر چلتا ہوا۔ مگر ان کے دل میں "حال" کی چنگاریاں سلگنے لگیں اور حق سبحانہ و تعالیٰ کی محبت اس قدر دامنگیر ہوئی کہ پڑھنے پڑھانے کے شغل کو چھوڑ کر "رہبر کامل" کو ڈھونڈنے لگے۔ گو حضرت "قطب الاقطاب" کی مردم خیز زمین میں اس جوہر کی کمی نہ تھی۔ کیونکہ حضرت قطب الاقطابؒ کی ان کے حال پہ بڑی نوازشات تھیں۔ مزید انوار سے ان پہ پہ در پہ روحانی تجلیات کی بارش ہوتی تھی۔ تاہم ایک بزرگ حضرت شیخ شہاب الدینؒ جو حضرت قطب الاقطاب کے خلفا میں سے تھے کے ہاتھ پہ بیعت ہوئے۔ اور سست و بیخود ہو کر جنگل و بیاباں میں پھرنے لگے اور عشق الٰہی سے مغلوب ہو کر دہلی کے متصل وزیر آباد گاؤں کے قریب (اس جگہ ایک مسجد اور گنبد اب تک کھڑا ہے۔ کہتے ہیں یہ دونوں عمارتیں محمد تغلق نے بنوائی تھیں) دریائے "جمنا" میں بارہ برس کھڑے رہے۔ طویل عرصہ پانی میں رہنے سے حضرت

کی پنڈلیاں گل گئی تھیں۔ اور مچھلیوں نے گوشت نوچ لیا تھا۔ کہتے ہیں انہی ایام میں حضرت خواجہ خضرؑ کی ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ اور حضرت غیب سے یہ ندا بھی سنتے تھے کہ ہم نے تمہاری عبادت قبول کی۔ مانگو کیا مانگتے ہو ــــ فرمایا مجھے تیرے سوا کچھ درکار نہیں ــــ اللہ اللہ کیسی بے غرض عبادت تھی کہ اللہ سے "اللہ کے سوا کچھ درکار نہ تھا"۔ اس قدر حضرت کو اس قدر استغراق ہوا کہ رہے سہے ہوش بھی جاتے رہے۔ اور اسی محویت میں کیا دیکھتے ہیں کہ کوئی انہیں گود میں لے کر پانی سے باہر نکال لایا ہے۔ حضرت کی سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی ملاقات بھی اسی وقت ہوئی تھی۔

اس واقعہ کے بعد حضرت زندگی بھر مست الست رہے۔ گھومتے پھرتے پانی پت میں تشریف لائے۔ چونکہ مجذوب تھے۔ سر کے بالوں کے ساتھ ڈاڑھی اور مونچھیں بھی بہت بڑھ گئی تھیں۔ علماء ظاہر میں معترض ہوئے۔ کہتے ہیں مولانا ضیاء الدین نامی نے تو انہیں پکڑ کر قینچی سے اُن کی لبیں شرع کے مطابق درست کرنی چاہیں۔ جب بال کٹ گئے تو ہاتھ میں لے کر مسکرائے اور فرمایا الحمد للہ کہ آج شریعت محمدی کے ہاتھ پکڑی ہوئی ہے ــــ حالانکہ مجذوب پر شریعت کا نفوذ نہیں۔ مگر کیف و مستی کے باوجود حضرت کو شریعت کا کس قدر احترام تھا کہ اس کی

Marfat.com

تعمیل پر (خواہ جبراً ہی سہی) بہت مسرور ہوئے۔

اسی طرح ایک مرتبہ نماز کے لئے لوگ انہیں پکڑ کر مسجد میں لے گئے یہ چلائے کہ میں "زن حائضہ ہوں اور اس پر نماز واجب نہیں ہے مگر لوگ ان کی کب سنتے تھے۔ جب یہ نیت باندھ کر کھڑے ہوئے تو فوراً ہر موئے تن سے خون بہنے لگا۔ سلام پھیر کر بولے "دیکھ لو میں نہ کہتا تھا کہ زن حائضہ ہوں مجھے مسجد میں لے کر نہ جاؤ"

سلطان علاؤ الدین خلجی کا زمانہ تھا۔ دہلی میں حضرت محبوب الٰہیؒ روحانی سلطنت کے حکمران تھے اور پانی پت میں حضرت قلندرؒ کا ڈنکا بج رہا تھا۔ سلطان نے چاہا کہ حضرت کی خدمت میں کچھ تحائف بھیجے مگر امراء میں سے حضرت والا کی خدمت میں ان کے جذب کی وجہ سے حاضر ہونے سے سبھی گھبراتے تھے۔ آخر قرعہ حضرت امیر خسروؒ کے نام پڑا، چونکہ یہ مشائخ کی صحبتوں میں شرکت فرماتے تھے، اس لئے شاہی پیغام لے کر ممدوح کی خدمت میں پہنچے اور نذر پیش کی۔ فرمایا "اگر خسروؒ کا ذم بیچ میں نہ ہوتا تو اس مال کو ہرگز قبول نہ کرتے"۔ اور بادشاہ کے پیغام کے جواب میں یہ لکھوایا کہ علاؤ الدین قطلہ دار کو دہلی میں اس لئے اللہ پاک نے بٹھایا ہے کہ وہ بندگان خدا کے ساتھ بھلائی سے پیش آئے۔

جب حضرت امیر صاحبؒ اس جواب کو لے کر بادشاہ کے پاس آئے۔

Marfat.com

تو بعض درباریوں اور حواریوں نے حضرت قلندر کے الفاظ پر کڑی نکتہ چینی اور تنقید کی اور کہا کہ یہ تحریر بادشاہ کی شان کے سراسر خلاف ہے۔ کیونکہ بادشاہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کا نائب ہوتا ہے۔ اور رعایا پر اس کا احترام واجب ہے۔ مگر علاؤالدین پر ان باتوں کا کچھ اثر نہ ہوا بلکہ ان لوگوں کو ڈانٹا اور کہا کہ حضرت قلندر کا مجھے قطب دار لکھنا بھی مجھ غریب پر بڑی عنایت ہے۔

کرامات

حضرت قلندر کی بزرگانہ زندگی کا بڑا حصہ جذب و سکر میں گذرا ہے اس عالم میں بھی ممدوح سے ایسی ایسی کرامات ظہور میں آتی تھیں کہ لوگ دنگ رہ جاتے تھے بلکہ ان کی چند ایک کرامات تو زمانہ طالب علمی اور معلمی کی بھی بہت مشہور ہیں۔

کہتے ہیں قصبہ مہروی میں ایک مرتبہ اہالیان کو مکھیوں نے بہت ستایا۔ چند معززین حضرت قلندر رح کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مکھیوں کی شکایت کی۔ حضرت نے فرمایا یہ تو خدا کی مخلوق ہے۔ ہم اور آپ ان کا کیا علاج کر سکتے ہیں۔ آخر جب ان لوگوں نے بہت اصرار کیا تو حضرت نے ایک پرزہ کاغذ پر مکھیوں کے نام یہ پروانہ لکھا کہ اے مکھیو! اس شہر سے نکل جاؤ ــــــ لوگوں سے فرمایا کہ اسے

Marfat.com

شہر کے دروازے پر چسپاں کر دو۔ چنانچہ اس "حکم" کے ملتے ہی مکھیاں شہر سے نکل گئیں۔ مگر چند ہی روز کے بعد وہ پھر ان کے پاس آئے اور کہا کہ شہر میں ہیضہ کی وبا پھوٹ پڑی ہے۔ کوئی چارہ کیجئے ——

حضرت نے مسکرا کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں حکمت پوشیدہ ہوتی ہے ـــ اس نے کسی مخلوق کو بلاوجہ پیدا نہیں کیا۔ نیز فرمایا میرا پہلا لکھا ہوا کاغذ دروازے سے اتار دیں۔ چنانچہ اس حکم کے اترتے ہی مکھیاں پھر شہر میں چلی آئیں اور چند یوم بعد ہیضہ کی وبا بھی شہر سے جاتی رہی۔

پانی پت میں حضرت کا کھانا جس خادم کے ہاں پکتا تھا وہ ایک مرتبہ کہیں باہر چلا گیا۔ اور حضرت کا کھانا جو عموماً دہی اور پکا ہوا گوشت ہوتا تھا) لے جانے کا کام اپنے لڑکے کے سپرد کیا۔ خادم کا معمول تھا کہ حضرت پیالے میں جو پس خوردہ چھوڑتے وہ اسے کنوئیں میں ڈال دیتا۔ اس لڑکے کا ان آداب سے کوئی واقفیت نہ تھی۔ حضرت کو کھانا کھلانے کے بعد پس خوردہ کو دیکھ کر اس کا جی للچایا کہ اسے ناحق کنوئیں میں کیوں ڈالوں۔ لاؤ اسے ابھی ختم کئے دیتا ہوں ایک بوٹی منہ میں ڈالی تھی کہ اس کی حالت غیر ہو گئی۔ جلدی جلدی گھر پہنچا اور دھڑام سے فرش پر گر پڑا۔ ماں نے بیٹے کو یوں مردہ پڑے

ہوئے دیکھا تو سر پیٹ کر رونے لگی۔ اس کا میاں بھی شام کو پلٹ کر آگیا تھا۔ ایک ہی نظر میں سارا معاملہ تاڑ گیا — بیوی سے کھانا پکانے کو کہا۔ لڑکے کو کاندھے پر ڈالا اور پیالہ اس کے ہاتھوں میں دے کر خود سہارا دیا اور فوراً حضرت ممدوح کی خدمت میں پہنچ گیا۔ حضرت نے آہٹ پاکر اُسے پکارا اور کھانا طلب کیا مگر وہ چپ چاپ کھڑا تھا۔ حضرت نے پلٹ کر فرمایا "ہاتھ بڑھا کر پیالہ کیوں نہیں دیتے" اسی وقت لڑکے کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر پیالہ حضرت کے روبرو پیش کر دیا —!

حضرت گرمیوں کے موسم میں عموماً ایک پیڑ کے نیچے بیٹھتے تھے ایک روز ایک گوجری دہی کا مٹکا سر پر رکھے ہوئے یہ صدا لگاتی ہوئی گزری "لے لو دہی" حضرت کو اس کی آواز بھا گئی۔ بولے "دہی دے دو" وہ تنک کر بولی "خبر ہے اس کے کیا دام ہیں — سونے کا ایک ٹکا —" فرمایا۔ ہم دیں گے ایک ٹکا" ہاتھ ران پر مارا۔ اور ٹکا اس کے ہاتھ میں دے کر بولے ٹکا بھی دیا اور دہی بھی لے جاؤ" گوجری سوچنے لگی یہ کیسا فقیر ہے — خیر گھر چلی آئی۔ اب تو ہر روز فقیر کے پاس سے گزرنے لگی۔ اور اور فقیر موج میں سونے کا ٹکا ہر روز اسے دینے لگا۔ گوجری کے

دن پھر گئے۔ ایک روز اس کے خاوند نے کہا کہ فقیر کے در سے ٹکے کے بدلے لڑکا مانگنا۔ گوجری نے حضرت کی خدمت میں عرض گذاری۔ فرمایا تھا کل اپنی سہیلیوں کو بھی لے آنا ـــــ سب کو لڑکے ملیں گے! گوجری نے سہیلیوں سے ذکر کیا۔ بعض اُن کی خواہشمند بھی تھیں۔ اور بعض محض سیر دیکھنے کے لئے اس کے ساتھ ہولیں۔ حضرت نے منہ سے پان کا اگال نکالا اور گوجری سے فرمایا کہ تھوڑا تھوڑا سب سہیلیوں کو بانٹ دو۔ اوروں نے تو جھٹ منہ میں ڈال لیا۔ مگر ایک بڑی نٹ کھٹ تھی۔ اس نے اگال کو حقارت سے پھینک دیا۔ اور چلی گئی ـــــ وقت معیّنہ پر سب سہیلیوں کو اللہ تعالیٰ نے فقیر کی دُعا سے لڑکوں سے نوازا۔ اب تو اس محرومی پر نٹ کھٹ بڑی گھبرائی اور فوراً فقیر کے دربار میں پہنچی۔ اسے اداس پا کر فرمایا "تو کیوں گھبراتی ہے۔ جا اسی جگہ پر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھ جہاں تو نے اگال کو پھینکا تھا۔ وہ ڈرتی اور لجاتی ہوئی پتھر کے پاس گئی۔ خدا کی شان وہاں ایک لڑکا لیٹا لیٹا انگوٹھا چوس رہا تھا۔ نٹ کھٹ نے جھٹ اُسے گود میں لے لیا ـــــ

وصال

حضرتؒ کی وفات ۷۲۴ھ ہجری میں مقام بوڈہ کھیڑا (کرنال) میں ہوئی۔ مگر حضرت کا مدفن پاک پانی پت میں ہے۔ مشہور روایت ہے کہ کرنال والے انہیں بوڈہ کھیڑا میں دفن کرنا چاہتے تھے۔ مگر وہ حضرتؒ کی میّت نہ اٹھا سکے۔ آخر پانی پت والے کامیاب ہو گئے۔ حضرت کا مدفن چہار دیواری کے اندر مسجد کے کشادہ صحن کے ایک کونے میں تعمیر ہے۔ ڈیوڑھی پر اونچے بڑے بڑے دروازے ہیں۔ جہاں چند مادر زاد برہنہ مجذوب پڑے رہتے ہیں۔ مالی کا کچا پھل، کٹمارا ان کی خوراک ہے۔ بات چیت نہیں کرتے اگر کوئی دم کے لئے کہے تو ہاتھ اٹھا دیتے ہیں۔ — گذشتہ فسادات میں شاید یہ لوگ بھی وہاں سے نکل گئے ہوں گے یا رہتے ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب

جذب و مستی کی حالت میں حضرت کی زبان مبارک سے عارفانہ کلام کے ایسے ایسے جوہر نکلتے تھے کہ جنہیں لوگ آج بھی سن کر سر دھنتے ہیں۔ دیوان اور رباعیات او مثنوی بو علی قلندرؒ کے نام سے حضرت کی بعض کتب آج بھی بازار میں بک رہی ہیں۔

کہتے ہیں حضرت کے مکتوبات شریف کا ایک مجموعہ بھی تھا۔ جو انہوں نے اختیار الدین نامی ایک مرید کو وقتاً فوقتاً لکھوائے تھے۔

Marfat.com

چراغ ولایت

Marfat.com

آغاز

حضرت خواجہ شیخ نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلی کا اصلی وطن اودھ ہے۔ والدِ بزرگوار کا نام سید یحییٰ تھا۔ حضرت حسنی نسب تھے۔ پہلے پہل حضرت کے دادا سیّد عبد اللطیف لاہور میں آکر اقامت پذیر ہوئے تھے۔ بعد ازاں اودھ میں آباد ہو گئے۔ سیّد ہونے کی وجہ سے حضرت کا خاندان عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ جب حضرت نو برس کے ہوئے تو والدِ بزرگوار رحلت فرما گئے۔ حضرت کی والدہ ماجدہ نیک دل خاتون تھیں۔ حضرت کی تعلیم میں بہت کوشش فرمائیں۔ بہ شروع میں حضرت حضرت مولانا عبد الکریم شیروانی کے زیرِ تعلیم رہے۔ ان کی رحلت کے بعد مولانا افتخار الدین گیلانی سے علومِ ظاہری حاصل کئے۔ یہ ہر دو بزرگ

Marfat.com

اپنے وقت کے جید عالم سمجھے جاتے تھے۔

کہتے ہیں چھٹپنے ہی سے حضرت کی روشن پیشانی سے بزرگی کے آثار جھلکتے تھے۔ اکثر صائم رہتے اور نماز باجماعت ادا کرتے۔ سات برس ایک درویش کامل کی صحبت میں رہے اور عبادت و ریاضت و مجاہدہ میں طاق ہو گئے۔ چالیس برس کی عمر میں دہلی میں تشریف لائے۔ اور سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی سلطان نظام الدینؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چالیس سال کی عبادت رنگ لائی۔ حضرت محبوب الٰہیؒ نے خدمتِ خاص سے نوازا۔ حضرت بھی شب و روز پیرو مرشد کی خدمت میں رہنے لگے۔ ان دنوں حضرت سلطان المشائخؒ موضع کیلوکھڑی میں دریا کے کنارے ایک بالاخانے میں عبادت میں مصروف رہا کرتے تھے۔ اور اس جگہ حضرت مخدومؒ کے سوا کوئی دوسرا خادم نہ جا سکتا تھا۔

کہتے ہیں اس قیام کے دوران میں ایک مرتبہ ملتان سے چند درویش حضرت پیر و مرشد کے پاس آ کر ٹھہرے۔ صبح ایک درویش نہانے کے لئے دریا میں اترا کہ کسی شخص نے ان کے کپڑے اٹھا لئے وہ بیچارہ غل مچاتا ہوا آیا۔ حضرت مخدومؒ نے جب اسے برہنہ دیکھا تو جھٹ اپنے کپڑے اتار کر دیئے اور فرمایا کہ انہیں پہن کر خاموشی سے

Marfat.com

چلے جاؤ۔ کیونکہ اس وقت میرے پیر و مرشد عبادت میں مشغول ہیں۔ اور تمہارے شور و غل سے ان کے معمول میں فرق آنے کا احتمال ہے۔

سلطان المشائخ محبوب الٰہیؒ نورِ باطن سے یہ معاملہ دیکھ رہے تھے۔ بعد نمازِ چاشت حضرت مخدوم رح کو بلا کر کمال مہربانی سے پوشاک خاص سے نوازا۔ حضرت کی ہمشیرہ اودھ میں رہتی تھیں۔ یہ اکثر ان کی ملاقات کو تشریف لے جاتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت امیر خسروؒ کے توسل سے دربارِ عالیہ میں معروض ہوئے کہ قیام اودھ میں بوجہ ہجوم خلقت ذکر و شغل میں خلل ہوتا ہے۔ اجازت ہو تو جنگل میں جا بسوں؟ حضرت محبوب الٰہی نے امیر صاحب کو فرمایا کہ ان سے کہو کہ تمہیں خلقت ہی میں رہنا چاہیئے۔ ان کے بوجھ جفا اٹھانے ہوں گے۔ اور مکافات کے بدلے عطا کرنی ہوگی۔

حضرت ممدوح نے مخدوم صاحبؒ کو خود بھی طلب فرمایا اور اس ارادہ سے باز رہنے کی تاکید فرمائی۔ نیز فرمایا کہ جب ہم اجودھن میں حضرت بابا صاحب کی خدمت میں رہتے تھے۔ طالب علمی کے زمانہ کا ہمارا ایک دوست وہاں آیا۔ اور ہمارے پھٹے کپڑے دیکھ کر بولا "تمہارا یہ کیا حال ہو گیا ہے۔ اگر معلّمی بھی کرتے۔ تب بھی تنگی سے گذر نہ ہوتی" ہم نے اسے کچھ جواب نہ دیا جب بابا صاحبؒ کے روبرو گئے۔ ہمیں دیکھ

Marfat.com

کہ فرمایا "اگر کوئی تمہارا یار آکر کہے کہ تم نے اپنا یہ حال کیا بنا رکھا ہے۔ اور تمہیں معلمی کا مشورہ دے تب تم اسے کیا کہوگے؟ میں نے عرض کیا "جو حضور فرمائیں"۔ انہوں نے یہ ارشاد فرمایا ؎

نہ ہمری تو مرا خویش گیر د برو!
ترا سعادت باد مرا نگونساری

اور فرمایا کہ خوان کھائے گا؟ میں خاموش تھا۔ بولے "اچھا اٹھا لاؤ" جب میں خوان لے کر آیا تو فرمایا کہ یہ اپنے دوست کے پاس لے جاؤ۔ چنانچہ ہم اُسے دوست کے روبرو لے کر آئے وہ دیکھ کر بولا۔ "تمہیں یہ صحبت مبارک ہو"۔ حضرت مخدومؒ پاس واقعہ کا بہت اثر ہوا ہر طرح کے خیالات سے کنارہ کش ہو کر عبادت و ریاضت میں لگ گئے۔

زہد و اتقا

حضرت کے اتقا کا یہ عالم تھا کہ سماع جو سلسلہ عالیہ چشتیہ میں مستعمل ہے۔ سازوں کے ساتھ سننے سے پرہیز فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ لوگوں نے حضرت کے پیرو مرشد سے ان کی شکایت بھی کی۔ حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا کہ ان کا اتقا بڑھا ہوا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت کے ایک پیر بھائی شیخ برہان الدین غریب رح کا کلاہ جو حضرت پیرو مرشد کا عطیہ تھا۔

Marfat.com

کھو گیا۔ بہت غمگین ہوئے۔ شیخ بولے بھائی اداس ہونے کی ضرورت نہیں۔ آج تمہیں کلاہ کے ساتھ اور عمدہ عطیہ بھی ملے گا۔ چنانچہ اسی روز انہیں حضرت محبوب الٰہی کے دربار سے مقفلے عطا ہوا جس میں سے ایک گٹھری بر آمد ہوئی۔ کھول کر دیکھا تو اس میں گم شدہ کلاہ رکھا تھا۔

بعد رحلت حضرت سلطان المشائخ خلافت عظمیٰ کا تاج حضرت مخدوم رح کے سر پر رکھا گیا۔

کہتے ہیں حضرت پیر و مرشد کی طرح ممدوح بھی سلاطین وقت کے ہاں تشریف جانے سے گریز کرتے تھے۔ ایک مرتبہ محمد تغلق نے حضرت کے اتقا کو جانچنے کے لئے ایک دعوت کا اہتمام کیا اور انہیں بلوا بھیجا حضرت نور باطن سے اصل واقعہ سے آگاہ ہوئے۔ اور دعوت قبول فرمائی۔ چنانچہ جب تشریف لائے تو ان کے روبرو سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا چنا گیا۔ سلطان کا خیال تھا کہ اگر شیخ نے ان برتنوں میں کھایا تو شرعی حیلہ سے انہیں پکڑیں گے۔ اور اگر کھانے سے انکار کیا تو بادشاہ کی توہین تصور کی جائے گی اور شیخ تب بھی موجب سزا ہوں گے۔ حضرت مخدوم رح پر سلطان کی ہر چال منکشف تھی۔ حضرت نے برتن میں سے کھانا لے کر ہاتھ میں رکھا۔ اور پھر

Marfat.com

نوش فرمایا۔ مخالفین اپنا سامنہ لے کر رہ گئے۔

جب رخصت ہونے لگے تو سلطان نے مزید امتحان کے لئے دو توڑے اشرفیوں اور دو تھان پارچہ پیش کئے۔ حضرت نے مطلق التفات نہ فرمایا۔ اور کھڑے ہو گئے۔ بادشاہ کے ایک وزیر جو حضرت سلطان المشائخ کے خادم تھے۔ اور یہ سب دیکھ رہے تھے۔ آگے بڑھے اور بادشاہ کے تحائف اٹھا کر حضرت مخدومؒ کے خدام کے حوالے کئے۔ اور حضرت مخدوم کے جوتے اپنے کپڑوں سے جھاڑ کر حضرت کے روبرو واخترا"مار کھدئے۔ بادشاہ بھی یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ وزیر سے خفا ہو کر بولا "یہ تم نے کیا حرکت کی"؟ خواجہ نظام الدین وزیر بولے "یہ میرے لئے باعث فخر ہے۔ کہ حضرت مخدوم کے جوتوں کو اپنے سر کا تاج بناؤں۔ آپ اگر مجھے قتل بھی کرنا چاہیں۔ تو جان حاضر ہے"

اس برجستہ جواب سے سلطان بہت تلملایا۔ مگر گھونٹ پی کر رہ گیا۔

علم و حکمت

حضرت مخدومؒ علم و فضل میں بھی ہمعصر بزرگوں میں ایک امتیازی درجہ رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت کے روبرو کسی نے یہ مسئلہ کہ "خلق اللہ آدم علی صورتہ" سے کیا مراد ہے۔ پیش کیا۔ حضرت نے فرمایا

Marfat.com

کہ اللہ تعالٰے نے حضرت آدم علیہ السلام کو جس قدو قامت صورت و ہیبت کے ساتھ پہلے روز پیدا کیا تھا وہ اسی شکل پر رہے برخلاف اس کے کہ آدمی پہلے بچہ، جوان اور آخر میں بوڑھا ہوتا ہے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو ان تبدیلیوں سے نہیں گذرنا پڑا۔ "علی صورتہ" سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ نعوذ باللہ خداوند تعالٰے نے آدم علیہ السلام کو اپنی شکل و صورت پر پیدا کیا۔ حق سبحانہ و تعالٰی تو شکل و صورت سے پاک ہے۔

حضرت محمد قدسؒ کی مجلس میں ہمیشہ علم و حکمت کی باتیں ہوتی تھیں۔ ایک روز ارشاد فرمایا کہ درویش کے لئے سب سے عمدہ اور افضل توبہ اس وقت سمجھی جائے گی۔ جبکہ توبہ کرنے والا جس کام سے توبہ کرے پھر اس کے پاس نہ پھٹکے۔

فرمایا کہ راہ سلوک میں توبہ اس وقت درست ہوتی ہے کہ تائب اگر مٹی کو چھوئے تو سونا ہو جائے۔

فرمایا کہ انسان کی اصلی زندگی وہی ہے جو یادِ حق میں گذرے اور جو دم یادِ الٰہی کے بغیر گذرتا ہے۔ وہ مردہ ہے۔ پس یادِ حق سے غافل نہیں رہنا چاہیئے۔ ہر وقت اور ہر مقام میں اللہ تعالٰی کو یاد رکھنا چاہیئے۔ فرمایا کہ عبادت میں حلاوت کم کھانے اور رات

Marfat.com

کو جاگنے سے حاصل ہوتی ہے۔ دو روٹیوں کی بھوک ہو تو ایک روٹی کھائے۔ بسیار خوری سے وجود میں غفلت اور سستی پیدا ہوتی ہے۔ فرمایا کہ حکمت بھوکے دل میں پیدا ہوتی ہے۔

فرمایا اس بات سے بڑھ کر کوئی چیز افضل نہیں کہ کسی کے دل کو راحت پہنچائی جائے۔ فرمایا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ خدا کی راہ میں ایک روٹی دینا بہتر ہے یا سو رکعت نماز ادا کرنی بہتر ہے۔ نیز دریافت کیا کہ مسلمان بھائیوں کی حاجت پوری کرنا بہتر ہے یا سو رکعت نماز ادا کرنا افضل ہے۔ حضور صلعم نے ارشاد فرمایا کہ خدا کی راہ میں ایک روٹی دینا اور بھائیوں کی حاجت کو پورا کرنا بہتر ہے۔

وصال

حضرت مخدوم کی طبیعت میں رحم و کرم بہت تھا۔ ایک مرتبہ کوئی حضرت کے حجرہ میں گھس کر ان کے کپڑے چرا کر لے گیا۔ حضرت خاموش رہے۔ ایک روز مراقبہ میں سر جھکائے بیٹھے تھے۔ کہ "تراب نامی" قلندر جو حضرت سے بغض رکھتا تھا چھرا لئے چلا آیا۔ حضرت منہ کے بل گر پڑے وہ سمجھا کہ حضرت جاں بحق ہو گئے

Marfat.com

چنانچہ وہ بھاگ نکلا۔ مگر خدام نے پیچھا کر کے اسے پکڑ لیا۔ اور حضرت کے روبرو لائے۔ چاہا کہ اسے کیئے کی سزا دیں۔ کہ حضرت مخدومؒ نے ہاتھ سے منع فرمایا۔ اور اسے کچھ دے کر رخصت کیا۔ خدام سے فرمایا کہ کیا عجب کہ اس کام میں اس کے ہاتھوں کو تکلیف ہوئی ہو۔ اس جان لیوا حادثہ کے بعد حضرت مخدومؒ گو کچھ عرصہ زندہ رہے۔ مگر سخت گھائل ہونے سے اور خون کے اخراج کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئے تھے۔ کہ آخر کار اس دنیا سے چل بسے حضرت ۱۸ رمضان المبارک ۷۵۷ھ ہجری کو جمعہ کے روز بوقت شب اللہ تعالیٰ سے واصل ہوئے۔

مدفن پاک

حضرت مخدومؒ کا مزار پاک چراغ دہلی (نزد شہر دہلی) میں واقع ہے۔ یہ موضع حضرت ہی کے نام سے منسوب ہوتا ہے۔ حضرت کو اپنے گاؤں والے کیا ہندو کیا مسلمان سب سے بہت محبت تھی۔ اور اس محبت کا ثبوت حضرت اکثر بعد رحلت بھی دیتے رہے۔ کہتے ہیں ایک مرتبہ جواہر سنگھ جاٹ نے دہلی کو لوٹا اور مضافات کو بھی تخت و تاراج کیا۔ تو چراغ دہلی کے ایک برہمن نے سوچا کہ اس لوٹ مار میں ممکن ہے ان کا گاؤں بھی برباد ہو جائے۔ لہٰذا وہ کیوں نہ حضرت

Marfat.com

مخدومؒ کے آستانہ پہ حاضر ہو کر فریاد کرے۔ کہ حضرت اس آفت سے ہمیں بچا لو۔ چنانچہ وہ نہا دھو کر آستانہ عالیہ پر حاضر ہؤا۔ اور ہاتھ جوڑ کر معروض ہؤا ـــــ رات کو اس برہمن نے دیکھا۔ کہ حضرت اسے فرما رہے ہیں۔ کہ تم مکان کا دروازہ بند کر کے اندر دلجمعی سے بیٹھے رہو۔ جو بھی ادھر کا رخ کرے گا۔ اندھا ہو جائے گا۔ ایک دوروز جب لٹیرے گاؤں میں داخل ہوئے تو گاؤں آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ جب دُور جاتے تو نظر آتا۔ مگر قریب آنے سے پھر کچھ سوجھائی نہ دیتا۔ لوگوں سے پوچھ گچھ کی۔ تو پتہ چلا کہ یہ موضع حضرت مخدومؒ کا مسکن ہے۔ اور یہ بات انہی کی برکت سے ظہور میں آرہی ہے۔ چنانچہ وہ لوگ تائب ہوئے۔ اور شیرینی لے کر حضرت کے آستانہ عالیہ پہ حاضر ہوئے۔

کہتے ہیں غدر کے ایام میں بھی لوگوں نے اس برہمن کے خاندان کے ایک فرد سے یہی التجا کی۔ چنانچہ وہ بھی اپنے پردادا کی طرح نہا دھو کر آستانہ عالیہ پہ حاضر ہو کر معروض ہؤا کہ حضرت ہمیں انگریز کی پکڑ سے بچائیو۔ انگریز جو "باغیوں" کی ٹوہ میں چاروں طرف گھوم رہے تھے۔ سُنا ہے اس گاؤں میں داخل نہ ہوئے۔ اور وہ لوگ اُن کے ظلم وستم سے محفوظ رہے۔

کہتے ہیں سلسلہ عالیہ چشتیہ کے تحائف؛ جو ولایت کے انتقال

Marfat.com

کے وقت بزرگانِ عظام ایک دوسرے کو سونپتے تھے۔ حضرت مخدومؒ نے وہ چیزیں اپنے ساتھ ہی دفن کرنے کا حکم فرمایا۔ اور ان کے جانشین حضرت سید محمد گیسو درازؒ جب بعد وصال حضرت مخدومؒ حاضر ہوئے۔ تو ممدوح کی ٹوٹی کھاٹ کا چوکھٹا خرنہ سمجھ کر گلے میں ڈال لیا اور تشریف لے گئے۔ کہتے ہیں۔ وہ جہاں جہاں سے گزرتے راستے میں "بان" کے ٹکڑے تقسیم کرتے جاتے۔ اور یہی رسیاں عوام کے لئے خیر و برکت کا موجب ہوئیں۔ لوگ انہیں چاؤ سے لیتے اور بصد احترام آنکھوں سے لگاتے۔

Marfat.com

بندہ نوازؒ

Marfat.com

ابتداء

حضرت سید محمد نام، ۷۲۱ھ ہجری میں بمقام دہلی پیدا ہوئے حضرت کے والد بزرگوار کا نام سید یوسف حسینی تھا۔ حضرت کے مورثِ اعلیٰ ہرات سے دہلی آئے تھے حضرت کا شجرہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔ عوام و خواص میں **گیسو دراز** کے نام سے مشہور ہیں۔ جس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ حضرت جب اپنے پیر و مرشد کے حضور میں رہتے تھے۔ وہاں محمدؐ نام کے ایک اور صاحب بھی تھے چونکہ ان کے سر کے بال بڑھے ہوئے تھے۔ اس لئے حضرت قبلہ و کعبہ نے دونوں خادموں میں امتیاز کے لئے انہیں یہ لقب عطا فرمایا تھا۔

Marfat.com

گیسو دراز لقب کی ایک وجہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت دوسرے خدام کی ہمراہی میں حضرت پیر و مرشد کی پالکی اٹھائے جاتے تھے کہ معاً آپ کے لمبے بال پالکی کے بانس کی زد میں آگئے۔ مگر حضرت نے اس خیال سے اُف تک نہ کی کہ اُن کے کاندھا بدلنے میں پیر و مرشد کو تکلیف ہوگی۔ اگرچہ بالوں سے خون ٹپک رہا تھا۔ جب پیر و مرشد کو اس محبت و عقیدت کی خبر ہوئی۔ تو ــــ بہت خوش ہوئے۔ اور انہیں گیسو دراز کے نام سے سرفراز فرمایا۔ اور ذیل کا شعر بے ساختہ ارشاد فرمایا ؎

ہر کہ مُرید سیّد گیسو دراز شد
واللہ خلاف نیست او عشق باز شد

حضرت خواجہ بچپن ہی سے دینی شغف رکھتے تھے۔ ابھی کمسن تھے کہ ہم عمر بچے ان کے رُوبرو مودب بیٹھتے اور ان کے وضو کے لئے پانی کا برتن بھر کر لاتے۔ کہتے ہیں حضرت کے والد بزرگوار کو حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رح سے بڑی عقیدت تھی۔ ان کی زبانی حضرت محبوب الٰہی کی بزرگی کا ذکر سنتے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ سے ایک عقیدت سی پیدا ہوگئی۔ جب پندرہ برس کے ہوئے تو حضرت خواجہ نصیر الدین روشن چراغ دہلی رح کا شہرہ کان میں پڑا۔ ملاقات

Marfat.com

کے لئے بے چین ہو گئے۔ ایک روز جامع مسجد میں نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ نگاہیں بے اختیار حضرت خواجہ کے رُخ روشن پر پڑیں۔ عشق حقیقی کی آگ بھڑک اٹھی۔ اور خود کو حضرت خواجہ کے روبرو بیعت کے لئے پیش کر دیا۔

کہتے ہیں ابتدا میں یہ حضرت پیرو مرشد کے پاس گاہے گاہے جاتے تھے۔ پھر بھی حضرت ممدوح کمال شفقت سے پیش آتے۔ اور انہیں عبادت و ریاضت کی تلقین فرماتے۔ جسے یہ گرہ میں باندھ لیتے۔ جو موصوف فرماتے یہ پورا عمل کرتے۔ حضرت کو تحصیل علم کا بڑا شوق تھا۔ علم کی تکمیل کے لئے مولانا شرف الدین کیتھلی، مولانا تاج الدین اور قاضی عبدالمقتدر ایسے علماء کی صحبت میں بھی رہے اور ان سے متعدد کتابیں پڑھیں اور انیس برس کی عمر میں کامل ہو گئے ادھر حضرت خواجہ کی نوازشات کی بارش بدستور تھی۔ اکثر فرماتے کہ انہیں دیکھ کر مجھے اپنی جوانی کے واقعات یاد آجاتے ہیں۔

کاملیت

حضرت اس عمر میں اکثر جنگلوں میں جا کر مجاہدہ کیا کرتے تھے اور جب فرصت ملتی تو حضرت پیرو مرشد کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ کہتے ہیں شغل عبادت و ریاضت کے ساتھ ساتھ انہوں نے

Marfat.com

حضرت پیر و مرشد کی خدمت جس خلوص اور تن دہی سے کی ہے اس کی مثال ذرا مشکل سے ملے گی۔ دن ہو یا رات حضرت موصوف کو وضو کراتے، طالبان کو تعلیم دیتے اور رات کو حضرت ممدوح کے حجرہ کے آگے وضو کا پانی لئے ذکر میں مشغول رہتے اور حضرت قبلہ کے حکم کے بھی منتظر رہتے۔ چنانچہ اسی ایثار اور خدمت کا نتیجہ تھا کہ حضرت روشن چراغ دہلیؒ نے انہیں جواں عمری ہی میں اس قابل بنا دیا تھا کہ اچھے اچھے ولی انہیں دیکھ کر کہتے تھے کہ اس شخص نے کتنی چھوٹی عمر میں کاملیت کا مقام حاصل کر لیا ہے۔

جب ان کے پیر و مرشد کا وصال ہوا تو یہ دہلی میں موجود تھے بعض کہتے ہیں کہ یہ حاضر تھے، واپسی پر حضرت ممدوح کے پلنگ کی ڈوریوں کو خرقہ سمجھ کر گلے میں ڈال لیا کہتے ہیں انہیں تلقین و ارشاد کی اجازت ممدوح نے اپنی زندگی میں دے دی تھی چنانچہ بعد رحلت پیر و مرشد لوگ ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے۔

حضرت کے کشف کا یہ عالم تھا کہ ان کے ایک پیر بھائی کے داماد ایک مرتبہ خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ حضرت ہاتھ میں پنکھا لئے تخت پر جلوہ افروز تھے۔ سر پہ عمامہ تھا۔ ملاقاتی نے جی میں سوچا کہ صاحب نعمت ہوئے تو مجھے عمامہ اور پنکھا عنایت کریں گے۔

Marfat.com

حضرت نور باطن سے اس کے عندیہ سے آگاہ ہوئے۔ اور فرمایا بڑی مشکل ہے کہ اگر کوئی اظہار کرامت کرے۔ تو بغداد کے اس بازی گر کے گدھے کی مانند ہے جو بھرے مجمع میں چور کو تلاش کر لیتا تھا۔ اور اگر خاموش رہے تو لوگ اُسے بے نعمت کہیں"۔ یہ کہہ کہ انہیں عمامہ اور پنکھا دے دیا ـــــ اور وہ دل میں بہت خفیف ہوئے۔

کشف و کرامات

دہلی میں تقریباً نصف صدی قیام کے بعد تیمور کے حملے کے زمانے میں حضرت دکن چلے گئے۔ کہتے ہیں حضرت نے یہ سفر پیادہ پا طے کیا تھا۔ جہاں جہاں سے گذرتے۔ دین حق کی روشنی پھیلاتے جاتے تھے۔ اور سینکڑوں مشرکوں کو راہ راست پہ لائے ـــــ حضرت سے اس سفر میں بے شمار کرامات ظہور میں آئیں۔ جنہیں کافر اور مشرک دیکھتے اور اسلام میں داخل ہوتے جاتے تھے۔ دوران سفر ہی کا ایک واقعہ ہے۔ کہ ایک بڑا مہنت جو حضرت کے ہاتھ پہ مشرف با اسلام ہوا تھا۔ از راہ عقیدت اس نے ممدوح کی خدمت میں ناریل پیش کیا۔ جس میں کیمیا تھی اور بولا کہ یہ کیمیا انہیں زندگی بھر کو کافی ہو گی۔ وہ اسے قبول فرمائیں ـــــ" حضرت نے اُسے اٹھا کہ دور پانی میں پھینک دیا۔ اور فرمایا" کہ ہم ان چیزوں پہ

Marfat.com

بھروسہ نہیں کرتے بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ وہ معبود حقیقی ہماری ضروریات کا بھی کفیل ہے" مہنت نے جو نگاہ اٹھا کر دیکھا۔ تو دور تک دریا کا پانی جہاں سے ناریل بہتا جا رہا تھا۔ سنہرا دکھائی ——— دے رہا تھا۔ حالانکہ اس کے اندر "کیمیا" بالکل ناکافی تھی۔ حضرت کی اس کرامت سے اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور اسلام کے لئے بے پناہ محبت دل میں اُمڈ آئی۔

حضرتؒ کے اِس سفر کی ایک اور کرامت بھی بہت مشہور ہے کہ ایک جوگی شعبدہ بازیوں سے دُور دُور تک مشہور تھا۔ حضرت نے جب اُسے اسلام کی دعوت دی۔ تو اس نے نہ صرف ان سے باقاعدہ بحث کی بلکہ اپنے مذہب کی عظمت ثابت کرنے کے لئے انہیں بہشت سے میوہ لانے کی خوشخبری بھی دی۔ چنانچہ وہ حضرت کے دیکھتے دیکھتے ایک پرندہ بن کر اڑ گیا۔ مگر بہشت میں پہنچنا تو درکنار، راستے ہی میں ایک باز نے اسے گھیر لیا۔ اب وہ گھبرا کر جو نیچے اترتا ہے۔ تو حضرت کے ہاتھ میں وہ میوہ پہلے ہی سے موجود ہوتا ہے۔ جوگی بہت شرمندہ ہوا حضرت نے فرمایا کہ جوگی صاحب بہشت کا دروازہ ہر شخص کے لئے نہیں کھلا بلکہ وہ تو صرف ایمان والوں کے لئے ہے جو حضور نبی کریم سرکار

Marfat.com

دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاتے ہیں۔

کہتے ہیں جوگی نے تائب ہو کر اسی گھڑی اسلام قبول کر لیا۔ اور حضرت کی توجہ سے ولیوں میں شامل ہوا۔

حضرت جب گلبرگہ شریف کے قریب پہنچے تو بادشاہ فیروز شاہ بہمنی حضرت کی آمد کا حال سُن کر امراء کے ساتھ استقبال کے لئے حاضر ہوا۔ اور انہیں بصد احترام گلبرگہ میں لایا۔ حضرت اس کی تواضع مدارات سے بہت خوش ہوئے۔ اور اس کی درازی عمر کے لئے دعا کی۔

سلطان فیروز شاہ کا جانشین احمد شاہ بہمنی بھی حضرت کی بیحد تعظیم کرتا تھا۔ کہتے ہیں اس کی تخت نشینی کے لئے حضرت نے دعا فرمائی تھی۔ احمد شاہ نے ان کی رہائش کے لئے عالی شان عمارت بنوائی اور درویشوں کے لئے چند دیہات بھی وقف کئے گلبرگہ اور اس کے گرد و نواح کی مخلوق حضرت کی گرویدہ تھی۔ بلکہ دکن بھر کے لوگ ممدوح سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ اور ان کی یہ عقیدت آج تک قائم ہے۔ وہ لوگ آج بھی حضرت کے آستانہ عالیہ سے گہری عقیدت رکھتے ہیں۔

حضرت خواجہ گیسو دراز رہ شریعت کے بڑے پابند تھے۔ ہمیشہ

Marfat.com

نماز باجماعت ادا کرتے اور لوگوں کو باجماعت پڑھنے کی ہدایت فرماتے۔ اور خود عمر بھر اپنے پیر و مرشد کے بتائے ہوئے معمول پر قائم رہے۔

حضرت کو سماع سے بھی شغف تھا۔ پہلے سازوں کے ساتھ سنتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت کے پیر و مرشد نے فرمایا۔ کہ "مزامیر" (سازوں) کے ساتھ سماع نہ سنا کریں واضح ہو کہ حضرت کے پیر و مرشد خود بھی سماع میں یہ احتیاط ملحوظ رکھتے تھے، چنانچہ اس کے بعد حضرت بھی سازوں کے بغیر سماع سنتے تھے۔ حضرت صاحب اولاد تھے۔ دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں رکھتے تھے۔ دونوں صاحبزادے صاحب ارشاد ہوئے ہیں۔ افسوس کہ بڑے صاحبزادے سید محمد اکبر ان کی حیات ہی میں رحلت فرما گئے۔

وصال

حضرت کی عمر سو برس سے اوپر ہوئی ہے۔ تاریخ وصال ۱۶ ذیقعدہ ۸۲۵ھ ہجری ہے۔ سلطان احمد شاہ نے حضرت کے مزار پر شاندار گنبد تعمیر کیا۔ جس کی خوبصورتی آج تک قائم ہے حضرت کو بندہ نواز کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ حضرت

Marfat.com

بے حد رحم دل اور سخی تھے۔ حاجت مندوں پہ حضرت کے انعام و
اکرام چونکہ غیر معمولی ہوتے تھے۔ اس لئے از راہِ عقیدت لوگ
انہیں اس نام سے پکارنے لگے ـــــ حضرت کے دادا پیروں
میں غریب نواز کا لقب صرف حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری
رحمتہ اللہ علیہ کو ملا تھا۔ جن کی غربا پروری کے واقعات ان کی
حیات میں بچہ بچہ کی زبان پہ تھے۔ اور آج بھی لوگ ان کے آستانہ
عالیہ سے جھولیاں بھر رہے ہیں۔ اسی طرح حضرت خواجہ بندہ نواز
بھی مخلوق پہ مہربان تھے۔ چنانچہ ان کی مہربانیاں بعد وصال
بھی ظہور میں آتی رہتی ہیں ؎ ع سدا نام رہے اللہ کا!

Marfat.com

شاہِ ولایت

Marfat.com

آغاز

حضرت شیخ شمس الدین ترک رح بانی پتی کا سلسلہ نسب حضرت امام حنیفہؓ سے ملتا ہے۔ حضرت خواجہ احمد یسوی رح کی اولاد میں سے تھے۔ ترکستان کے باشندے تھے۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رح کے بہت معتقد تھے۔ عالم جوانی میں ہندوستان میں وارد ہوئے۔ اور حضرت بابا صاحب رح کی بارگاہ میں پہنچ گئے، عشق صادق تھا، جذبۂ شوق تھوڑے ہی عرصہ میں رنگ لایا، حضرت بابا صاحب کی عنایات سے جلد کاملین میں شمار ہونے لگے۔ کہتے ہیں حضرت بابا صاحب رح نے انہیں خرقۂ خلافت بھی عطا کیا تھا۔ جب حضرت بابا صاحب رح کے حکم سے حضرت صابر رح کلیر شریف میں اقامت پذیر

Marfat.com

ہوئے اور باشندگانِ کلیر شریف نے حضرت علی صابرؒ سے بدسلوکی کی اور حضرت کے شعلہ جلالیت نے شہر کو جلا کر راکھ کر دیا۔ تو حضرت بابا صاحبؒ نے انہیں حضرت علی صابرؒ کی خدمت میں روانہ کیا تاکہ اس مردِ قلندرؒ کا غصہ فرو ہو۔ حضرت شیخ رحؒ اس اہم اور کٹھن کام پر اللہ کا نام لے کر روانہ ہو گئے۔ اور حضرت علی صابرؒ کے مزاج میں کچھ اس طرح داخل ہوئے کہ حضرت موصوف انہیں ایک لمحہ کے لئے بھی جدا نہ کرتے تھے۔ اور زندگی میں صرف انہیں کو اپنا خلیفہ اور محرمِ راز بنایا۔ اور ان کی ولایت میں جو کسر تھی وہ پوری کر دی۔ اور جب حضرت موصوف رحؒ کی رحلت کا وقت قریب ہوا تو انہیں ارشاد فرمایا کہ میرے وصال کے بعد اس جگہ پر تین روز سے زیادہ نہ ٹھہریئے گا۔ بلکہ پانی پت کو مسکن بنائیے گا۔ انہوں نے عرض کیا کہ وہاں تو حضرت قلندر صاحبؒ تشریف فرما ہیں۔ ایسی جگہ ان کی دال کیا گلے گی۔ ارشاد ہوا کوئی بات نہیں ان کی مدت ختم ہوا چاہتی ہے۔

خرقۂ درویشی

روایت ہے کہ حضرت مخدوم علی صابر رحؒ کے وصال کے بعد حضرت شیخ کلیر شریف سے تین یوم کے بعد چلے گئے اور بادشاہ

Marfat.com

غیاث الدین بلبن کے ہاں ملازم ہو گئے تاکہ لوگ ان کے حال سے آگاہ نہ ہو سکیں۔

کہتے ہیں ایک مرتبہ سلطان فوج کے ساتھ ایک میدان میں فروکش تھا۔ دشمن کی چالوں کے آگے اسلامی لشکر کی ایک نہ چلتی تھی۔ سلطان اسی فکر میں حیران رات کو خیمہ گاہ کے گرد چکر کاٹ رہا تھا۔ ادھر سلطان کا خادم خاص بادشاہ کے وضو کے لئے پانی گرم کرنے کی خاطر آگ کی تلاش میں تھا۔ اس نے دیکھا کہ سامنے ایک خیمہ سے روشنی پھوٹ رہی ہے۔ چنانچہ جب قریب آیا تو اُس نے دیکھا حضرت شیخ دیا جلا کر تلاوت فرما رہے ہیں۔ بادشاہ کے خادم کو دیکھ کر فرمایا "آگ چاہتا ہے"؟ تھوڑے نے بجھے ہوئے کوئلے اٹھائے اور چراغ کی لو سے سُلگا کر اس کے حوالے کئے۔ جس سے بادشاہ کے لئے پانی گرم کیا گیا۔ صبح کے وقت مشک لے کر حضرت کے خیمہ کے پاس (جہاں پانی کا تالاب بھی تھا) پہنچا۔ حضرت وہاں پر وضو فرما رہے تھے۔ سقہ پانی بھر کر لوٹ آیا۔ مشک کا پانی گرم تھا۔ سقہ بہت متعجب ہوا۔ کیونکہ وہ بادشاہ اور دوسرے لوگوں کے لئے کئی روز سے اس تالاب سے پانی ڈھوتا تھا۔ اس پر بلا کی سردی بھی پڑتی تھی۔ بہت سوچ بچار کے بعد سقہ تاڑ گیا کہ

Marfat.com

ہو نہ ہو یہ کرامت اس سپاہی (حضرت شیخ رح) کی ہے ۔ امتحان کے لئے اگلے روز پھر وہاں پہنچا اور پانی کو چلو میں لے کر دیکھا مانند برف تھا ۔ سمجھا شاید آج حضرت (سپاہی) وضو کے لئے نہیں آئے ۔ پیڑ کی اوٹ میں کھڑا ہو کر انتظار کرنے لگا ۔ اس اثنا میں حضرت شیخ بھی وضو کے لئے تشریف لے آئے تھے ۔ جب اٹھ کر چلے تو سقہ نے جھٹ تالاب سے ٹھنڈا پانی لے کر دیکھا ۔ خوب گرم پایا ۔ مشک بھر کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا قصہ سنایا ۔ اگلے روز سلطان سقہ کے ہمراہ وہاں پہنچا ۔ حضرت شیخ اپنے خیمہ میں قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف تھے ۔ بادشاہ کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے ۔ سلطان بولا کہ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میرے سپاہیوں میں ایسے ولی اللہ بھی موجود ہیں ۔ اور دست بستہ عرض کیا کہ کئی روز سے دشمن کا قلعہ سر نہیں ہوتا ۔ بارگاہ رب العزت میں دعا کیجئے ۔۔۔۔۔ حضرت شیخ رح افشائے راز کے خوف سے بہت گھبرا گئے تاہم سلطان کے اصرار پر ارشاد فرمایا کہ اگر اسی وقت دھاوا بولا جائے انشاء اللہ تعالیٰ جیت ہماری ہو گی ۔۔۔۔ چنانچہ سلطان کا اشارہ پا کر فوج نے حملہ کر دیا ۔ سچ مچ میدان ان کے ہاتھ رہا ۔ سلطان نے حضرت شیخ کو بہت تلاش کیا ۔ مگر وہاں پہ ہوتے تو ملتے ۔۔۔ رسوائی کے

Marfat.com

خوف سے وہاں سے چلے آئے۔ اور پانی پت میں وارد ہوئے۔
اور ایک دیوار سے لگ کر بیٹھ گئے۔

پانی پت میں۔

حضرت قلندر صاحبؒ کو جب معلوم ہوا تو ایک خادم سے فرمایا کہ آج اس شہر کا صاحب ولایت آگیا ہے اور فلاں محلے کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا ہے۔ جب وہ حضرت شیخ کے پاس پہنچا تو حضرت نے اُسے ایک پیالہ دودھ سے لبریز پیش کیا۔ خادم پیالے کو لئے ہوئے حضرت قلندر صاحب کے پاس لوٹ کر آیا حضرت قلندرؒ نے پیالے میں ایک گلاب کا پھول ڈال دیا اور خادم سے فرمایا کہ اسے حضرت شیخ رہ کی خدمت میں لے جاؤ۔ جس سے مطلب یہ تھا کہ آپ کی ولایت جو مثل پیالے دودھ کے ہے۔ اور ہمارا وجود پھول کے مانند۔ جیسے آپ کی ولایت سے کوئی سروکار نہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ حضرت قلندرؒ کی آمد کے بعد جنگل میں تشریف لے گئے۔ (وہ جگہ باگھونی کے نام سے اب تک مشہور ہے) اور کچھ عرصہ جنگل میں قیام فرمانے کے بعد حضرت قلندر صاحبؒ بڈھا کھیڑا (کرنال) میں تشریف لے گئے۔ گویا انہوں نے پانی پت کی ولایت حضرت شیخ رہ کو خود سونپ دی تھی۔ جہاں وہ تا زندگی

Marfat.com

مقیم رہے۔

کرامات

ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت شیخ سے کہا کہ آپ کے سید ہونے کی کیا سند ہے۔ حضرت نے فرمایا "نسب نامہ میرے پاس ہے" وہ شخص بولا "میں اس کی درستی کا ثبوت چاہتا ہوں"۔ حضرت شیخ نے کہا "سید کا جسم تو الگ رہا۔ آگ اس کے ایک بال پر بھی اثر نہیں کر سکتی ـــ آؤ ہم تم دونو یہ تجربہ کر کے دیکھیں ـــ دونوں کی قلعی کھل جائے گی" اس سے بہتر کونسی دلیل ہو سکتی تھی۔ حضرت شیخ دہکتے ہوئے تنور میں گھس گئے۔ معاً آتش سرد ہو گئی۔ جب صحیح و سالم باہر نکلے تو شخص مذکور کو للکارا ـــ وہ جوں ہی تنور کے قریب ہوا آگ کے شعلے دامن سے لپٹ گئے۔ حضرت نے آگے بڑھ کر اسے تھاما۔ آگ بجھ گئی۔ وہ شخص نہ صرف معافی کا طلبگار ہوا۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے اس کے خیالات درست ہو گئے اور مسلمان بن گیا۔

کہتے ہیں حضرت نے ہندوستان میں تجرد کی زندگی بسر کی تھی۔ اس سے قبل جب ترکستان میں تھے تو ان کے بیوی اور بچے بھی تھے۔ ان کی اولاد میں ایک صاحب سید صفدر جہان

Marfat.com

تھے جنہیں بادشاہ جہاں نے قندھار کی گورنری پر مامور کیا تھا۔

حضرت کا سنہ ۶۱۸ ہجری میں وصال ہوا اور پانی پت میں دفن ہوئے۔ حضرت کا مدفن "شاہ ولایت" کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت جلال الدین پانی پتی رح حضرت کے خلیفہ ہوئے ہیں۔

کبیر الاولیاؒ

Marfat.com

بچپن

حضرت شیخ جلال الدین کبیرالاولیاؒ پانی پتی ۶۵۰ھ ہجری کے لگ بھگ پیدا ہوئے۔ حضرت کے والد بزرگوار کا نام خواجہ محمود تھا۔ اور حضرت کا نام خواجہ محمدؒ تھا۔ مگر جلال الدین کے نام سے خطاب کئے جاتے تھے۔ ادرزاد ولی تھے۔ اکثر جنگلوں میں نکل جاتے۔ حضرت کا خاندان پانی پت کے امراءمیں سے تھا۔ حضرت کی ابتدائی تعلیم بہت لاڈ پیار سے ہوئی۔ بچپنے ہی سے جودوسخا کی طرف مائل تھے۔ گھر میں دولت وافر تھی جو دروازے پہ آتا خالی نہ جاتا۔

حضرت بوعلی قلندرؒ ان سے بہت محبت کرتے تھے بلکہ جس روز یہ وہاں حاضر نہ ہوتے وہ خود ان کے مکان پر تشریف لاتے۔ یہ اگر

Marfat.com

مکان پر نہ ملتے تو جہاں ہوتے پہنچ جاتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ جب وہ اس ہونہار بچے کے مکان پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ کھیت پر گئے ہیں۔ یہ بھی وہیں پہنچ گئے۔ دیکھا کہ حضرت غلّہ لئے آتے ہیں۔ دریافت فرمایا "خادم کے سر پر کیا ہے"۔ انہوں نے عرض کیا "گھوڑے کے لئے دانہ" اور گٹھڑی ان کے قدموں میں ڈالوا دی، گھوڑا بھی حضرت کے ہمراہ تھا حضرت قلندر صاحبؒ نے فرمایا گھوڑا بھوکا ہوگا اسے کھلا دو۔ کہتے ہیں گھوڑے کو گویائی عطا ہوئی اور بولا "میں شکم سیر ہوں"۔ حضرت شیخ بوجہ کمسنی تعجب میں رہ گئے۔ حضرت قلندر صاحبؒ نے تبسم فرمایا۔ اوران سے بولے" بہت اچھا یہ غلّہ میں نے تمہیں دیا۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان دانوں کی مقدار کے برابر تمہیں اولاد (ظاہری و باطنی) عطا کرے"۔

کہتے ہیں ایک مرتبہ دوستوں کے ساتھ قصبہ ہانسی میں وارد ہوئے حضرت شیخ جمال الدین ہانسویؒ حیات تھے۔ خادم سے فرمایا "آج ہمارے شہر میں وہ نوعمر ولی اللہ آئے ہیں، جن کی دعا سے پیر سلسلہ جاری ہوگا۔ تم جاؤ اور انہیں بڑے احترام سے ہمراہ لے آؤ۔۔۔" اور جب حضرت شیخ تشریف لائے تو حضرت ہانسویؒ استقبال کے لئے آگے بڑھے۔ اور بڑی محبت سے پیش آئے، اور عرض کیا کہ ایک

Marfat.com

مرتبہ حضرت شیخ علی صابرؒ نے میرا سلسلہ چاک کیا تھا۔ میں نے حضرت شیخ عالم بابا صاحبؒ سے فریاد کی۔ انہوں نے فرمایا گھبراؤ مت۔ ایک روز پانی پت سے شیخ جلال الدینؒ تمہارے پاس آئیں گے، ان سے درخواست کرنا۔ انشاءاللہ کام ہو جائے گا تمہارا ـــــ یہ سُن کر حضرت شیخ نے بوڑھے شیخ کے لئے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں فرزند عطا کیا۔ جن سے حضرت شیخ ہانسی کا سلسلہ چلا۔ حضرت شیخ نے وہاں چند روز قیام کیا ـــــ جب رخصت ہونے لگے تو حضرت ہانسوی رحمۃ نے نور باطن سے ناڑ کر فرمایا کہ آپ کو حضرت خواجہ شمس الدین ترکؒ سے فیض ملے گا۔ حضرت شیخ اس خوشخبری سے بہت مسرور ہوئے۔ اور پانی پت لوٹ آئے اور اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

بیعت

صاحب مرأۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ رحمۃ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد حضرت شیخ رحمۃ بالکل بدل گئے۔ کہاں تو امارت کی زندگی بسر کرتے تھے اور اب فقیرانہ گزران تھی۔ حضرت خواجہؒ کی چند دنوں کی صحبت نے انہیں کندن بنا دیا اور فرمایا کہ جلال مجھے یہ بھی دیا اور وہ بھی دیا۔ ان کے وصال کے بعد جب مسند خلافت پر بیٹھے۔ تو ایک عالم ہدایت کے لئے حاضر ہوتا ـــــ حضرت کو

Marfat.com

پیر و مرشد کی دعا سے کسی چیز کی کمی نہ تھی ــــ

حضرت کا لنگر اس قدر وسیع تھا کہ بادشاہوں کے ہاں بھی اناج کا اتنا خرچ نہ تھا۔ بلکہ جس برتن میں لوگ کھانا کھاتے وہ بھی کھانے والے کو دے دیا جاتا۔ لوگ حیران تھے کہ اتنا خرچ آخر کہاں سے آتا ہے۔ اور یہ اتنے برتن کہاں سے مہیا کرتے ہیں ــ

مردِ کامل

"سیر الاقطاب" میں لکھا ہے کہ حضرت کے زمانہ میں احمد قلندر نامی ایک شخص نے تلاشِ مرشد میں کونہ کونہ چھان مارا۔ جب کہیں دلجمعی اور کامیابی نہ ہوئی تو بہت سوچ بچار کے بعد تمام درویشوں کے نام اپنے ہاں طعام کا دعوت نامہ جاری کیا اور خود جنگل میں آکر بیٹھ گئے۔ مقررہ تاریخ پہ سب درویش جنگل میں جمع ہوئے۔ ان میں حضرت شیخ بھی تھے۔ کھانا چُنا گیا۔ مہمانوں نے کپڑا جس سے کھانا ڈھکا تھا اٹھا کر دیکھا تو کھانا مشکوک اور حرام جانوروں کا پایا۔ سب حیرت میں رہ گئے اور ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ جب حضرت شیخؒ پر نظر پڑی تو یہ بولے "آپ سب اللہ تعالیٰ سے کیوں عرض نہیں کرتے کہ دستر خوان پر جو کھانا حرام ہے وہ الگ ہو جائے ــــ" یہ فرماتے ہی سالن کے طباقوں میں سے جانور نکل نکل کر بھاگ گئے

Marfat.com

شروع ہوئے۔ حتیٰ کہ طباق خالی ہو گئے۔ احمد قلندر ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے اور بولے "میں نے یہ محض امتحان کے لئے ایسا کیا تھا۔ تاکہ مرد کامل کے ہاتھ پر بیعت کروں" حضرت شیخ نے انہیں خصوصی توجہ سے نوازا اور سچ مچ "قلندر" بنا دیا۔

خوارق

مراۃ الاسرار سے نقل ہے کہ ایک روز حضرت شیخ کے رو برو ایک ضعیفہ پانی کا خالی کوزہ لئے ہوئے آئی اور تھوڑا پانی طلب کیا حضرت نے اس کے ہاتھ سے کوزہ لے لیا۔ اور کنوئیں سے بھر لائے چونکہ بڑھیا بسبب ضعیفی بہت کمزور تھی۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے گھر پر چھوڑ کر آئے نیز یہ دعا فرمائی کہ "اے باری تعالیٰ یہ عورت چونکہ بوڑھی اور کمزور ہے۔ اس میں اتنی سکت نہیں جو کنوئیں سے پانی لا سکے ـــــ تو اپنے رحم و کرم سے اس کوزہ بھر پانی میں ایسی برکت عطا فرما کہ یہ کم نہ ہو" چنانچہ کہتے ہیں پانی کا وہ کوزہ بڑھیا کے جیتے جی ہرگز کم نہ ہوا۔ سبحان اللہ۔

حضرت شیخ کی عوام پر شاہانہ عنایات تھیں مگر اپنے گھر کی یہ حالت تھی کہ اکثر فاقے ہوتے تھے۔ ایک روز حضرت کے صاحبزادے کو ایک کیمیا گر ملا، بولا "میاں صاحبزادے بہت دُبلے نظر آتے

Marfat.com

ہو مجھ سے کیمیا گری سیکھ لو۔ کہ آنند سے گذران ہو" اتفاق سے یہ بات حضرت شیخ نے بھی سن لی۔ فرزند کو پکارا اور بولے" کیمیا گری کیا چیز ہے ذرا اپنے مکان پر تو نظر ڈالو" صاحبزادہ صاحب نے جو نگاہ بھر کر دیکھا تو سچ مچ در و دیوار سونے کے تھے۔

فرمایا" بیٹا یہ اکسیر پیدا کرو کہ جدھر نگاہ اٹھے کندن ہو جائے۔ دنیا کی ظاہری کیمیا کس کام کی؟"

حضرت کئی بار حج بیت اللہ شریف سے مشرف ہوئے اور اکثر استغراق میں رہتے۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو خادم دونو شانے پکڑ کر ہلاتے۔ حضرت تب کہیں ہوش میں آتے اور نماز ادا کرتے۔ ایک روایت ہے کہ نماز کے وقت خود ہوشیار ہو جاتے تھے اور بعد تجدید وضو نماز گذارتے۔

کہتے ہیں دہلی کے شیخ حضرت مخدوم جہانیاں پر جب نزع کا عالم طاری ہوا تو حضرت سکہ سے چونک کر فرزندوں سے بولے کہ حکم الٰہی ہے کہ اپنی عمر سے کچھ حضرت مخدوم جہانیاںؒ کو دوں" بڑے صاحبزادہ کو یہ بات پسند نہ آئی۔ حضرت نے ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا میرے پیروں پہ پاؤں رکھو اور آنکھیں بند کرو"

Marfat.com

چنانچہ جب انہوں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو خود کو حضرت کے رُوبرو پایا ــــــ حضرت مخدوم اٹھ بیٹھے ــــــ حضرت نے انہیں گلے سے لگایا اور فرمایا دوگانہ ادا کیجئے ــــــ میں نے اپنی عمر میں سے چند سال آپ کو دے ــــــ"

یہ کہہ کر پانی پت میں پہنچ گئے۔ حضرت مخدوم اُسی روز تندرست ہو گئے۔

سیرالاقطاب میں درج ہے کہ ایک مرتبہ حضرت کسی گاؤں میں سے گذر رہے تھے دیکھا کہ اس گاؤں کے لوگ سامان باندھ کر بھاگنے کی تیاری میں مصروف ہیں۔ حضرت نے احوال دریافت کیا۔

گاؤں والے معروض ہوئے کہ اس علاقے کا حاکم اُن سے زبردستی خراج وصول کرتا ہے۔ چونکہ اب ہم میں سکت نہیں رہی اس لئے ہم یہ گاؤں چھوڑ کر جا رہے ہیں ــــــ"

حضرت نے فرمایا آپ لوگ کہیں نہ جائیں بلکہ حاکم کے گماشتے کو میرے پاس بُلا لائیں۔

تھوڑی دیر بعد گماشتہ حاضر خدمت ہوا۔ فرمایا ایک کام کیجئے۔ کہ یہاں لوہاروں اور بڑھیوں کے پاس جس قدر

Marfat.com

لوہے کے اوزار ہیں وہ میرے پاس جمع کر دیں۔ آپ کو لگان مل جائے گا۔

گماشتے کے اشارے سے بڑھئی اور لوہار آہنی آلات لے آئے۔ حضرت نے انہیں اکٹھا کر کے اپلوں میں دبا دیا اور آگ دے دی۔ خود راتوں رات اس گاؤں سے تشریف لے گئے۔ صبح جب لوگوں نے اپلوں کی راکھ میں ہاتھ ڈالے تو کل اوزار سونے کے تھے۔ لوگ بہت خوش ہوئے۔ گماشتے کو اپنا لگان مل گیا اور گاؤں والے بھی خوش حال ہو گئے۔

وصال

حضرت کی عمر سو سے اوپر تھی۔ حضرت مخدوم جہانیاںؒ کی رحلت سے بیس سال پہلے ۷۶۵ھ ربیع الاول میں ہوئی اور پانی پت میں دفن ہوئے۔ حضرت کے خلفاء میں سے اکثر بڑے ولی اللہ ہوئے ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

قطب عالم

Marfat.com

ابتدا

حضرت قطب عالم شیخ عبد القدوس گنگوہیؒ حضرت شیخ اسمٰعیل رح کے فرزند تھے۔ علاوہ اور بزرگانِ عصر حضرت نے جن سے فیض اخذ کیا تھا سلسلہ تصوف حضرت مخدوم جہانیاںؒ سے ہل کر حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی رح تک پہنچتا ہے۔

کہتے ہیں حضرت کے دادا جان ایک مرتبہ ان کے والد صاحب کو لئے ہوئے حضرت سید اشرف سمنانی رح کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت سید صاحب رح نے انہیں دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ یہ بھی بڑے ہو کر مجھ سے بیعت کریں گے اور ان کی پشت سے اللہ تعالیٰ ایک فرزند عطا کرے گا۔ جو قطب عالم ہو گا۔

Marfat.com

چنانچہ حضرت قطب عالم رح ابھی کمسن تھے کہ حضرت شیخ کے مزار پر جاروب کشی کرتے تھے۔ ایک روز مزار شریف کی عمارت میں کوئی کتاب لئے داخل ہوئے کہ مزار سے حق حق کی آواز آئی ان پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ بے ہوش ہو گئے۔ حضرت شیخ کی روحانیت نے خطاب فرمایا کہ مطالعہ علم ظاہری حجاب ہے۔ اصل کار میں مشغول ہونا چاہیئے ـــــ" اسی روز سے پڑھنا لکھنا چھوڑ دیا۔ اور اللہ اللہ میں لگ گئے، باوجود کمسنی رات بھر جاگتے۔ اگر نیند آتی تو ایسا معلوم ہوتا کہ حضرت شیخ جگا رہے ہیں۔

کہتے ہیں کسی نے حضرت سے کہہ دیا کہ آپ کے دادا بھائی شیخ فخرالدین رح نے پچاس برس تک پانی نہیں پیا تھا یہ کیا تھا انہوں نے بھی ترک کر دیا۔ آذان کی آواز کان میں پڑتی تو مسجد میں جا کر پہلی صف میں بیٹھ جاتے اور جوں جوں نمازی آتے پچھلی صف میں سرک جاتے۔ حتّٰی کہ نمازیوں کی جوتیوں میں جگہ پاتے ـــــ اور نماز سے فارغ ہو کر جوتیاں سیدھی کرتے۔ نوعمری اور یہ انکساری۔ اللہ اللہ ـــ جب والد صاحب نے دیکھا کہ حضرت نے لکھنا پڑھنا چھوڑ دیا ہے تو ان کے ماموں

Marfat.com

سے فرمایا کہ بھانجے کی خبر لیجئے کہیں اَن پڑھ نہ رہ جائے۔ حضرت کے ماموں جان قاضی تھے۔ حضرت سے بہت کہا سنا ایک روز ان کی موجودگی میں ایک میراثن گلی میں سے گاتی ہوئی گزر رہی تھی۔ کہ حضرت کو وجد ہؤا۔ قاضی صاحب تاڑ گئے کہ ظاہری علوم سے ان کا فرار بے معنی نہیں۔ بہنوئی صاحبؒ سے فرمایا کہ ان کو معلّم دوسری طرح کا چاہیئے۔ جو باطنی علوم کا ماہر ہو۔ وہ انہیں حضرت مخدوم خاجگی رحؒ (جو حضرت سید اشرف سمنانیؒ کے خلفا میں سے تھے) کی خدمت میں لے کر پہنچے۔ حضرت خاجگی رحؒ نے دیکھتے ہی فرمایا۔ جب علم اصول آجائے پھر فروعات کیا چیز ہیں۔

کہتے ہیں جو مسئلہ بھی حضرت کے روبرو پیش کیا جاتا۔ فوراً حل فرماتے۔

قطبیّت

حضرت خاجگی کی صحبت میں حضرت قطب عالم رحؒ تصوف کے مدارج نہ صرف سرعت سے طے کرنے لگے بلکہ کثرت ریاضت و مجاہدات سے کھانا پینا بھی چھوڑ بیٹھے تھے۔ روحانیت کی آگ میں کچھ اس طرح جلتے تھے کہ سانس کے ساتھ بوئے کباب

Marfat.com

آتی تھی۔ اور کبھی سانس میں عود و عنبر کی لپٹیں آتیں ــــــ

جب پیر و مرشد کو معلوم ہوا تو فرمایا "یہ آتش عشق میں جل گیا ہے"۔ نیز خادموں سے فرمایا کہ ان کے سر پر ہر روز باسی پانی چھوڑا کریں اور انہیں بکثرت درود شریف پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔ یہ ریاضتی مشاغل کے ساتھ ساتھ پیر و مرشد کے گھر کا کام کاج بھی کرتے معمولی اور پھٹے پرانے کپڑے پہنتے تھے۔ حضرت شیخ نے ایک مرتبہ بڑے اصرار سے نیا جوڑا پہنایا۔ مگر انہوں نے بعد تعمیل ارشاد وہ کپڑے اتار کر پھر درویشی کا لباس پہن لیا۔ بعد نماز جو ذکر و فکر میں مصروف ہوتے تو صبح کر دیتے ــــ

جب بعد کاملیت، گنگوہ شریف میں آئے۔ وہاں ایک سنیاسی کسی مٹھ میں حبس دم کئے پڑا تھا۔ حضرت نے سنا تو مٹھ کے پاس آکر بیٹھ گئے، اور مراقبہ فرمایا۔ مٹھ کا راستہ چاروں طرف سے بند تھا۔ کہتے ہیں یہ درزوں میں سے اندر گھس گئے (یعنی بذریعہ روحانیت) سنیاسی اپنے کام میں محو تھا۔ حضرت نے للکارا وہ بیدار ہو کر بولا "تم کون ہو اور یہاں کیسے آئے ہو؟" فرمایا خدا کا بندہ ہوں اور اس کی قدرت سے تم تک چلا آیا ہوں" سنیاسی بولا "دیکھو میں ابھی پانی ہوا جاتا ہوں ــــ" چنانچہ حضرت نے اس کی آبی ہئیت سے

Marfat.com

دامن تر کیا۔ جب وہ اصلی حالت پہ آیا تو بولے "لو اب میں پانی ہوتا ہوں۔ تو بھی دامن تر کیجیو" چنانچہ جب حضرت اصلی حالت پر آئے اور فرمایا کہ اب اس دامن کو سونگھ کر دیکھے" اور ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیا۔ وہ سونگھتے ہی پریشان سا ہوگیا۔ فرمایا اب اپنا پلو بھی سونگھ کر دیکھ" اس کے سونگھتے ہی اس کا دماغ معطر ہوگیا۔ فوراً حضرت کا معتقد ہوا۔ حضرت نے فرمایا یہ بدبو اور خوشبو کفر اور اسلام کے سبب ہے۔ وہ سنیاسی فوراً مسلمان ہو گیا — حضرت نے اسے ایک توجہ سے کامل بنا دیا۔

شیخ رکن الدینؒ مصنف لطائف قدسی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ بچپن میں میں نے حضرت سے تلقین ارشاد کے لئے عرض کیا۔ حضرت خاموش تھے۔ لکھتے ہیں چند روز کے بعد میں نے حضرت کے کتب خانہ سے ایک کتاب نکالی جس میں نماز چاشت اور اشراق کا ذکر تھا۔ میں یہ شغل کرنے لگا۔ ایک روز ان کی خدمت میں پہنچا۔ فرمانے لگے "ابھی آپ کو کوئی شغل نہیں کرنا چاہیئے۔"

حضرت فرماتے ہیں کہ شروع شروع میں میرا ارادہ گوشہ نشینی اختیار کرنے کا تھا۔ مگر بزرگان کی روحانیت نے ایسا کرنے سے باز رکھا۔ اور خلقت کی ہدایت پر مامور فرمایا۔

Marfat.com

وصال

کہتے ہیں حضرت قطب عالمؒ نے وصال شریف سے تین سال پہلے مکمل خاموشی اختیار کر لی تھی، ایک روز ان کے فرزند ارجمند نے اس کا سبب دریافت کیا تو بولے کہ میرا وجود مانند دریا ہو گیا ہے جہاں ہر وقت موج فنا اٹھتی ہیں اور مجھے بہا کر شہود حق میں لے جاتی ہیں اس طرح دنیا کی بقا سے دور ہو جاتا ہوں۔"

اس واقعہ کے تھوڑا عرصہ بعد حضرت کو تپ لرزہ ہوا۔ اگلے روز جمعہ کی نماز ادا فرمائی اور پھر بخار سے لیٹ گئے۔ آخر سہ شنبہ کے روز ۹۴۵ھ ہجری میں رحلت فرمائی۔ حضرت کے فرزند شیخ رکن الدینؒ فرماتے ہیں کہ جب حضرت کو کفنا چکے تو میں نے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا تو قلب مثل زندوں کے چلتا تھا اور ذکر کی آواز سنائی دیتی تھی۔ حضرت کے سات لڑکے تھے سب کے سب عالم اور بزرگ ہوئے۔ مزار شریف قصبہ گنگوہ میں فیض بخش عالم ہے۔

جانشین

شیخ رکن الدین حضرت کے فرزندوں میں بہت مشہور تھے۔ جب سماع کی محفل منعقد ہوئی تو اکثر حاضرین کی نظروں سے اوجھل ہو جاتے۔

Marfat.com

ایک مرتبہ بادشاہ وقت دو وزیروں کے ساتھ ان کی ملاقات کے لئے چلا۔ تینوں راستے میں سوچنے لگے کہ دیکھیں حضرت ہماری پسند کا کھانا بھی کھلاتے ہیں یا نہیں۔ وہاں پہنچے تو وہی طعام پیش کیا گیا اور ان لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا "اللہ تعالے کے بندوں کو اہل دنیا کے روبرو شرمسار نہیں کرنا" آن کا وصال ۹۴۷ھ ہجری میں ہوا۔ اپنے والد بزرگوار کے بعد صرف دو سال زندہ رہے۔ کہتے ہیں آپ کے خلفاء کی تعداد پانچصد کے قریب تھی +

Marfat.com

شیخ الہندؒ

Marfat.com

بچپن

حضرت شیخ سلیم چشتی رح ۸۸۴ھ ہجری میں دہلی میں پیدا ہوئے حضرت کے آباؤ اجداد شیخ الشیوخ عالم حضرت بابا صاحب رح پاکپتن شریف کی اولاد تھے۔ کسی زمانہ میں اجودھن (پاکپتن شریف) سے اٹھ کر لدھیانہ (پنجاب) میں آن بسے تھے۔ اور وہاں سے دہلی میں قیام پذیر ہوئے۔ محلہ سرائے علاؤالدین میں مکان تھا۔

کہتے ہیں حضرت جب پیدا ہوئے تو پیشانی کے بل زمین پر گر پڑے۔ گرنے سے دھان کا ایک دانہ پیشانی میں چُبھ گیا جس کا داغ تمام عمر رہا۔ فرماتے ہیں "جب مجھے یہ واقعہ پیش آیا تو چاہتا تھا کہ ہاتھ سے یہ دانہ نکال دوں۔ مگر کس خیال سے چپکا رہا کہ لوگ

کیا کہیں گے کہ ایک نو مولود سے یہ فعل خلاف توقع سرزد ہوا ہے۔ اور دنیا میں خواہ مخواہ شہرت ہوئی۔ گویا حضرت روز اوّل سے ولی تھے۔

جب چند ماہ ہوئے تو والدین دہلی سے فتحپور سیکری چلے آئے اور وہیں رہائش اختیار کی۔ حضرت کے والدین کا ان کی کم سنی ہی میں وصال ہوا۔ ان کی دیکھ بھال میں حضرت کے بڑے بھائی شیخ موسیٰ رح نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی بلکہ انہیں سگی اولاد کی طرح سمجھتے تھے۔ قدرت نے بھی ان کی پرورش کے لئے انہیں حقیقی اولاد سے محروم رکھا تھا۔

اکثر ارشاد فرماتے ــــــ "گو میرے اولاد نہیں ہے مگر تمہیں دیکھ کر جیتا ہوں" حضرت گو ابھی نو عمر تھے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو صاحب اولاد کر دے گا۔ سچ مچ بڑھاپے میں ان کے ہاں ایک لڑکا تولد ہوا۔

جب ذرا سیانے ہوئے تو تحصیل علم کے لئے سرہند شریف میں چلے آئے۔ اور مولانا شیخ مجدالدین رح سے علوم ظاہری حاصل کئے۔

Marfat.com

تربیت باطنی

حضرت سرہند شریف کے قریب قصبہ کھدالی میں شیخ بدرالدینؒ کے مزار شریف پر اکثر حاضر ہوتے اور باطنی فیض حاصل کرتے۔ ویسے حضرت کو شیخ الشیوخ عالم رح کی روحانیت سے بھی تربیت حاصل تھی۔

کہتے ہیں حضرت شیخ بدرالدین رح کے مزار پر مجاہدہ بھی فرماتے، اس طرح سرہند شریف کے قیام میں تحصیل علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ باطنی علوم کی بھی تکمیل فرماتے۔

۹۳۱ھ ہجری میں حج بیت اللہ شریف کے لئے روانہ ہوئے۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں کئی سال مقیم رہے۔ اور روضہ اقدس جناب سرکار دوجہاں حضور محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کئی سال مجاور رہے۔ دراصل یہی وہ مدت ہے جس کے دوران میں حضرت نے روحانی اور باطنی کمالات حاصل کئے اور بطفیل حضور سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم یہ بیش بہا نعمت حاصل کی اور بحکم آنجناب صاحب لولاک قبلہ دو جہاںؐ دیگر مقدس مقامات کی زیارت سے بھی مشرف اور اولیائے عصر کی صحبت سے فیض یاب ہوتے ہوئے ہندوستان واپس چلے آئے۔

Marfat.com

کہتے ہیں حضرت نے ظاہری طور پر قطب العارفین حضرت شیخ ابراہیم چشتی رح سے خرقہ خلافت بھی حاصل کیا تھا۔ اور عرب شریف کی سرزمین میں اس سلسلہ عالیہ کو بہت وسعت دی اور بے شمار لوگوں کو بیعت فرمایا۔ واپسی پر حضرت نے نکاح بھی فرمایا۔ اور فتح پور سیکری میں رہائش رکھتے تھے۔

۹۶۰ھ ہجری کے لگ بھگ جب ملکی فضا خراب ہوگئی۔ اور ہیموں بقال کے شر سے شرفا کی زندگی خطرے میں پڑ گئی تو حضرت پھر ایک مرتبہ حرمین شریفین کی زیارت کے لئے روانہ ہوگئے۔

زہد و ریاضت کا یہ عالم تھا کہ اکثر احباب سے فرماتے کہ جی چاہتا ہے خورد و نوش سے ہمیشہ کے لئے منہ موڑ لوں اور ہر وقت ذکر باری تعالیٰ میں مشغول رہوں"۔ خدام نے عرض کیا کہ ترک طعام اور سکوت سے فیض بند ہو جائے گا۔ آخر حضرت نے احباب اور خدام کا یہ مشورہ قبول کیا اور یہ ارادہ ترک کر دیا۔

حضرت کے اہل و عیال فتحپور میں تھے۔ کہتے ہیں حضرت ان کا حال کشف سے معلوم فرماتے اور پریوں کے ہاتھ ان کے لئے خرچ لائق نقدی بھجواتے —— اور جب ہیموں بقال کے فتنے سے ملک کو نجات ملی تو دوبارہ وطن میں تشریف لے آئے۔

Marfat.com

کرامات

قاضی غیاث الدین رح جو آپ کے خادم اور عہدہ قضاۃ پر مامور تھے۔ ایک روز حضرت سے معروض ہوئے کہ سلطان محمد عادل شاہ سے چونکہ ان کے دوستانہ مراسم ہیں اس لئے ان کا ارادہ ہے کہ آپ کے طویلہ میں جو عراقی گھوڑا ہے وہ انہیں مرحمت ہو تاکہ بادشاہ اس "تحفہ" سے ان پر اور مہربان ہو۔ حضرت نے سُن کر ارشاد فرمایا "اس شرط پر دوں گا کہ بادشاہ اس گھوڑے کو خود سے جدا نہ کرے ورنہ اس کا زوال ہوگا۔" چنانچہ بادشاہ اس گھوڑے کو پاکر بہت خوش ہوا۔ مگر چند روز کے بعد یہ گھوڑا کسی دوسرے کو دے دیا۔ حضرت نے سنا تو بولے "افسوس اس نے اپنی دولت برباد کی۔"

بس تھوڑے ہی دنوں کے بعد ملک میں ایسا فساد برپا ہوا کہ سالار ابراہیم خاں سور نے بادشاہ کے خلاف بغاوت کر دی۔ بادشاہ مقابلہ کی تاب نہ لاکر کالنجر کے قلعہ میں بھاگ کر چھپ گیا۔ ادھر بادشاہ کے بہنوئی احمد خاں سور نے ابراہیم خاں پر یورش کر دی اور اُسے ملک سے نکال باہر کیا ——— وہ حکومت کے خواب ہی دیکھ رہا تھا۔ کہ ہمایوں بادشاہ دوبارہ ملک پر

Marfat.com

قابض ہو گیا۔

حضرت کے عہد مبارک میں اکبر بادشاہ حکمران تھا، مشہور واقعہ ہے کہ وہ ایک مدت بے اولاد رہا ____ اور برہنہ پا سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رح کے در دولت پر حاضر ہوا۔ مگر وہاں سے یہی "حکم" ملتا کہ وہ سیکری میں جا کر حضرت شیخ الہند کے پاس حاضر ہو کر معروض ہو۔

چنانچہ وہ واپس پیادہ پا ان کے دروازے پر حاضر ہوتا۔ اور حضرت بھی اسے پھر وہیں لوٹنے کا ارشاد فرماتے۔ غرض دو تین بار کی اس ہیرا پھیری کے بعد حضرت "شیخ الہند" نے "سلطان الہند" کے ارشاد خصوصی پر اکبر بادشاہ سے خطاب فرمایا کہ تیرے مقدر میں بیٹا نہیں ہے۔ بادشاہ عرض خواہ ہوا۔ "اگر یہ بات نہ ہوتی تو حضرت کے پاس کاہے کو آتا ____" حضرت نے یہ سن کر ارشاد فرمایا بہتر ہے ____ بیگم کو میرے غریب خانے پر بھیج دو"

چنانچہ بادشاہ نے مہارانی کو حضرت کے زنان خانے میں بھیج دیا۔ حضرت بھی گھر میں تشریف لائے۔ اور مہارانی سے فرمایا کہ میری اہلیہ کی پیٹھ سے اپنی پیٹھ لگا کر بیٹھ جائیے۔ اور ان کے اوپر چادر ڈال دی ____ روایت ہے کہ حضرت کے اس عمل اور

Marfat.com

دعا سے اہلیہ محترمہ کے بطن سے لڑکا مہارانی کے شکم میں منتقل ہو گیا۔ اور نو ماہ کے بعد اللہ کے حکم سے بادشاہ کے ہاں فرزند پیدا ہوا جس کا نام حضرت کے نام نامی پر سلیم رکھا گیا جو بڑا ہو کر جہانگیر کے لقب سے ہندوستان کا حکمران بنا۔

کہتے ہیں شہزادہ سلیم کے پیدا ہونے کے بعد بادشاہ اسے گود میں لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ایک روایت ہے کہ شہزادہ کی پرورش کے ابتدائی دن حضرت ہی کے پاس گذرے ۔۔۔ چنانچہ اسی سبب شہزادہ سے کبھی کبھار خوارق کرامات بھی ظاہر ہونے تھے۔ جو حضرت کی صحبت کا کرشمہ تھا۔

معارج الولایت میں رقم ہے۔ کہ حضرت کے ایک فرزند تاج الدین نامی تھے۔ جب وہ سال بھر کے ہوئے تو ان سے کرامات ظاہر ہونے لگیں۔ ایک روز گھر سے غائب ہو گئے۔ گھر والوں نے تلاش کیا تو انہیں حضرت کے حجرہ میں پایا ۔۔۔ اور اڑھائی برس میں اس کمسن ولی نے وصال پایا۔ اور شیخوپورہ میں دفنائے گئے۔

حضرت کے دو فرزند شیخ احمد و شیخ بدرالدین بھی کاملین میں سے تھے۔ جب حضرت کی رحلت کا وقت قریب ہوا۔ تو

Marfat.com

حاضرین سے فرمایا " حضرت بابا صاحبؒ نے بدرالدین کو جانشین مقرر فرمایا ہے۔ اس لئے میں بھی انہیں اپنا خلیفہ مقرر کرتا ہوں۔

وصال

حضرت شیخ الہند رہ نے ۲ ر رمضان المبارک میں ۹۷۹ھ ہجری میں رحلت فرمائی اور اکبر بادشاہ کی تعمیر کردہ اس شاندار عمارت میں دفن ہوئے۔ جو بادشاہ نے خاص طور پر حضرت کے لئے تعمیر کرائی تھی۔

اس عظیم الشان عمارت کے صحن کے ایک گوشہ میں حضرت کا مزار شریف جس میں سیپ لگا ہے، آج بھی جگمگا رہا ہے اس قلعہ نما حویلی کے ایک رخ خوبصورت مسجد بھی تعمیر ہے اور حویلی میں ہر طرف حجرے بنے ہیں۔ جہاں لوگ بیٹھ کر قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے۔

کہتے ہیں یہ محل اکبر نے اپنے لئے تعمیر کرایا تھا۔ بہر حال اس کا بلند دروازہ حضرت سلیم چشتی رہ کی ولایت کا شاہد ہے عرب شریف میں حضرت شیخ الہند رہ کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔

ہندوستان کی اسلامی سلطنت کے قیام میں بزرگان دین کا

Marfat.com

بڑا ہاتھ ہے۔ حضرت خواجہ غریب نوازؒ جو اس سلسلہ عالیہ کے سرتاج ہیں اور ہندوستان میں اسلامی حکومت کی داغ بیل ڈالنے کا سہرا جن کے سر ہے۔ نیز اس سلسلہ عالیہ کے دیگر بزرگان نے بھی اسلامی حکومت کے استحکام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

اکبر اعظم جیسا ذی اقتدار شہنشاہ اولاد کے لئے سرگرداں ہے ہندوستان کا تخت جانشین کے انتظار میں ہے۔ جہانگیر کے ساتھ "سلیم" کا پیوند تاریخ کا وہ ناقابل فراموش واقع ہے۔ جس سے منکرین ولایت کو بھی یہ ماننا پڑتا ہے کہ

اولیا را ہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گرد انند ز راہ

امام الاولیاؒ

Marfat.com

ابتداً

حضرت شیخ سید کلیم اللہ جہان آبادی ۱۰۶۰ھ ہجری دہلی میں پیدا ہوئے۔ حضرت کے والد بزرگوار عہد شاہجہانی کے مشہور طغرانویس تھے۔ جامع مسجد دہلی کے کتبے موصوف کے پاکیزہ خط کا نمونہ ہیں۔ حضرت کے بزرگ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔ بچپن ہی سے بہت ذہین تھے۔ ابتدائی تعلیم شیخ ابوالرضا سے حاصل کی۔ بعدازاں فقہ و حدیث میں بھی کامل ہوئے۔

ابھی نوجوان تھے کہ دل میں مدینہ طیبہ کی زیارت کا بے پناہ جذبہ پیدا ہوا۔ اور فوراً سفر پہ آمادہ ہوئے۔ اور بیت اللہ شریف کی زیارت سے مشرف ہوتے ہوئے دربارِ روضۂ اقدس حضور سرورِ دو جہاںؐ کا

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو گئے۔ مدینہ منورّہ کی پاک سرزمین پر اُن دنوں حضرت شیخ یحییٰ مدنیؒ کی ولایت کی دھوم تھی۔ حضرت ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور یہ رباعی پیش کی۔

اے کہ نہ از نام تو می بارد عشق
وز نامہ و پیام تو می بارد عشق
عاشق شود آنکس کہ بکویت گذرد
گو ز در و بام تو می بارد عشق

حضرت شیخ یحییٰ مدنیؒ نے اس رباعی کو بہت پسند کیا اور سلسلہ عالیہ میں داخل فرمایا۔

کہتے ہیں انہیں ایام میں حضرتؒ نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک نورانی مکان پر تشریف فرما ہیں، جہاں حضور صاحب لولاک سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم بھی جلوہ فگن ہیں اور حضرت کے پیر و مرشد سے ارشاد فرما رہے ہیں کہ انہیں خرقہ پہنا دیجئے۔

حضرت اس نعمت بے بہا پر بہت خوش ہوئے اور سجدہ شکر بجا لائے۔ اگلے روز صبح صبح حضرت کے شیخؒ نے انہیں یاد فرمایا جب یہ حاضر ہوئے تو وہاں چند خرقے رکھے تھے شیخؒ نے ایک خرقہ اٹھا کر بولے بابا کلیم ہم یہ خرقہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ حضور

Marfat.com

سرکارِ دوعالم ﷺ کی طرف سے تمہیں دیتے ہیں" سبحان اللہ!

زہد و ریاضت

خرقہ پہننے کے بعد حضرت ریاضت و مجاہدے میں مصروف ہو گئے۔ اکثر تین روز کے بعد جو کی ایک روٹی سے روزہ کھولتے۔

حضرت شیخ نجیب الدین رح فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ بہت ہی متوکل مزاج تھے، گیارہ سال تک شب و روز مجاہدے کئے، اور مدارج ولایت کو طے کرتے ہوئے درجۂ محبوبی کو پہنچے۔ حضرت کے ایک ہمعصر بزرگ خواجہ شمس الدین مبارک رح ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ جس کسی حاجتمند کو دینی اور دنیوی مراد جلد حاصل کرنی ہو وہ حضرت محبوب سے رجوع کرے۔

ایک اور بزرگ شیخ جمال الدین حسنی رح اپنے ملفوظات میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ اپنے زمانہ کے عارف کامل تھے۔ زہد و ریاضت میں اپنی مثال آپ تھے۔ اور جو منہ سے فرماتے وہی ہو جاتا۔

مدینہ منورہ کے قیام میں اکثر وقت روضہ اقدس سرکارِ دوجہاں ﷺ کی حاضری میں صرف کرتے۔ ایک روز حضرت کو سرکارِ دوعالم ﷺ کی بارگاہ سے واپسی وطن کا ارشاد ہوا! نیز حکم ملا کہ پرانی دہلی میں

Marfat.com

ایک شخص شیخ اچھا رہتے ہیں اُن سے ملنا اور ہماری طرف سے انہیں یہ کلاہ بھی دینا ــــ حضرت دربارِ رسالتؐ سے "کلاہ" فضیلت کی مقدس امانت لئے منزل بہ منزل طے کرتے اپنے وطن میں داخل ہوئے، اور سب سے پہلے حضرت قطب الاقطاب کے مزار پہ حاضری دی۔

کہتے ہیں اسی شب شیخ اچھا بھی حضور سرورِ دوجہاں صلعم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور حضرت شیخ رح کی آمد سے انہیں مطلع کیا۔ چنانچہ حضرت سے ملاقات کے لئے اگلے روز وہ جیرول شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ ادھر حضرت شیخ بھی ان سے ملنے کے لئے جیرول کو چل دیئے تھے۔ راستے میں دونوں بزرگ ایک دوسرے سے ملاقی ہوئے، شیخ اچھا رح فرماتے تھے کہ آپ چونکہ روضہ اقدس سے تشریف لائے ہیں اس لئے مجھ سے فضیلت میں بڑھ چڑھ کر ہیں۔ حضرت شیخ رح بھی کسر نفسی فرمارہے تھے کہ آپ مجھ سے افضل ہیں۔ کیونکہ مجھے یہ سعادت طول طویل مسافت کے بعد حاصل ہوئی ہے اور آپ کو گھر بیٹھے یہ دولت میسر ہے۔" حضرت شیخ اچھا کلاہ لے کر خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔

دہلی میں

حضرت شیخ کلیم رحمۃ نے قلعہ اور جامع مسجد کے درمیان سکونت اختیار کی جہاں ان کی رہائش کے لئے ایک بڑی حویلی بنا دی گئی ۔۔۔

کہتے ہیں ان ایام میں دہلی اور اس کے گردو نواح میں بیدینی کا دور دورہ تھا۔ ان حالات میں حضرت شیخ رحمۃ کی دہلی میں آمد کسی بڑی نعمت سے کم نہ تھی، لوگ جوق درجوق آتے حضرت کے ہاتھ پہ تائب ہو کر اس چشمۂ کلیمی سے سیراب ہوتے۔ بیعت میں سرکاری حکام بھی تھے۔ اور رؤساء اور امراء بھی شریک تھے۔ ان کی توجہ سے لوگ بہت جلد صراط مستقیم پہ چلنے لگے۔

حضرت کا حلقہ درس بھی کافی وسیع تھا کہ لوگ دور دور سے آتے اور فیض یاب ہوتے، گویا حضرت کی آمد سے تھوڑا ہی عرصہ بعد جا بجا علم و فضل کے چشمے پھوٹ پڑے اور پرچم اسلام لہرانے لگا۔

کہتے ہیں حضرت اپنے وقت کے زبردست خطیب بھی تھے۔ حضرت کی تقریر میں بلا کی روانی ہوتی تھی کہ لوگ دم بخود چپ چاپ سنتے۔ آنکھوں سے گاہے آنسو بہاتے اور بے ہوش ہو جاتے ان پر تصوف کے ایسے ایسے رموز

نکات کا انکشاف ہوتا تھا کہ لوگ گھنٹوں اس بڑے "فلسفی" کی کہی گئی باتوں پر غور و فکر کرتے۔ حضرت تقریر میں معرفت کے ایسے ایسے مسائل حل کرتے تھے کہ لوگ ان کی علمیت کا اعتراف کئے بغیر نہ رہتے۔ آواز درمیانہ ہوتی تھی مگر بڑے سے بڑے مجمع میں یکساں سنی جاتی تھی۔ بے شمار غیر مسلم بھی حضرت کے ہاتھ پر ایمان لائے۔ کہتے ہیں اسلام قبول کرنے والے لوگوں کی تعداد بارہ تیرہ ہزار سے ہرگز کم نہ تھی۔

معمولات

حضرت شیخ رح رات کو بہت کم آرام کرتے تھے، ہمیشہ باوضو رہتے اور عبادت میں مصروف۔ کہتے ہیں عشا کی نماز کے بعد حجرہ کے اندر تشریف لے جاتے اور صبح کی نماز کے وقت باہر نکلتے حضرت کے بعض خدام کا بیان ہے کہ حضرت نے متواتر بیس سال عشا کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔

تلاوت کلام مجید کے اس قدر دلدادہ تھے کہ نہایت خوش الحانی سے پڑھتے، بعض اوقات حجازی انداز میں بھی تلاوت فرماتے تھے۔ کہ سامعین پر ایک محویت سی طاری ہو جاتی۔ اور آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے۔

Marfat.com

فجر اور ظہر کے بعد عموماً کثرت سے تلاوت فرماتے جن آیات میں انعام الٰہی کا ذکر ہوتا۔ انہیں بار بار اشتیاق سے پڑھتے اور ایسے کھو جاتے گویا حضرت پر انوار الٰہیہ کی بارش ہو رہی ہے اس وقت سراپا نور نظر آتے۔

حضرت کا معمول تھا کہ ہر خاص و عام سے فتوحات قبول نہ فرماتے تھے۔ البتہ مخلصین سے لیتے تھے، غربا اور مساکین میں تقسیم کر دیتے۔

ایک مرتبہ غزنی کا ایک باکمال شاعر دہلی کے بادشاہ فرخ سیر کا قصیدہ لکھ کر لایا حضرت کے ہاں باریاب ہو کر معروض ہوا کہ دعا فرمائیں کہ بادشاہ کے ہاں یہ قصیدہ قبول ہو۔ ارشاد فرمایا۔ "ایسا ہی ہوگا" بادشاہ قصیدہ سن کر نہ صرف خوش ہوا بلکہ شاعر کو گرانقدر انعام سے بھی نوازا۔ وہ یہ ساری رقم حضرت شیخ کے حضور میں لایا۔ حضرت نے فرمایا یہ تمہارے لئے ہے۔ اپنے متعلقین میں تقسیم کر دو ———

کہتے ہیں حضرت کے گھر کے ماہانہ اخراجات کے لئے صرف اڑھائی روپیہ ماہوار کی یافت تھی۔ بادشاہ فرخ سیر نے ہر چند چاہا کہ حضرت کے اخراجات کے لئے کوئی وظیفہ یا جاگیر وقف

Marfat.com

کر دے ـــــ مگر حضرت نے منظور نہ فرمایا۔ کھانا کھانے کے دوران میں کوئی مسکین آ جاتا تو اسے اپنے ساتھ بٹھا لیتے۔ طبیعت میں سادگی بہت تھی۔ معمولی مگر صاف ستھرا لباس پہنتے تھے۔ سنت نبوی کے دلدادہ تھے۔ ہر امر میں سنت کا بہت لحاظ رکھتے۔

کہتے ہیں ایک مرتبہ مدینہ طیبہ سے مسجد قبا کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔ ایک خادم بولا "حضرت سواری لے لیجئے" ارشاد فرمایا "حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس مسجد کو پیادہ پا تشریف لے جاتے تھے اس لئے میں بھی پیدل جاؤں گا۔"

اسی طرح جبل احد تک پیدل چلے۔ اور استفسار پر حضورؐ کی یہ حدیث مبارک دہراتے کہ اللہ کی راہ میں جس شخص کے پاؤں غبار آلود ہو جائیں اللہ ان پر دوزخ حرام کر دیتا ہے۔ لہذا میں بھی پیدل چل کر اس سعادت کو حاصل کرنے کی سعی کرتا ہوں۔

حضرت سماع بھی سنتے تھے محفل میں سماع کی شرائط کو ملحوظ رکھتے۔ ہر کس و ناکس کو اس میں شرکت کی اجازت نہ ہوتی تھی۔

Marfat.com

حضرت ولی اللہ ہونے کے ساتھ ساتھ زبردست عالم اور بلند پایہ مصنف بھی تھے۔ تفسیر کلیمی۔ کشکول کلیمی۔ مرقع کلیمی اور مکتوبات کلیمی متعدد تصنیفات بہت مشہور رہیں۔

کرامات

دہلی میں ایک مرتبہ قحط سالی کے آثار نمودار تھے۔ لوگ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر بارش کے لئے دعا کے طلبگار ہوئے حضرت شیخ رح نے ہاتھ اٹھائے اور کہا "اے رب اپنے بندوں پر رحم فرما"۔ اسی وقت بارش ہونے لگی۔

ایک مرتبہ سفر میں تھے کہ راستے میں ایک اندھا ملا۔ اُسے دیکھ کر فرمایا "یا اللہ اسے بصارت عطا کر" اللہ کے فضل سے اسی وقت اندھے کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔

ایک مرتبہ بعض خدام بھی ہم سفر تھے۔ راستے میں پیاس کا غلبہ ہوا۔ ایک کنوئیں پر گئے مگر ڈول اور رسّی ندارد۔ حضرت شیخ نے فرمایا "جب میں نماز میں مشغول ہو جاؤں تم لوگ پانی لے لینا"۔ چنانچہ حضرت جب نماز میں مشغول ہوئے کنوئیں کا پانی اوپر آگیا۔ لوگوں نے مشکیزہ بھر لیا۔

ایک مرتبہ اصفہان کا ایک فلسفی خدمت میں حاضر ہوا اور

Marfat.com

تصوف پر شبہات کا اظہار کرنے لگا۔ حضرت جَو کی روٹی تناول فرما رہے تھے۔ فوراً روٹی کا ایک ٹکڑا اُسے دیا جسے کھاتے ہی اس کے شبہات دُور ہو گئے۔ اور حضرت کا معتقد ہو گیا۔

ایک مرتبہ سفر میں روزہ سے تھے، جب افطار کا وقت ہوا تو آسمان سے ایک طباق اترا جس میں چند روٹیاں اور کھجوریں تھیں۔ چونکہ حضرت کے ہمراہ چند خادم بھی تھے سب نے اس غیبی امداد پر سجدہ شکر ادا کیا۔

کہتے ہیں ایک آوارہ منش خدمت میں حاضر ہوا، فرمایا۔ افسوس تم ایک طوائف کی محبت میں مبتلا ہو کر معبودِ حقیقی کو بھول گئے ہو۔ جس قدر طوائف کے لئے کوشش میں لگے رہتے ہو اگر نماز میں مشغول ہوتے تو کیا کچھ نہ ہوتا۔ وہ شخص فوراً تائب ہوا اور چند ہی روز میں حضرت کی دعا اور صحبت نے اُسے عارف کامل بنا دیا۔

وصال

حضرت کا وصال شریف ۳۴۲ھ میں ہوا قلعہ اور جامع مسجد کے درمیان میں جہاں حضرت کی قیامگاہ تھی اور جسے زمانہ نے اب مٹا دیا ہے، دفن ہوئے، یہ پڑگراؤنڈ حضرت کے

Marfat.com

مزار شریف کی سادگی راہ گیروں کو بے اختیار اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ لوگ وہاں حاضر ہوتے ہیں اور بفضل حق سبحانہٗ و تعالیٰ مرادیں حاصل کرتے ہیں۔

حضرت کے اقوال آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں چند ایک ملاحظہ ہوں۔

فرمایا اخلاق سے یعنی خلق عظیم سے پیش آؤ تاکہ وہ راہ راست پر آ جائے۔ فرمایا جس صحبت کے پاس بیٹھو اس کی مرضی سے بیٹھو۔ خواہ زاہد ہو یا جبری ہو لیکن زہد اور تقویٰ اور ثبات قرآن ہی کی تعلیم پہ عمل کرو۔ فرمایا جس دل میں عشق الٰہی کی آگ روشن ہو جائے ظاہری آگ نہیں جلا سکتی اور عشق الٰہی کی آگ سے دوزخ بھی پناہ مانگتا ہے۔ فرمایا حقیقت دل کی [illegible] مردہ نہیں بلکہ ہماری آنکھیں [illegible] نور بصیرت حاصل ہوگی۔ حضور کی حیات حقیقی کو ظاہری آنکھوں سے دیکھ سکیں گے۔ فرمایا سعادت ان چیزوں سے حاصل ہوتی ہے۔ تلاوت کلام مجید، کم کھانا، تہجد پڑھنا صبح کے وقت دعا مانگنا۔ صالحین کی صحبت میں رہنا۔

Marfat.com

شیخ المشائخ

Marfat.com

آغاز

حضرت شیخ نظام الدین ولی اورنگ آبادی پورب دیس
کے ایک قصبہ "قصبات پورہ" کے رہنے والے تھے۔ حضرت کے
والد بزرگوار صاحب علم و جاہ و ثروت تھے۔ جب ان کا وصال ہوا
تو حضرت (جو کہ ابھی نوجوان تھے) تحصیل علم کے لئے دہلی چلے
آئے۔ جہاں حضرت شیخ کلیم اللہ رح کا طوطی بول رہا تھا حضرت
بھی ان کے در دولت پر پروانہ وار کھنچے چلے آئے۔

کہتے ہیں جس روز حضرت شیخ کلیم اللہ رح کی بارگاہ میں حاضر
ہوئے۔ وہاں محفل سماع منعقد تھی۔ چونکہ حضرت شیخ رح کی
مجلس سماع میں ہر کس و ناکس شریک نہیں ہو سکتا تھا چنانچہ

Marfat.com

خدام نے انہیں بھی دروازے پر روک لیا۔ اور جب دروازہ کھلا تو حضرت شیخ کو ان کے نام اور پتہ سے باخبر کیا۔ حضرت نے سن کر فرمایا "وہ بیگانہ نہیں ہے اُسے اندر لے آؤ"

جب حضرت اندر تشریف لائے تو حضرت شیخ رح نے اُن کی آمد پر مسرت کا اظہار فرمایا۔ اور اپنے پاس بٹھایا۔ اس غیر معمولی التفات پر اور مُریدین نے بُرا بھی منایا۔ مگر جسے پیا چاہے وہی سہاگن ہے۔ حضرت پر بھی حضرت شیخ کی نگاہ کیمیا صفت بجلی بن کر گری اور قلب و جگر میں اتر گئی۔ گاہے روتے اور گاہے غش کھا کر گرتے تھے۔ بہت دیر کے بعد جب ہوش میں آئے تو تبدیلی حال پر تعجب بھی کرتے اور ہنستے بھی، حاضرین نے تصوف سے متعلق کچھ سوالات بھی کئے، شافی جواب سننے پر حضرت شیخ کے ہاتھ پر بیعت ہونے کی خواہش اُٹھ آئی بے اختیار حضرت کی خدمت میں عرض کیا۔

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

حضرت شیخ کو برسوں پہلے کا واقعہ یاد آگیا۔ ایک روز جب کہ مدینہ منورہ میں وہ حضرت شیخ یحییٰ مدنی رح کے روبرو

Marfat.com

دونوں تو بیٹھے تھے اور انہوں نے ارشاد فرمایا تھا کہ بابا کلیم اللہ ایک روز آپ کے پاس نظام الدین نام کے ایک نوجوان آئیں گے اور مذکورہ بالا شعر پڑھیں گے۔

کہتے ہیں اس شعر کو نقل کرنے کے ساتھ ساتھ حضرت نے شیخ رح کی نعلین جھاڑ کر ادب سے سامنے رکھی تھیں۔ اور ہاتھ باندھ کر خود کو حلقہ غلامی میں شامل کرنے کی درخواست بھی گذاری تھی۔ اور حضرت شیخ نے فرمایا تھا کہ تم تو علم ظاہری حاصل کرنے کے لئے آئے ہو؟ ——

الغرض حضرت کو بیعت پر آمادہ پا کر شیخ بھی انعام واکرام پر مائل ہو گئے اور بعد تلقین ارشاد انہیں مجاہدہ کا حکم دیا۔ اور تھوڑے ہی دنوں بعد انہیں خرقہ خلافت عطا فرما کر لوگوں کی ہدایت کے لئے دکن میں بھیج دیا۔

مسندِ ارشاد

حضرت دکن میں اورنگ آباد میں قیام پذیر ہوئے۔ اور مخلوق خدا کو اسی جگہ بیٹھ کر خمخانہ کلیمی سے سیراب کرتے رہے لوگ بھی پروانہ وار حضرت پر گرتے اور بیعت سے مشرف ہوتے۔ دکن کا نواب نظام الملک آصف جاہ بھی مرید ہوا کہتے ہیں دکن

Marfat.com

میں حضرت کے مریدین کی تعداد ایک لاکھ کے لگ بھگ تھی۔

احسن الشمائل جس میں حضرت کے مناقبات درج ہیں لکھا ہے کہ حضرت کے ایک مرید کی بیوی کو جذام (کوڑھ) کا عارضہ لاحق تھا یہانتک کہ کوڑھ اعضاء سے رستا رہتا تھا۔ جب طبیب عاجز آگئے تو حضرت کی طرف رجوع کیا۔ حضرت اس وقت وضو فرما رہے تھے۔ اس کی گریہ زاری پر از راہ کرم فرمایا "میں حکیم نہیں ہوں"۔ بعد وضو بدھنی میں جو پانی بچ گیا تھا۔ اسے عنایت فرمایا۔ اور کہا "اس میں سے چند گھونٹ پانی مریضہ کو پلا دینا"۔ نیز وہ زمین جہاں وضو کا پانی بہا تھا وہاں سے تھوڑی گیلی مٹی بھی اسے دی۔ اور فرمایا "یہ اس کے زخموں پر لگا دینا۔ اللہ نے چاہا تو اسے صحت ہو جائے گی"۔ کہتے ہیں چند ہی روز میں مریضہ صحت یاب ہو گئی۔ روحانی مریضوں کے علاوہ جسمانی امراض کے مریض بھی حضرت کے پاس کثرت سے آتے تھے، بعض کو حضرت محض دم فرماتے اور وہ صحت یاب ہو جاتے۔ جو آنکھوں کے مریض ہوتے۔ انہیں حضرت کا لعاب دہن مبارک ڈالنے سے صحت ہو جاتی۔

Marfat.com

کرامات

کہتے ہیں ایک مرتبہ ایک سنیاسی حضرت کی خدمت میں آیا اور بولا "فقیری میں آپ کی معلومات کہاں تک ہیں" حضرت نے فرمایا "میں اس سے زیادہ نہیں جانتا۔ جس قدر کہ مجھے میرے اللہ نے علم دیا ہے" وہ بہت مصر ہوا حضرت کو بھی جلال آ گیا۔ بولے "تو میرے علم کو آزمانا چاہتا ہے! پہلے ذرا آئینے میں اپنی صورت تو دیکھ ۔۔۔" اور خادم سے آئینہ لانے کو کہا۔ سنیاسی نے اندر جھانک کر صورت دیکھی تو آدھا چہرہ بندر کا اور آدھا سؤر کا تھا۔۔۔ سنیاسی حیران ہو کر بولا ۔۔۔ "حضرت اس تبدیلی ہیئت کا سبب کیا ہے؟"

ارشاد فرمایا "جن شکلوں کی پرستش کرتے ہو۔ اللہ نے تمہاری صورتیں بھی ویسی کر دی ہیں اور ان کے ساتھ تمہارا حشر بھی ہوگا" وہ بہت گھبرایا ۔۔۔ اور ہاتھ باندھ کر بولا "حضرت میں اس عقیدے سے باز آیا۔ مجھے مسلمان کیجئے ۔۔۔ تاکہ میرا ظاہر اور باطن درست ہو" حضرت نے اس کی درخواست پر اسے مشرف با اسلام فرمایا۔ سنیاسی خوش ہو کر بولا "حضرت اس

عنایت پر میں بھی ایک نسخہ آپ کی خدمت میں نذر کرتا ہوں" کہتے ہوئے اس نے جھولے سے ایک ناریل نکالا جس میں کیمیا بھری تھی، ایک قطرہ بھر تانبے کے ٹکڑے پر ڈالی۔ تانبہ فوراً کندن ہو گیا۔

حضرت نے اس کے شعبدہ پر تبسم فرمایا اور بولے "میاں اس کام میں تو بہت جھنجھٹ ہیں۔ ناریل کے اندر جو چیز ہے آخر ایک دن ختم بھی ہو گی —— البتہ ہم تمہیں ایک آسان طریقہ بتلاتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کیا ہے۔ فرمایا۔ تھوڑا تانبہ مجھے دکھاؤ" سنیاسی نے جھولے سے ایک ٹکڑا تانبے کا نکال کر پیش خدمت کیا۔ حضرت نے اسے آگ میں ڈلوایا جب وہ پگھلا تو اس پر تھوک دیا وہ سونا ہو گیا۔

سنیاسی معروض ہوا کہ حضرت اس میں کیا حکمت ہے۔ فرمایا "میرے رب کے نام پاک کی برکت ؟ جب اس کا نام پاک زبان سے لیا جاتا ہے تو اس کی برکت سے جو کام چاہیں ہو جاتا ہے۔

سنیاسی دل سے معتقد ہوا —— کہتے ہیں حضرت کے دروازے پر برسوں پڑا رہا۔ ایک روز عرض گذاری کہ حضور مقامات نہیں کھلتے۔ حضرت نے نور باطن سے تاڑ کر فرمایا "تیرے پاس

Marfat.com

اکسیر والی وہ ناریل دھری ہے اس لئے ترقی کیونکہ پاتے۔ فقیر کو ہمیشہ اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔ سنیاسی نے ناریل سمندر میں پھینک دی۔ اسی روز سے روحانی مقامات جلد جلد طے ہونے لگے۔ اور واصلین میں داخل ہوا۔ حضرت نے ان کا اسلامی نام عبدالحق رکھا تھا۔ اور بعد تکمیل "تبریز" کی طرف انہیں دہاں بننے کے لئے روانہ کر دیا۔

وصال۔

حضرت نے ۱۱۴۲ھ میں وصال فرمایا۔ اور اورنگ آباد میں دفن ہوئے۔ جہاں ان کا مزار شریف آج بھی زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

Marfat.com

فخر الاولیاء

Marfat.com

بچپن

حضرت مولانا خواجہ فخر الدین فخر جہاں دہلوی رح ۱۱۲۶ھ میں اورنگ آباد (دکن) میں پیدا ہوئے۔ حضرت شیخ نظام الدین ولی اورنگ آبادی کے فرزند ارجمند تھے۔ کہتے ہیں جس روز تولد ہوئے۔ حضرت کے پیر و مرشد شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی رح بھی اورنگ آباد میں تشریف رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت کے والد بزرگوا انہیں گود میں لئے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شیخ رح بہت خوش ہوئے اور اپنے خرقہ میں سے کپڑے کا ٹکڑا عطا کیا۔ جس سے کرتہ بنوا کر حضرت کو پہنایا گیا۔ اور مولانا "فخر الدین" نام رکھا ـــــ گویا پیدائش ہی کے دن سے مولا

Marfat.com

کہلائے۔ ابتدائی تعلیم حضرت نے والدِ بزرگوار سے حاصل کی۔

سن شریف سات برس کا تھا کہ خواب میں دیکھا کہ حضورِ سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عناب کے پانچ دانے عطا فرمائے ہیں، جب بیدار ہوئے تو پانچوں دانے ہاتھ میں تھے حضرت کے والدِ بزرگوار پر بھی اس واقع کا انکشاف ہوگیا۔ بہت مسرور ہوئے اور فرزند سے مخاطب ہوکر بولے "بیٹا سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا عطیہ اکیلے نہیں کھانا چاہیئے"۔

حضرت دو دانے نوش فرما چکے تھے اور تین ہاتھ میں تھے۔ فوراً والدِ بزرگوار کی خدمت میں پیش کر دئے۔ بزرگوار بھی بڑی شفقت سے پیش آئے۔ بیٹے کو خصوصی عنایات سے نوازا حضرت اُن سے ظاہری تعلیم کے ساتھ ساتھ باطنی فیض بھی پانے لگے کہ سولہ برس کی عمر میں طاق ہوگئے۔

مسندِ ارشاد

حضرت پچیس سال کی عمر میں دکن سے دہلی میں تشریف لائے اور طالبانِ حق کی تربیت میں مشغول ہوئے اور کچھ عرصہ کے بعد خدام کے ساتھ اجمیر شریف پہنچے اور سالارِ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے مزار کی زیارت سے مشرف ہوئے وہاں سے پاکپتن شریف آئے

Marfat.com

حضرت لاہور بھی آئے تھے۔ حضرت داتا صاحبؒ اور حضرت میاں میر صاحبؒ کے مزارات پر بھی حاضری دی اور پانی پت کی زیارتوں سے مشرف ہوتے ہوئے دہلی واپس تشریف لے گئے۔ کہتے ہیں سفر کے دوران میں حضرت کو ایک جگہ ڈاکوؤں نے گھیر لیا وہ بیس پچیس جنے تھے۔ حضرت نے تنہا اُن سے مقابلہ کر کے انہیں زیر کر لیا۔ اور وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔

دہلی دروازے کے باہر حضرت کی اقامت گاہ تھی جس کے آثار اب منہدم ہو چکے ہیں۔ چند قبروں کے نشانات باقی رہ گئے ہیں۔ اللہ بس۔ باقی ہوس!

کرامات

کہتے ہیں ایک مرتبہ مجلس سماع منعقد تھی حضرت مع خدام کے الست سنتے بیہوش پڑے تھے کہ محفل میں بعض نااہل بھی شریک تھے۔ ایک حضرت سے مخاطب ہو کر بولا "دیکھنا یہ بدھی کس طرح ناچتا ہے" حضرت کی نگاہیں اس کے چہرے پر پڑیں وہ اسی وقت ناچنے لگا۔ جب ہوش بجا ہوئے تو حضرت کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ اور بیعت کی درخواست کی۔ اور گستاخی کے لئے معذرت چاہی۔ آخر حضرت نے اسے بیعت

Marfat.com

فرمایا اور چند اشرفیاں بھی پاس سے دیں۔

روایت ہے کہ ایک صاحب یار محمد نامی آستانہ حضرت سلطان المشائخ پر رہتے تھے۔ ایک عرصہ سے بیمار تھے جب بہت لاچار ہوئے تو حضرت کے ایک خادم سے بولے کہ افسوس مجھ میں چلنے پھرنے کی سکت ہوتی تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر شفا کے لئے دعا کا طلبگار ہوتا۔ اسی شب حضرت خواب میں تشریف لائے اور ان سے ارشاد فرمایا کہ یار محمد تسلی رکھو اب تم تندرست ہو جاؤ گے۔ چنانچہ اسی روز صبح جب نیند سے بیدار ہوئے تو خود کو بھلا چنگا پایا۔

اسی طرح بوناواشریف کے پیرزادوں میں سے ایک صاحب نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ مدت سے حضرت کے ہاتھ پر بیعت ہونے کی خواہش ہے۔ مگر دہلی جانے کا موقع نہیں ملتا ہاں اگر حضرت مولانا یہاں تشریف لے آئیں تو زہے قسمت ــــ

کہتے ہیں اس روز جب پیرزادہ صاحب کسی کام کے لئے گھر سے باہر نکلے تو دیکھا کہ حضرت سامنے سے چلے آتے ہیں۔ فوراً قدم بوس ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔

ایک مرتبہ قاضی الہ عطا صاحب سوفی پتی عارضہ تپ میں تھے

Marfat.com

میں مبتلا ہو گئے۔ وہ سوکھ کر کانٹا بن گئے تھے۔ انہیں معاً
حضرت کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہونے کا خیال پیدا ہوا
پالکی میں بیٹھ کر دہلی پہنچے۔ حضرت نے گلے سے لگایا۔ اسی وقت
ان کو شفا ہوئی۔ سبحان اللہ ــــ

کہتے ہیں ایک پٹھان حضرت کا مخالف ایک مرتبہ چھری
ہاتھ میں لئے حضرت کے پاس آیا اور بولا عالم فاضل ہو کر
سماع سنتے ہو یہ بات درست نہیں؟" فرمایا "تم دعا کرو میں
قصور وار ہوں"

وہ قریب ہوا اور حضرت کے گلے پر چھری چلانے لگا۔ خادم
دوڑ کر آئے۔ حضرت انہیں منع فرما کر بولے "تم وہیں ٹھہرو۔
میں حاضر ہوں۔ اگر میرا سر ان کے کسی کام آجائے تو اس سے
بہتر اور کون سی بات ہو گی"

وہ شرمندہ ہو کر چلا گیا اور اگلے روز دو تین ساتھیوں
کو لے کر آیا۔ حضرت نے جب رنگ بدلا ہوا دیکھا تو ایک نظر
ان پر ڈالی۔ پھر کیا تھا تینوں فرش پر گر پڑے اور لوٹنے
لگے۔ جب ہوش آیا تو معافی کے طلبگار ہوئے۔

مشہور واقع ہے کہ کسی نے حضرت سے دہلی کی طوائفوں

Marfat.com

کی شکایت کی کہ حضرت ان کی وجہ سے شہر میں بدکاری بہت بڑھ گئی ہے۔ حضرت اسی روز چکلے میں پہنچے۔ طوائفوں نے سُنا تو استقبال کے لئے اپنے گھروں سے باہر نکل آئیں۔ حضرت نے فرمایا "تم لوگ گھر کے اندر بیٹھو ہم وہیں آتے ہیں"۔ چنانچہ حضرت ہر ایک طوائف کے پاس گئے اور ان سے روزانہ خرچ کے متعلق دریافت کیا۔ اور جس نے جو رقم بتائی اُسے دی اور واپس چلے آئے۔

کچھ عرصہ تک انہیں وہ رقم برابر تقسیم فرماتے رہے۔ آخر ایک روز ایک مرید نے اس کا سبب دریافت کیا، فرمایا وہاں بڑھیا گھٹیا سبھی طرح کی طوائفیں بستی ہیں۔ اچھا ہے جس قدر لوگ ان سے دور رہیں۔ جب ان کو پیسہ ملے گا یہ آپ حرام سے دور رہیں گی"۔

کہتے ہیں ان سب رنڈیوں نے توبہ کی اور نکاح کر لئے۔ اور جس رنڈی نے توبہ اور نکاح کرنے میں پہل کی تھی وہ سالک و مجذوب ہوئی۔ اور قدم شریف نبی کریمؐ کے چبوترے میں جا بیٹھی ——

اکبر شاہ ثانی ایک مرتبہ دردِ سر کے عارضہ میں مبتلا ہوا،

Marfat.com

حضرت کے پاس خادم کو بھیجا۔ حضرت نے سر سے کلاہ اتار کر فرمایا اسے بادشاہ سے کہنا کہ سر پہ رکھ لے ـــــ بادشاہ کا عارضہ فی الفور جاتا رہا۔ اس نے کلاہ کے برابر سونا اور جواہرات خدمت والا میں بھیجے۔ حضرت نے سب مال طلباء اور فقرائیں تقسیم کر دیا۔

شاہی محل کی اکثر بیگمات حضرت کے ہاتھ پہ بیعت تھیں والدہ بہادر شاہ ظفر بھی حضرت کی مرید تھی، بہادر شاہ ابھی بچہ ہی تھے کہ حضرت کے ہاتھ پہ بیعت تھے فرمایا اگر یہ بچہ بادشاہ کا نہ ہوتا تو ہم اسے اپنے پاس رکھتے۔

ایک مرتبہ سماع میں ایک شخص جہاں بحق ہوا۔ اس کے ساتھیوں نے شور مچایا حضرت نے فرمایا "تسلی رکھو یہ زندہ ہے۔ ادھر قوالوں سے فرمایا کہ یہ غزل شروع کرو۔

لب لعل تو صد جاں میدہد
خضر آسا آب حیواں میدہد
مردہ گر باشم بعالم باک نیست
جاں وصل خویش جاناں میدہد

ان اشعار کا ادا ہونا تھا کہ محفل میں کہرام مچ گیا۔ وہ نوجوان

Marfat.com

بھی وجد کے عالم میں زمین پر لوٹنے لگا۔

کہتے ہیں حضرت کے ہاں سماع میں احتیاط کو ملحوظ رکھا جاتا تھا۔ اسی لئے بعض منکرین سماع بھی جب حضرت کی مجلس میں آتے تو از خود رفتہ ہو کر وجد میں آجاتے۔

ایک روز دہلی کے مشہور عالم مولوی کریم صاحب حضرت کی خدمت میں آئے اور آتے ہی تیر نگاہ کے شکار ہو گئے۔ اور مجذوبوں کی سی باتیں کرنے لگے۔ جب ہوش میں آئے تو حضرت نے ایک لڑکے کو تعلیم کے لئے مولانا کے سپرد کیا۔ دو روز کے بعد "زید کو عمر نے مارا" کا سبق پڑھایا، لڑکے نے دریافت کیا۔ "آخر زید کو عمر نے کیوں مارا؟" مولوی صاحب بولے۔ بھئی یہ راز کی بات ہے۔ اور ان پر وجد طاری ہو گیا۔

ادھر حضرت کو خبر ہوئی تو انہیں بلوا بھیجا اور فرمایا۔ "مولانا یہ زید اور عمر کا کیا قصہ ہے"

بولے "حضرت بس اب رہنے دیجئے۔ دو روز تو لڑکے کو پڑھایا۔ اب آگے ہمت نہیں پڑتی" مولوی صاحب چند روز کی صحبت ہی میں ولی کامل ہو گئے۔

Marfat.com

وصال

حضرت کا ۱۱۹۹ھ ہجری میں وصال ہوا، حضرت خواجہ صاحبؒ کی مسجد کے زیرین حصہ میں دفن ہوئے۔ جب خدام دفن کرنے لگے تو یہ جگہ بہت تنگ تھی۔ مگر بعد تیاری لحد نہ صرف جگہ کشادہ ہو گئی بلکہ ایک دو اور مزاروں کے لائق بھی نکل آئی۔ حضرت کے خلفا میں حضرت مولانا مہارویؒ بہت مشہور ہیں۔ بادشاہ بہادر شاہ ظفر بھی حضرت کے خدام میں صاحب ارشاد ہوئے ہیں۔ جن کا ذکر اختصار سے درج ذیل ہے۔

بہادر شاہ ظفرؒ

چھٹپنے ہی میں حضرت مولاناؒ کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے۔ بچپن سے لے کر بڑھاپے تک حضرت کا بیحد ادب کرتے تھے۔ اور بعد رحلت حضرت پیر و مرشد اکثر گرمیوں میں مہرولی (اقامت گاہ حضرت قطب الاقطابؒ) قیام رکھتے۔

کہتے ہیں ایک مرتبہ شاہی خاندان کے بعض بے فکرے باغ ناظر میں گرمیوں کا لطف اٹھاتے تھے۔ جب بادشاہ کی اقامت گاہ کے پاس سے گذرے دیکھا کہ بادشاہ کھڑکی میں

Marfat.com

کھڑے شدت کی گرمی اور لو میں باہر کو جھانک رہے ہیں۔
یہ لوگ آداب بجالائے، بادشاہ نے اوپر طلب کیا۔
یہ بولے۔

"حضرت اس بلا کی گرمی میں کھڑکی میں کیسے تشریف
فرماتھے آپ؟"

آبدیدہ ہو کر فرمایا۔
"ایک روز اس جگہ کھڑا تھا کہ ناگاہ سامنے سے حضرت
قطب الاقطاب رح اور میرے حضرت قبلہ (حضرت مولانا رح)
تشریف لا رہے ہیں۔ میں جھٹ آداب بجا لایا۔ چاہتا تھا
کہ نیچے اتر کر قدم بوس ہوں۔ کہ ہر دو حضرات والا تبار
نے ہاتھ کے اشارے سے منع فرمادیا۔ مجھے خوشبو کی لپٹیں آنے لگیں۔
وہ دوپہر کا وقت تھا اسی روز سے دوپہر اسی جگہ
گزرتی ہے۔ اور یہ خوشبو ہوائے خس خانہ سے بہتر معلوم
ہوتی ہے۔ لوگوں کو حضرت بیعت بھی فرماتے تھے۔ مولانا رح
کے ذکر پر اکثر بادشاہ کی آنکھوں میں آنسو بھر جاتے۔
ان متبرک مزارات کی طرف پیٹھ نہ کرتے۔
حضرت مولانا رح کی اولاد میں سے جب کوئی آتا تو احتراما

Marfat.com

کھڑے ہو جاتے۔ ایک مرتبہ ان کے صاجزادے حج کے لئے چلے تو انگریز ریذیڈنٹ کی معرفت رؤسا اور حکام کے نام یہ پروانہ جاری کرا دیا کہ بادشاہ کے پیرزادے حج کے لئے جا رہے ہیں۔ اس لئے وہ جہاں جہاں سے گذریں۔ لوگ ان سے شایان شان سلوک کریں۔

چنانچہ بادشاہ کے پیرزادے (میاں کالے صاحبؒ) جدھر سے گذرے لوگوں نے دور سے پیشوائی کی اور نذریں گذاریں۔

کہتے ہیں جب انگریزی فوج نے لال قلعہ کا محاصرہ کیا اور نمک حراموں نے بادشاہ کو زک دینے کے لئے قلعہ کے ڈھکے چھپے بھید دشمن پر کھولنے شروع کئے تو محل سے حضرت بادشاہ سلامت بار بار فرماتے کہ

کہاں تک دشمن کے گولوں کو روکوں میرے تو ہاتھ بھی جل گئے ہیں۔

جو لوگ اس وقت بادشاہ کے پاس تھے اُن کا کہنا ہے کہ نہیں بادشاہ کے ہاتھوں سے سچ مچ بارود کی بُو آتی تھی۔

Marfat.com

سلطنت دہلی کے زوال کے بعد جب انگریزوں نے انہیں ہمایوں کے مقبرہ سے گرفتار کیا اور ان پر مقدمہ چلایا۔ اور رنگون (برما) میں نظر بندی کی سزا دی تو اس موقع پر حضرت نے انگریزوں سے بہت کہا سُنا کہ انہیں رنگون کی بجائے مہرولی شریف میں رہنے کی اجازت دی جائے۔ کہ وہ بقیہ زندگی حضرت قطب الاقطاب اور حضرت مولانا رح کے مزارات پر جاروب کشی میں بسر کریں اور اپنی عاقبت سنوار سکیں۔

مگر دشمنوں نے حضرت بادشاہ کی یہ درخواست منظور نہ کی۔ اور رنگون بھجوا دیا ——— جہاں آپ اپنے حجرہ سے بہت کم باہر نکلتے تھے۔

دن بھر تلاوت نوافل اور ذکر میں مشغول رہتے تھے شعر و شاعری سے بھی شغف تھا، متعدد دیوان ان کی یادگار ہیں۔ کہتے ہیں غدر سے پہلے بادشاہ نے اناج کا کھانا ترک کر دیا تھا۔ صرف پھلوں کے رس پر گذران تھی۔

۱۲۷۹ھ ہجری میں رنگون میں وصال پایا اور وہیں

Marfat.com

دفن ہوئے۔

ان کے متعلق کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

شعر
شاہی و درویشی آنجا باہم است
بادشاہ عہد قطب عالم است

غالباً اس قسم کے اشعار

اے مرغِ دل مت رو یہاں آنسو بہانا ہے منع
اس قفس کے قیدیوں کو آب و دانہ ہے منع

حضرت کی زنگون کی زندگی کی یادگار ہیں!

Marfat.com

قبلۂ عالمؒ

Marfat.com

ابتداء

حضرت خواجہ قبلہ عالم نور محمد مہاروی رح ۱۱۴۲ھ ہجری ماہ رمضان المبارک بستی چوٹالہ (پنجاب) میں پیدا ہوئے، حضرت کے والد بزرگوار کا نام ہندال کھرل تھا۔

حضرت کی ولادت سے بہت پہلے جبکہ حضرت کی والدہ ماجدہ ابھی لڑکی تھیں اور گاؤں پھولڑہ میں اپنے والدین کے ہاں رہتی تھیں۔ ایک روز وہاں پیر حضرت عبداللہ جہانیاں رح کے سجادہ نشین شیخ فتح دریا رح مریدوں کے ہاں تشریف لائے۔ حضرت کی والدہ کو بغور دیکھا اور فرمایا کہ اس لڑکی کے شکم سے اللہ تعالیٰ ایک بڑے بزرگ کو پیدا کریں گے!

Marfat.com

کہتے ہیں حضرت رمضان المبارک میں دن کے وقت والدہ ماجدہ کا دودھ نہیں پیتے تھے۔ گویا مادر زاد ولی تھے۔ والدین نے ان کا نام بابل رکھا تھا۔ اور پیر و مرشد انہیں نور محمد کہتے تھے۔

حضرت کی والدہ ماجدہ قوم چھینا کی لٹر کی تھیں۔ پھولڑہ میں پرانے وقتوں کا ایک کنواں اب تک موجود ہے جس کا پانی ٹھنڈا اور میٹھا ہے، لوگ اس جگہ کو بوجہ حضرت کے ننھیال بہت بابرکت سمجھتے ہیں۔

حضرت کے والدین نے حضرت کی پیدائش کے تھوڑے عرصہ بعد موضع چوٹالہ سے نقل مکانی کی اور بستی مہاراں نزد پاکپٹن شریف میں سکونت اختیار کی۔

حضرت جب پانچ سال کے ہوئے تو انہیں رواج کے مطابق بستی کی مسجد کے ملّا کے پاس پڑھنے کے لئے بٹھا دیا گیا۔ اتفاق سے مسجد کے ملّا علم و فضل کے سبب گرد و نواح میں بھی بہت شہرت رکھتے تھے، حضرت نے ان سے قرآن پاک حفظ کیا۔ بعد ازاں مہاراں شریف کے پاس مضافات کھنڈیراں اور بیلا نہ میں تشریف لے گئے اور علماء سے علم دین کی چند درسی کتابیں بھی پڑھیں۔

حضرت کی قرآن خوانی کے ایام کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ مہاراں

Marfat.com

شریف میں ایک روز حافظ مسعود صاحبؒ (ملا) سے قرآن پڑھتے تھے کہ حضرت شیخ احمد ودے والے پیر مسجد میں تشریف لائے۔ اور بولے "سبحان اللہ یہ لڑکا ایک دن بزرگ کامل ہوگا کہ اس کے دروازے پر بادشاہ حاضر ہوں گے اور بڑے بڑے بزرگ اس سے بیعت ہونے میں فخر محسوس کریں گے" ان کلمات پر مسجد کے ملا مسکرائے اور بولے "خدا کی شان۔ آج کل کے بزرگ کیسے ہیں کہ ہندال جٹ کے لڑکے کے متعلق ایسی پیشگوئی کہہ رہے ہیں حالانکہ اس کے باپ دادا جاہل ہیں"

حضرت شیخ صاحبؒ نے جواباً فرمایا کہ ملا صاحب آپ نہیں جانتے۔ میری اولاد بھی ان کے ہاتھ پر بیعت ہوگی"

چند درسی کتب پڑھنے کے بعد حضرت جنہیں علوم دین کی تکمیل کا ازحد شوق تھا۔ اول ڈیرہ غازی خاں میں گئے۔ وہاں شرح ملا تک دینی کتابیں پڑھیں۔ پھر اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے ایک بزرگ حضرت خواجہ محکم الدین کے ہمراہ لاہور چلے آئے۔

یہاں حضرت خواجہ کے کھانے پینے کا کوئی انتظام نہ تھا، مل جاتی کھا لیتے ورنہ کئی روز فاقے سے گذرتے اکثر گداگری کی نوبت آئی۔ فقیروں کا بھیس بدل کر اہل کرم کا تماشہ دیکھنے لگ

اس کام سے دل کو بڑی کوفت ہوتی، آخر ایک روز رزاق عالم کے سامنے گڑگڑائے کہ اے باری تعالیٰ تیرے دین کو حاصل کرنے کے لئے یہ عاجز بے یارومددگار گھر سے نکلا ہے، تو اس کی کوشش کو قبول فرما اور اسے آزمائش میں نہ ڈال ـــــ کہتے ہیں اس روز کے بعد حضرت خواجہ کو کبھی فاقے نہیں ہوئے۔

بیعت

جب لاہور سے بھی سیری نہ ہوئی تو دہلی کا رخ کیا، دہلی ان دنوں علوم کا مرکز تھا، حضرت کو یہاں پہنچ کر قدرے اطمینان حاصل ہوا۔ دراصل حضرت خواجہ اب اس مقام پر پہنچ گئے تھے جہاں سے ان کی "ولایت" کی ابتدا ہوتی ہے ـــــ دہلی میں فخر جہاں حضرت مولانا فخرالدین رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی کا شہرہ تھا۔ حضرت خواجہ بھی ان کے در دولت پر حاضر ہوئے۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ ایک ہی نظر میں تاڑ گئے کہ آج ایک مرد شہباز حاضر ہوا ہے۔ انہیں محبت سے نوازا اور درس گاہ میں داخل فرما لیا ہے۔

حضرت خواجہ اس ابتدائی واقعہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں ـــ کہ لاہور سے مہار شریف آیا اور وہاں سے ایک صاحب، میاں محمد قائم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ دہلی پہنچا، وہاں مولوی برخوردار

Marfat.com

صاحبؒ سے "قطبی" پڑھتا تھا۔ اس مدرسہ میں ایک بزرگ میاں فتح محمد صاحبؒ بھی رہتے تھے۔ ان کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتا حضرت میاں صاحبؒ مجھے حافظ کہا کرتے تھے۔ ان کے ہاں ہر جمعرات کو ختم شریف کے بعد فاتحہ پڑھی جاتی تھی جس میں میں بھی شریک تھا۔ حضرت میاں صاحبؒ دوران فاتحہ عموماً حاضرین سے یہ فرماتے کہ بھئی اس حافظ کے لئے بھی دعا فرمائیں ——

انہی ایام میں حضرت پیر و مرشد قبلہ مولانا فخر الدینؒ دکن سے تشریف لائے۔ اور حضرت میاں صاحب سے ملاقات کے لئے ہمارے مدرسہ میں بھی آئے۔ دونو بزرگ بڑے تپاک سے ملے کھانے کے وقت ان حضرات نے مجھے بھی اپنے ساتھ دستر خوان پر بٹھا لیا —— حضرت پیر و مرشد میری ملاقات سے بہت مسرور ہوئے۔ اور میں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کا شرف بھی حاصل کیا۔

حضرت خواجہؒ سولہ سال حضرت پیر و مرشد کی خدمت میں رہے، اس عرصہ میں تکمیل علوم بھی ہوئی تزکیہ نفس کے لئے انہوں نے بڑے بڑے مجاہدے اور ریاضتیں بھی کیں۔

Marfat.com

سیاحت

جب ہر طرح طاق ہو گئے تو حضرت پیر و مرشد انہیں ہمراہ لے کر لاہور اور پاکپتن شریف میں آئے۔ چونکہ یہاں سے حضرت خواجہ رح کا وطن قریب تھا۔ انہیں فرمایا کہ بہتر ہے تم اپنی والدہ سے مل لو ۔۔۔۔۔ حضرت بابا صاحب کے عرس کے ایام تھے۔ حضرت پیر و مرشد ابھی کچھ دن وہاں ٹھہرنا چاہتے تھے یہ حضرت پیر و مرشد کے ارشاد کو مبارک اور غنیمت سمجھ کر مہار شریف میں گئے ۔۔۔۔۔

کہتے ہیں حضرت خواجہ رح اپنے گاؤں میں داخل ہوئے تو ہندوستانی وضع کا لباس زیب تن کئے تھے، گاؤں کے پاس ایک ندی تھی جہاں چند عورتیں کپڑے دھو رہی تھیں۔ انہیں دیکھ کر ایک بولی کہ یہ آدمی ہندوستان کا معلوم ہوتا ہے۔ ہمارے گاؤں سے بھی عرصہ ہوا ایک لڑکا وہاں گیا تھا۔ اب تک اس کی کوئی خیر خبر گھر والوں کو نہیں ملی، کیوں نہ اس سے دریافت کریں۔ حضرت خواجہ ٹھٹکے اور فرمایا مائی وہ میں ہی ہوں میرا نام بابل ہے، سولہ سال کے بعد آیا ہوں۔ یہ سننا تھا کہ وہ مائی صاحبہ جو حضرت کے عزیزوں میں سے تھیں۔ اٹھیں اور

Marfat.com

گاؤں میں آ کر حضرت کی والدہ کو یہ خوشخبری دی۔ حضرت کی والدہ جو بیٹے کی جدائی میں طویل صبر آزما گھڑیاں گذار رہی تھیں۔ گھر سے فوراً باہر نکل آئیں۔ بیٹے کو سر سے پاؤں تک دیکھا، اب جوان ہو گئے تھے۔ بیچاری انہیں پہچانے تو کیونکر۔ ناک پر ایک تل تھا۔ یہی ایک نشانی ماں تا کی ماری کو یاد تھی۔ محبت سے بیٹے سے لپٹ گئیں۔

چند یوم کے بعد جب گاؤں سے چلے تو حافظ مولوی شرف الدین صاحب جو گاؤں کے جید عالم تھے۔ عرس میں شرکت کرنے کے لئے گھوڑے پر سوار ہو کر چلے، اتفاق سے ان کی سواری آگے آگے جاتی تھی۔ اور حضرت خواجہؒ پیادہ پا ایک اجنبی کی حیثیت سے ان کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے۔

خلافت

پاکپتن شریف کے ہفتہ عشرہ کے قیام میں حضرت کے پیرو مرشد نے انہیں تلقین و ارشاد کی اجازت بھی مرحمت فرمادی تھی گویا یہ حضرت بابا صاحبؒ کا حکم تھا۔ جو حضرت مولاناؒ کے توسل سے حضرت خواجہ رح کو سنایا گیا۔ اور انہیں وہیں مزار حضرت بابا صاحبؒ کے ایک گوشہ میں رہنے کو کہا گیا۔ تاکہ طالبان ان کے

ہاتھوں اس مبارک سرزمین پہ ہی حضرت بابا صاحبؒ کے چشمۂ فیض سے (جس کے حضرت قبلہ ساقی تھے) سیراب ہوں۔ لوگ جوق در جوق ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور بیعت سے مشرف ہو کر جاتے۔ مولوی شرف الدین صاحب بھی حضرت خواجہ رحمہ کے ہاتھ پہ بیعت ہوئے۔ اور جب گاؤں کو واپس چلے تو حضرت خواجہ بھی ان کی ہمراہی میں تھے۔ مگر اب معاملہ برعکس تھا۔ مولوی صاحب پیدل جا رہے تھے اور حضرت خواجہ گھوڑے پہ سوار تھے۔ جس پہ سوار ہو کر آج سے چند یوم پہلے مولوی صاحب گاؤں سے بیج فروخت کرنے چلے تھے۔

حضرت مہار شریف سے ہو کر اوچ شریف تشریف لے گئے اور سینکڑوں طالبان کو سرمدی نعمتوں سے فیضیاب کیا۔ حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ انہی ایام میں حضرت کے ہاتھ پہ بیعت ہوئے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت کے بچپن کے ساتھی خواجہ حافظ محکم دینؒ دوران سفر ایک بستی میں اترے تھے کہ چند لوگوں نے ان کی وضع قطع دیکھ کر کہا کہ یہ صاحب بھی بزرگ معلوم ہوتے ہیں شاید گاؤں والوں کو ان کی آمد کی خبر نہیں ہوئی۔ کیونکہ کل

یہاں سے حضرت خواجہ نور محمد صاحب مہاروی گذرے تھے تو یہ لوگ بہت بگڑے تھے، حضرت محکم الدینؒ نے جب یہ الفاظ سُنے تو مصلّے سنبھال یہ کہہ کر چل دئے کہ جب حضرت خواجہؒ ایسے بزرگ سے ان لوگوں نے یہ سلوک کیا ہے تو ہمارا ٹھہرنا محال ہے۔ جانے کیا گزرے اس بستی پر ـــــ

کہتے ہیں حضرت محکم الدینؒ کے جانے کے بعد اس بستی کو آگ نے گھیر لیا وہ جگہ تھوڑی دیر میں جل کر خاکستر ہو گئی۔

دہلی کے قیام میں ان پر حضرت پیر و مرشد کی مراعات سے اکثر شاگرد جلتے تھے اور ان کے بارے میں حضرت مولانا کے کان بھرتے اور ان کے متعلق نت نئے افسانے گھڑتے، ایک مرتبہ کہا کہ یہ نوجوان پنجاب کی اس قوم سے تعلق رکھتا ہے۔ جس کے بڑوں نے "صاحباں" نامی لڑکی کو ورغلایا تھا، گویا مرزا صاحباں کی داستان کی ذمہ داری ان کے سر تھوپ دی گئی حضرت مولانا ان کے جہل پر متبسم ہو کر بولے "انشاءاللہ ہمارا یہ پنجابی دنیائے اسلام کو اپنا شیدا بنائے گا۔"

پاکپتن شریف میں عطائے خلافت سے پہلے بھی حضرت مولاناؒ نے حضرت خواجہ کی روحانی ترقی خدمت اور محبت کے

Marfat.com

پیش نظر انہیں بیعت کی اجازت دیدی تھی صاحب خزینۃ الاصفیا نے ایک جگہ ان ہر دو پیر اور مرید کی محبت کے متعلق کیا خوب لکھا ہے ''شیخ نور محمد انیس روز شبانہ ہمدم و محرم راز حضرت مولانا بود۔''

کہتے ہیں جب حضرت مولاناؒ نے ان کے سر پہ دستار خلافت باندھی اور آپ کو اپنے وطن ہی میں رہ کر ہدایت خلق کے عہدہ پہ مامور کیا تو انہیں چند ہدایات فرمائیں۔

اوّل۔ ''اپنے وطن میں اپنے ہی دیس کا لباس پہننا''

دوم ''اگر کوئی شخص تکلیف دے تو اس کا انتقام نہ لینا۔ بلکہ اس پہ بھی احسان کرنا''

سوم ''علماء صلحا اور اولاد حضرت باباصاحبؒ کے احترام کو ملحوظ رکھنا''

چہارم ''ایک بڑا رئیس بیعت ہوگا۔ اس کے لئے دعا خیر کرتے رہنا۔ کیونکہ اس کی سلامتی کے ساتھ ہزاروں مخلوق کی سلامتی وابستہ ہے''

حضرت خواجہؒ کے پیر و مرشد جب پاکپٹن شریف سے واپس دہلی تشریف لے گئے۔ تو حضرت مہار شریف سے پیدل چل کر

Marfat.com

اپنے دادا پیر فخر سلسلہ عالیہ شیخ الشیوخ عالم حضرت باباصاحبؒ کے آستانہ عالیہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے اور کئی روز قیام فرماتے۔ یہ عمل کئی سال جاری رہا۔

آخر عمر میں چشتیاں شریف میں بستی تاج سرور (جہاں حضرت تاج الدین سرورؒ دفن ہیں) جاتے تھے (حضرت تاج الدینؒ حضرت باباصاحبؒ کے پوتے ہوتے ہیں۔)

دہلی میں حضرت مولانا (رہ) کی محفل میں ایک مرتبہ حضرت خواجہ ترکمان علیہ الرحمتہ کا ذکر خیر ہو رہا تھا (یہ بزرگ نارنول کے تھے) کہ جو مرید ان کی خدمت میں ایک سو روپے کی نذر پیش کرتا ہے۔ اُسے حضور سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت میسر ہو جاتی ہے۔ حضرت مولانا بولے "ہمارے پنجابی (حضرت خواجہؒ) کو اللہ نے وہ مرتبہ عطا کیا ہے کہ جو شخص صدق دل سے ان کے پاس حاضر ہوگا، اسے ذات باری کا دیدار نصیب ہوگا"۔

نیز اکثر یہ کلمات فرماتے کہ نور محمد سبحان اللہ۔ کجا دکن کجا پاکپتن۔ اور گاہے گاہے ان سے مخاطب ہو کر کہتے "قدرت پروردگار ببیں کہ مرا از دکن آورند۔ و ترا از پاکپتن"۔

حضرت پیر و مرشد کی ان سے محبت اور ان کی پیر و مرشد

کے لئے بے پناہ عقیدت کا نتیجہ ظاہر ہے۔ حضرت خواجہ اپنے عصر کے ممتاز ولی گذرے ہیں۔ مہار شریف میں امیرانہ زندگی بسر کی مگر دل درویشانہ تھا۔ جو پاس ہوتا راہ مولا دے ڈالتے۔ بہاولپور کا نواب حضرت کے خدّام میں سے تھا۔ نذر نیاز سے ہر وقت حضرت کی خدمت پر کمر بستہ رہتا۔ حضرت بھی اس پر بہت مہربان تھے۔ اور دعا کو رہتے۔

کرامات

افغانستان کے بادشاہ نے ایک دفعہ بہاولپور پر چڑھائی کا ارادہ کیا، نواب صاحب نے حضرت کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کیا۔ حضرت نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ کہتے ہیں بادشاہ نے اسی وقت چڑھائی کا ارادہ بدل دیا۔

مہار شریف میں ایک دفعہ قحط پڑ گیا، لوگ حضرت کے پاس اکٹھے ہو کر آئے حضرت ان کو لے خواجہ تاج سرورؒ پہنچے اور بارش کے لئے دعا کی۔ ابھی گھر نہیں پہنچے تھے کہ موسلا دھار بارش ہونے لگی۔

ایک دفعہ حضرت کوٹ مٹھن جہاں آپ کے خادم قاضی محمد عاقل صاحب رہتے تھے مقیم تھے۔ اتفاق سے قاضی صاحب

Marfat.com

ایک عرصہ سے صاحب فراش تھے۔ اور اس قدر کمزور ہو گئے تھے کہ حضرت خواجہ کی اطلاع پا کر دو آدمیوں کے سہارے حضرت کے روبرو حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہؒ ان کی صورت دیکھتے ہی بولے "لقا الخلیل شفا العلیل"۔ ان الفاظ میں نہ جانے کیا تاثیر تھی کہ قاضی صاحب پر ایک رقت طاری ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری اور کمزوری اسی دم دور کر دی،

ایک صاحب ــــ گل احمد صاحب کو عرصہ سے "ام الصبیان" کا دورہ ہوتا تھا۔ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر دوا کیلئے درخواست کی، حضرت نے انہیں اپنا "لعاب دہن" مرحمت کیا سارا عارضہ رفع ہو گیا۔

مشہور روایت ہے کہ حضرت خواجہ رح بچپن میں جب تعلیم پاتے تھے ان کے ساتھ ایک لڑکی بھی پڑھتی تھی۔ گردش زمانہ سے وہ جوان ہو کر طوائف بن گئی۔ حضرت خواجہ کے فیضان کی دھوم جب اس کے کان میں پڑی تو ان کے در دولت پر حاضر ہوئی اور انہیں پہچان کر بولی۔ کہ میں اور آپ ایک ہی باغ کی پیداوار ہیں۔ آپ پھول بن گئے اور میں کانٹا بن کر رہ گئی۔ حضرت خواجہ پر رقت طاری ہو گئی۔ عورت کی طرف

Marfat.com

ایک نگاہ کیمیا صفت ڈالی۔ اس کی حالت بھی غیر تھی۔ ایک ہی توجہ سے اہل اللہ کے زمرہ میں داخل ہو گئی۔

وصال

کہتے ہیں جب حضرت خواجہ کو حضرت مولانا کے وصال کی اطلاع ملی اسی روز سے ان کی صحت گرنی شروع ہو گئی۔ انہی ایام میں حضرت کے ایک معتقد خادم میاں نور محمد نارووالی رح کا وصال ہو گیا۔ حضرت خواجہ ایک ہی صدمہ سے بیمار ہو گئے تھے کہ اس دوسرے صدمہ نے ایک اور چرکہ دیا۔ طبیعت کمزور تھی بدن کے جوڑوں میں درد رہنے لگا۔ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ نقرس کی بیماری ہم فقرا کا موروثی عارضہ ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد اس درد کے ساتھ بخار بھی ہو جاتا۔ آخر یہ بیماریاں جان لیوا ثابت ہوئیں۔ اور ۱۲۰۵ھ ہجری میں حضرت تریسٹھ برس کی عمر میں رحلت فرما گئے۔ اور خانقاہ تلوج سرواد رح میں دفن ہوئے۔ یہ جگہ حضرت خواجہ رح کے سبب چشتیاں شریف بھی کہلاتی ہے۔

حضرت خواجہ رح کی زندگی کا ذیل کے مختصر الفاظ میں احاطہ کیا گیا ہے۔

بیس سال کی عمر تک علم حاصل کیا اور بیعت ہوئے۔

Marfat.com

جب چونتیس سال کے ہوئے تو کمال باطنی حاصل کر چکے تھے اکتالیس سال کی عمر میں خرقۂ خلافت سے مشرف ہوئے اور بائیس سال ہدایت خلق میں مصروف رہے اور پیرو مرشد کے وصال کے بعد ساڑھے چھ سال زندہ رہے۔

خصائل

ہمیشہ نماز اوّل وقت باجماعت ادا کرتے، وضو کے ساتھ مسواک کا استعمال بھی کرتے تھے۔ وضو کے بعد رومال سے اعضاء کو پونچھتے اور ڈاڑھی میں کنگھی کرتے اور سورہ الم نشرح کا ورد کرتے۔ فرماتے کہ اس کا ورد افلاس کو دور کرتا ہے۔ وضو میں کسی دوسرے شخص سے مدد نہ لیتے، مناسب مقدار میں پانی کا استعمال فرماتے۔ نسوار لینے کے عادی تھے۔ مگر وضو اور نماز کے دوران میں اس کا استعمال نہ کرتے۔

سادہ غذا کھاتے تھے، گیہوں کی روٹی اور بکری یا مرغی کا شوربہ مرغوب تھا۔ رات کو اکثر گھی کی روٹی دودھ کے ساتھ تناول فرماتے۔ ہر لقمہ کے ساتھ بسم اللہ شریف پڑھتے۔ فرماتے کہ اس عمل سے کھانا پیٹ میں جا کر نور بن جاتا ہے۔ بلا ضرورت نہ خود بھوکا رہنا پسند کرتے تھے اور نہ دوسروں کو بھوکا رہنے کا

Marfat.com

مشورہ دیتے تھے۔ بھینس کا تازہ دودھ کثرت سے استعمال کرتے تھے۔ کھانے سے فارغ ہو کر ہاتھ دھوتے۔ دانتوں میں خلال کرتے اور دعائے ماثورہ کا ورد فرماتے۔

پیٹ بھر کر کھانے سے منع کرتے۔ لباس میں سر پہ عموماً نادری وضع کی ٹوپی (جاڑوں میں روئی دار) استعمال کرتے۔ کبھی کبھی پگڑی بھی باندھتے تھے۔ تنہائی کو بہت پسند کرتے تھے۔ اکثر تہبند استعمال کرتے تھے۔ پاجامہ یا شلوار کو بھی پسند فرماتے تھے۔ ڈھیلا کرتہ پہنتے تھے۔ کاندھے پہ چادر یا رُومال رکھتے تھے۔ پاؤں میں سادہ وضع کا جوتا ہوتا تھا۔

بالعموم دوزانو بیٹھتے تھے۔ تنہائی کو بہت پسند کرتے تھے۔ ارباب علم اور طلبا کے ساتھ زیادہ مشغول رہتے تھے۔ اکثر دینی کتب کا مطالعہ بھی فرماتے تھے۔ اگر کسی شخص کی کوئی حرکت یا قول ناپسند ہوتا تو اس کو کھلے طور پہ کبھی تنبیہ نہ فرماتے بلکہ تلمیحاً اشارہ یا کنایہ سے اسے سمجھا دیتے"۔ رات کے وقت سرمہ کی تین سلائیاں آنکھوں میں ڈالتے۔ فرماتے کہ اس عمل سے بینائی قائم رہتی ہے۔

Marfat.com

ارشادات

حضرت خواجہ رح ایک عارف کامل اور صوفی اہل دِل ہونے کے ساتھ ساتھ، سخن فہمی، برجستہ کلامی میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ نیز صوفیائے کرام کے اقوال و معارف پر حضرت کو پورا عبور حاصل تھا ــــــ چند نمونتہً ملاحظہ ہوں۔

فرمایا کہ تمام موجودات آئینۂ جمال حق ہے۔ نیک انجام ایمان کی درستی پہ منحصر ہے۔ نہ کہ کسی شخص کے جمعرات یا جمعہ کے روز یا رمضان المبارک کے مہینے میں مرنے پہ۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ جب میں رات کے وقت رہٹ کے چلنے کی آواز سنتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ یہ لوگ غلہ کے لئے خود بھی جاگتے ہیں اور دوسروں کو بھی بیقرار رکھتے ہیں۔ پھر غلہ آفات ارضی و سماوی سے بچ رہا تو ہاتھ آگیا ورنہ کچھ بھی نہیں ــــــ حالانکہ خدا تعالیٰ کی محبت میں کوئی شخص رات بھر جاگنے والا نظر نہیں آتا۔ اس جاگنے میں نفع ہی نفع ہے نقصان کا کچھ خدشہ نہیں ــــــ

ایک دفعہ ایک شخص کے تعبیر دریافت کرنے پر فرمایا۔

Marfat.com

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم
چوں غلام آفتابم ہم از آفتاب گویم

ایک مرتبہ ایک شخص نے کہا کہ حضرت جسمانی عوارض کی طرح روحانی امراض پر بھی کتابیں لکھی جانی چاہئیں تاکہ لوگ استفادہ کر سکیں۔ فرمایا ایسی کتابیں بہت ہیں، روحانی امراض کے علاج بھی بہت ہیں۔ مگر علاج کرانے والے لوگ نہیں ہیں۔"

ایک شخص نے اعزہ و اقربا کی دشمنی کی حضرت سے تحریری شکایت کی اسے لکھ بھیجا کہ زبان کی طرح بے شمار دشمنوں میں رہنا چاہیئے اور شوخ دانتوں کے خطرے کو صبر اور تحمل سے برداشت کرنا چاہیئے۔

فرمایا کہ ہر طالب اپنی بساط کے مطابق مرشد سے فیض حاصل کرتا ہے۔ دیکھو کہ زمین ایک ہے۔ مگر کہیں اس پر سبزہ لہلہا رہا ہے۔ اور کہیں زراعت کا نام تک نہیں ہوتا ——!

حضرت خواجہ رح کے متعدد اور معتبر خلفاء ہوئے ہیں۔ جن میں حضرت مولانا محمد جمال صاحب کوٹ مٹھن قاضی عاقل محمد صاحبؒ حاجی پور والے۔ حضرت خواجہ نور محمد نارووال

والے اور حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رح بہت مشہور ہوئے ہیں ــــ

بہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہے کہ سرزمین پنجاب میں حضرت بابا صاحب شیخ الشیوخ عالم کے بعد سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حضرت خواجہ قبلہ عالم رح سے بڑا کوئی ایسا بزرگ نہیں گزرا جس کی کوشش و سعی سے اس سرزمین میں اس سلسلہ نے دن دونی رات چوگنی ترقی کی ہو۔

Marfat.com

شہبازِ سلیمانیؒ

Marfat.com

ابتدا

حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۷۹ھ ہجری موضع گڑھ گوجی (علاقہ کوہستان جو تونسہ شریف سے بیس کوس مغرب کی طرف واقع ہے) میں پیدا ہوئے۔ حضرت کے والد ماجد کا نام ذکریا ہے۔ قوم کے افغان تھے۔ بچپن میں انا نانا کے افغانی نام سے پکارے جاتے تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں ہی میں حاصل کی شروع کی چند کتابیں موضع لانگہ کے ایک مولوی صاحب سے پڑھیں وہاں سے کوٹ مٹھن تشریف لے گئے۔ جہاں حضرت قبلہ عالمؒ کے خلفاء میں سے حضرت قاضی عاقل محمد صاحبؒ نے ایک دینی مدرسہ جاری کر رکھا تھا، اس وقت حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر شریف پندرہ سولہ

Marfat.com

سال تھی، حضرت قاضی صاحبؒ کے فرزند ارجمند قاضی احمد علی صاحبؒ مدرسہ کے مہتمم تھے۔ حضرت خواجہؒ کو اس مدرسہ میں داخل ہوئے ابھی تھوڑا عرصہ ہوا تھا کہ اوچ شریف میں حضرت قبلۂ عالمؒ کے ورود کی اطلاع ملی، قاضی صاحب چند طلباء کو لے کر حضرت قبلۂ عالمؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جن میں حضرت خواجہؒ بھی شامل تھے۔ دینی تعلیم میں غیر معمولی شغف اور انہماک کے سبب حضرت خواجہؒ (باوجود کمسنی) کٹر قسم کے ملا خیال کیے جاتے تھے۔ اور خلاف شریعت امور پر بلا روک ٹوک تنقید و تبصرہ کرتے تھے۔ اُدھر قبلہ عالمؒ کے دربار میں سماع کی محفل گرم تھی۔

حضرت خواجہؒ نے جب یہ سنا کہ قاضی صاحب کے پیر و مرشد یہاں راگ رنگ میں مصروف ہیں تو برہم ہو گئے۔ اور حامیوں سے اس مسئلہ پر بحث و مباحثہ کی ٹھان لی۔ اس واقعہ سے تھوڑے دنوں پہلے حضرت خواجہ ایک گانے والے لڑکے سے کوٹ مٹھن میں بھی ٹکر لے چکے تھے، جب وہ لڑکا جس کے سر کے بال کافی لمبے تھے۔ ان کے سمجھانے پر باز نہ آیا۔ تو انھوں نے اس کے بال کاٹ لیے۔ آخر لڑکا اور اس کے ساتھی گانا بجانا بند کرنے پر مجبور ہو گئے، حضرت خواجہ یہاں بھی اسی

Marfat.com

جوش و خروش کے ساتھ آگے بڑھے۔ مگر جوں ہی محفل میں قدم رکھا سہم کر رہ گئے۔ جس طرف نگاہ دوڑاتے لوگوں کو کمالتِ وجد بے تاب و مضطرب پاتے۔ یہ ابھی شش و پنج میں تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ مخدوم صاحب اوچ بخاری شریف کے سجادہ نشین بیعت کے لئے تشریف لاتے ہیں، حضرت قبلہ عالمؒ سنبھلے اور سنبھل کر اُٹھے اور آنے والے کی ملاقات کے لئے خانقاہ سید جلالؒ کی طرف کی روانہ ہوگئے۔

جب دروازے کے پاس پہنچے تو حضرت خواجہ (سلیمانؒ) وہاں کھڑے تھے۔ حضرت قبلہ عالم نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور اپنے ساتھ لے گئے، حضرت قبلہ نے پہلے حضرت مخدوم صاحب کو بیعت کیا اور پھر حضرت خواجہ رحؒ کو اس نعمت سے نوازا۔ دراصل حضرت خواجہ حضرت قبلہ عالمؒ کی محفل میں قدم دھرتے ہی دل سے بیعت ہو چکے تھے۔

آج سے بہت عرصہ پہلے حضرت قبلہ عالمؒ کے پیر مرشد نے حضرت کو یہ خوشخبری دی تھی کہ کوہستان مغرب سے ایک "شہباز" تمہارے دام میں گرفتار ہوگا۔ جس سے اس سلسلہ عالیہ کو بہت فروغ حاصل ہوگا۔ بیعت میں لانے کے بعد

Marfat.com

حضرت قبلہ عالمؒ نے ان کا نام سلیمانؒ رکھا ۔ اور اسی نام سے مشہور ہوئے ۔

خلافت

حضرت خواجہ رح کے مزاج میں جس قدر سختی تھی بیعت ہونیکے بعد حلیمی اور نرمی میں تبدیل ہوگئی ۔ حضرت قبلہ عالم رح کی صحبت نے ان پر ایک نیا رنگ چڑھادیا ۔ ظاہری علوم پہلے سے حاصل کرچکے تھے ۔ حضرت قبلۂ عالم نے بہت تھوڑے عرصہ میں انہیں باطنی علوم سے بھی مالامال کردیا ۔ اور ایک مدت پیرو مرشد کی خدمت میں رہے اور خلافت کے اعزاز سے متصف ہوئے ۔

کہاں تو شعرو شاعری سے حضرت کی طبیعت بیزار تھی کہ اب حق سبحانہ وتعالیٰ کی محبت میں خود شعر موزوں کرتے ، دل میں بلا کا سوز تھا ۔ درد تھا ۔ تڑپ تھی ۔ اس لئے جو منہ سے فرماتے تاثیر سے خالی نہ ہوتا ۔ تنہائی کے عالم میں اکثر وردِ زبان ہوتا ہ

دستگیری کن مرا یا دستگیر
زانکہ جز تو کو کند تدبیر ما

Marfat.com

با گناہوں کو یاد کر کے کہتے ہے

یا الٰہی عفو کن تقصیر ما
نیست جز تو کو کند تدبیر ما
کس نہ گشتہ از در تو نا امید
اے امید وارے امید لے امید
اے کریم العفو ستار العیوب
انتقام از ما بکش اندر ذنوب
چو سلیمانم بکردی اے کریم
حفظ ایمان کن ز شیطان الرجیم

اپنی موجودہ حالت کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں۔

اے خدا و ندا خدا بنما مرا
وحدت اندر کثرتہا بنما مرا
رندم و مستم ز رندی بے خودم
آنچہ رنداں مے کنند بنما مرا

اور کبھی کبھی شراب وحدت سے بیخود ہو کر پکار اٹھتے ۔۔۔

صوفی بیا کہ مشرب رندان است ہیا
اینجا چہ کار وائی کہ رندان است ہیا

Marfat.com

ناموس پارسائی کردی زندتے
اینجا شراب خواری رنداں ست مہیا

یہ اشعار پڑھتے اور وجد میں آتے۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ کے اس شعر کو بار بار پڑھتے اور روتے۔ حتیٰ کہ آنکھوں سے خون ٹپکنے لگا۔

اے ترک شوخ ایں ہمہ ناز و عتاب چیست
با دل شکستگان ستم بیحساب چیست

حضرت امیر خسرو علیہ الرحمتہ کے اشعار بھی بڑے سوز سے پڑھتے اور اکثر بے ہوش ہو جاتے تھے اور جب ہوش سنبھلتے تو بڑے بڑے دقیق مسائل حل فرماتے۔

ایک مرتبہ ایک غیر مسلم نے حضرت سے دریافت کیا کہ خدا قسمت سے ملتا ہے یا عمل سے تو یہ شعر پڑھ دیا۔

بہ جستجوئے نباید کسے مراد دلی
کسے مراد نہ یابد کہ جستجو نکند

حضرت خواجہ رح کی خدمت میں ہر طرف سے لوگ آتے اور فیضیاب ہوتے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ کا فیضان حضرت خواجہ رح کی بدولت بالخصوص کوہستانی علاقہ میں بہت دور دور تک پھیل

Marfat.com

گیا۔ ریاست بہاول پور کے نواب جو حضرت قبلہ عالم رہ سے
خاص طور پر عقیدت رکھتے تھے۔ اکثر حضرت خواجہ سلیمان رح کی
خدمت میں بھی حاضر ہوتے ——

وصال

کوہستان کی سنگلاخ زمین میں علم و عرفان کی یہ شمع
۱۲۶۷ھ ہجری میں (بعمر ۸۸ سال) تونسہ شریف میں خواب
ابدی سے ہمکنار ہوئی۔ جس پر نواب محمد بہاول خاں مرحوم (سابق
نواب بہاول پور) نے زر کثیر سے شاندار مقبرہ تعمیر کیا۔

جانشین

حضرت خواجہ رح کے پوتے فرزند ارجمند خواجہ گل محمد رح
(ابن حضرت خواجہ رح) حضرت خواجہ اللہ بخش رح حضرت خواجہ کی
زندگی ہی میں ۱۲۴۱ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ حضرت خواجہ
ان کی پیدائش پر بہت مسرور ہوئے۔ جب یہ ذرا سیانے
ہوئے تو انہیں خود تعلیم فرماتے اور تھوڑے ہی عرصہ میں درسی
کتب پڑھا دیں۔ بعد ازاں انہیں سلوک و تصوف کی تعلیم
فرمائی ——

کہتے ہیں بعد وصال حضرت خواجہ رح موصوف تیدق میں

Marfat.com

مبتلا ہو گئے! حضرت کے والد بزرگوار انہیں سید جمال شاہ مست رح بیکانیری کی خدمت میں لے گئے، انہوں نے استخارہ کے بعد خوشخبری دی کہ اللہ تعالیٰ انہیں زندہ و سلامت رکھے گا۔ اور یہ حضرت خواجہ تونسویؒ کے جانشین ہوں گے، جن سے بیرونی ممالک بھی سلسلہ عالیہ چشتیہ کے فیضان سے سیراب ہوں گے۔ نیز فرمایا کہ ان سے حضرت خواجہ رح کی نسل چلے گی۔

چنانچہ حضرت موصوف ۵۲ سال زندہ رہے اور ۱۳۱۹ھ ہجری میں واصل باللہ ہوئے۔ ان کا مزار بھی تونسہ شریف میں ہے۔ حضرت صاحب ثانی کے لقب سے ملقب ہیں۔

ان کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت خواجہ موسیٰ، رح مسندِ سلیمانی پر رونق افروز ہوئے۔ ان کی ولادت ۱۲۶۹ھ ہجری میں ہوئی۔ ان کی تربیت بھی ان کے والد بزرگوار کے مبارک ہاتھوں سے ہوئی۔ حضرت موصوف قرآن پاک کے حافظ تھے۔ اور بہت خوش الحانی سے پڑھتے تھے۔ حضرت صاحب ثانی کے آخری ایام تھے۔ کہ ایک مرتبہ جمادی الثانی کے چاند نکلنے کے موقعہ پر حاضرین سے ارشاد فرمایا کہ اس

Marfat.com

مہینے کا چاند دیکھ کر آپ صاحبان کیا دیکھتے ہیں؟ عرض کیا گیا "پیرے میں درہ آخر ہیں" حضرت خواجہ ثانی رح نے حضرت موسیٰ رح کی طرف دیکھا اور فرمایا "ہم نے اس پیر کی صورت دیکھی ہے"۔ چنانچہ اس ماہ کے اواخر میں حضرت خواجہ ثانی رح کا وصال ہوا اور یہ مسند پر تشریف فرما ہوئے اور ۲۳ سال کی رشد و ہدایت اور خدمتِ خلق کے بعد اس دنیا سے ۱۳۴۲ھ ہجری میں رحلت فرمائی۔ لوگ انہیں از راہِ عقیدت غریب نواز بھی کہتے تھے۔

اختتامیہ (از شمس مینائی)

الحق امین شرقپوری ہیں فدائے چشت
لکھتے ہیں آپ تذکرۂ اولیائے چشت

اک تہلکا بپا ہوا دنیائے کفر میں
گونجی بلادِ ہند میں جس دم صدائے چشت

مصدر کرامتوں کے جو ہیں خواجۂ معین
جاری انہیں کے فیض سے ہیں چشمہ ہائے چشت

فرہاد یا جو آپ نے بس ہو گیا وہی
گویا نوائے غیب رہی ہے نوائے چشت

جو بھی کسی نے مانگا وہی مل گیا اُسے
بٹتا ہے یوں خزانۂ دولت سرائے چشت

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com